بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمـٰـنِ الرَّحِیمِ

THE APOLOGY OF AL- KINDY

عبد اللہ ولد اسمعیل ہاشمی کا خط مشتمل بر دعوتِ اسلام

بنام

عبد المسیح ولد اسحاق کندی

1924

خدای واحد و پاک کے نام سے شروع کرتا ہوں

ذکر کرتے ہیں کہ خلیفہ ماموں کے زمانہ میں ایک شخص عبداللہ نامی ہاشمیوں کی گروہ میں سے تھا اور میرا خیال ہے کہ وہ عباس کا بیٹا تھا اور خلیفہ سے بہت ہی قریبی رشتہ رکھتا تھا۔ مشہور تھا کہ وہ بڑا پرہیز گار اور متقی ہے اور دینِ اسلام پر خوب مضبوط اور راسخ اور سنتوں اور فرضوں پر قائم ہے ۔ سب خاص وعام اس امر کو جانتے تھے۔ اس کا ایک دوست بڑا فاضل اور علم وادب والا تھا جس کی اصل کندی تھی اور دینِ عیسوی میں بڑا پختہ تھا ۔ خلیفہ ماموں کی خدمت میں رہتا تھا اور منصب کے اعتبار سے خلیفہ سے بہت قرب رکھتا تھا اور یہ دونوں (مسلمان وعیسائی) آپس میں بڑی دوستی و محبت رکھتے تھے اور ہر ایک کو اپنے خلیفہ پر بھروسا تھا اور دل سے اس کے خیر خواہ تھے ۔خلیفہ کے دوست اس بات کو جانتے تھے کہ ان دونوں میں دوستی ہے اور اسی سبب سے لوگوں کو ان دونوں کا نام لینا بھی مکروہ معلوم ہوتا تھا۔ پس ہاشمی نے عیسائی کو ایک خط لکھا اور وہ یہ ہے :

خدای رحمٰن ورحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں

خدا اور رسول کی تعریف کے بعد میں نے اس خط کو اپنے اور نبیوں کے سردار محمد ﷺ کے طریقے کے موافق تیرے نام سلام وعنایت

کے ساتھ شروع کیا ۔ اس واسطے کہ بزرگوں نے جو ہمارے نزدیک صاحب انصاف اور حق کی تصدیق کرنے والے اور بتانے والے اور ہمارے نبی علیہ السلام کی خبر ہم تک پہنچانے والے تھے بہ تحقیق نبی سے روایت کی ہے کہ یہی عادت آپ کی بھی تھی اور جس وقت آپ لوگوں سے بات چیت شروع کرتے تھے تو اول سلام ومہربانی سے ابتدا کرتے تھے اور ذمی اور امی اور مومن ومشرک کے درمیان کچھ فرق نہیں کرتے تھے اور رکھا کرتے تھے کہ میں گروہ آدم کے درمیان نیک عادت کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں نہ کہ سختی اور برائی کے ساتھ اور اللہ کو اس بات پر گواہ لاتے تھے کیونکہ خدا نے قرآن میں فرمایا ہے کہ بیشک خدا ایمان والوں پر بخشش کرنے والا اور مہربان ہے اور ایسا ہی میں نے اس شخص کو دیکھا جس کی خدمت میں رہتا ہوں اور یہی عادت ہمارے پیشواؤں اور ہدایت یافتہ اور راہ بتانے والے میں ہے اور (راضی ہو اللہ ان سب سے کہ وہ سب زیادتی ادب اور بزرگی حسب اور بلندی ہمت اور شرف اخلاق سے اپنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے والے اور ان کی پیروی کرنے والے تھے) وہ اس میں کچھ فرق نہیں کرتے تھے اور کسی کے ساتھ اس طریق کو نگاہ رکھنے میں کمی بیشی نہیں کرتے تھے۔ پس میں بھی اسی روش پر چلا اور انہیں راہوں کو پسند کیا اور اسی نیک طریق کو اختیار کیا اور اسی سبب سے میں نے اپنے اس خط میں تم سلام ورحمت کے ساتھ ابتدا کی تاکہ میں اور میرا خط اس سے خالی نہ ہو اور جس چیز نے مجھے تیری طرف متوجہ کیا اور اس پر آمادہ کیا وہ یہ ہے کہ مجھے تجھ سے محبت ہے اس واسطے کہ میرے

سردار اور نبی ﷺ کہا کرتے تھے کہ اپنے قریب کی محب دین وایمان ہے ۔ اسی سبب سے میں رسول خدا کی پیروی کرکے تجھ کو لکھتا ہوں اور چونکہ آنحضرت نے تیری محبت کو ہم پرواجب کیا اس سبب سے کہ تونے ہماری خدمت کی ہے اور ہمیں نصیحتیں دی ہیں اور تجھے ہم سے محبت ہے درحالیکہ اس محبت کا اظہار تجھ سے اس طرح ہوتا ہے کہ تجھے ہماری طرف میلانِ خاطر اور دوستی ہے اور نیز اس سبب سے کہ میں دیکھتا ہوں کہ میرے سردار اور چچا کے بیٹے امیر المومنین نے تجھے گرامی کیا اور اپنا قریبی معتمد گردانا ہے اور تیرا خیر خواہ ہے اس لئے مناسب جانا کہ میں خالص تیری نصیحت کے واسطے اس چیز کی آرزو کروں جس چیز کی اپنی ذاتِ خاص اور کنبے اور ماں باپ کے واسطے کرتا ہوں اور مراد میری اس چیز وہ ہے جسے خدا نے ہمارے اور اپنی ساری مخلوق کے واسطے پسند کیا اور جس پر اس نے عاقبت میں نیک بدلہ دینے کا اور عذاب سے بچانے کا وعدہ کیا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتاہے کہ " ابراہیم کا دینی حنیفی تھا " (سورہ بقرہ 129) اور خدای بزرگ وبرتر فرماتاہے کہ " جو لوگ ہماری نشانیوں پر ایمان لائے اور مسلمان تھے" (سورہ زخرف 69) اور پھر تاکید فرماتاہے کہ " ابراہیم نہ یہودی تھا نہ عیسائی بلکہ حنیفی مسلمان تھا اور نہ تھا شرک کرنے والوں میں " پس میں نے تیرے واسطے وہ چیز چاہی جو اپنی ذات کے واسطے چاہتا ہوں اور تیری کثرتِ ادب اور زیادتی علم اور اچھی تہذیب اور خوبی روش اور بزرگی حسب کو دیکھ کر اور تیری فضیلت اور پیش دستی کو خیال کرکے جو تجھے اپنے مذھب والوں میں اکثر پر حاصل ہے یہ محبت پیدا ہوئی

کہ تو اپنے ان وصفوں کے سبب سے اس چیز پر قائم ہوجائے جس کے تو لائق ہے پس میں نے یہ چاہا کہ نرم کلامی کے ساتھ تجھ پر وہ چیز کھول دوں جو اللہ نے ہمیں عنایت کی ہے اور اس راہ کو بتا دوں جو ہم نے اختیار کی ہے اور چونکہ اللہ جل شانہ کا یہ حکم ہے کہ " اہل کتاب سے بجز نرمی کے اور کسی طرح مباحچہ مت کرو۔" (سورہ عنکبوت 45) اس واسطے میں تیرے ساتھ خوش کلامی اور نیک بات اور نرم لفظ کے سوا اور کسی طرح گفتگو نہ کرونگا۔ کیا عجب ہے کہ تو خبردار ہو کر حق کی طرف رجوع کرے اور اللہ جل جلالہ کے کلام کی طرف جو میں تیرے سامنے پڑھتا ہوں اور جسے اس نے خاتم النبیاء اور اولادِ آدم کے سردار ہمارے نبی ﷺ پر نازل کیا ہے۔ رغبت کرے میں اس امر میں ناامید نہیں ہوں بلکہ خدا سے متوقع ہوں کہ وہ جس کو چاہتا ہے راہ بتاتا ہے اور میں دعا کرتاہوں کہ مجھے اس امر میں وسیلہ بنائے اور میں نے دیکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنی کتاب محکم یعنی قرآن میں فرمایا ہے کہ " بیشک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہے " (سورہ آل عمران 17) پھر قولِ اول کی تاکید میں اللہ نے فرمایا ہے " جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کو ڈھونڈتا ہے وہ اس سے قبول نہیں کیا جائے گا اور روزِ آخرت کو وہ شخص نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔" (ال عمران 79) پھر اسی قول کی تاکید میں بطور حکمِ قطعی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اے ایمان والو اللہ سے ڈرو جتنا حق ڈرنے کا ہے اور مسلمان ہی مرو" (آل عمران 97) اور تو جانتا ہے (کفر کی جہالت سے اللہ تجھے

بچاوے اور تیرے قلب کو نور ایمان سے کھول دے) میں عمر رسیدہ آدمی ہوں اور سب دینوں سے خوب واقف ہوں اور ہر دین کو خوب آزمایا ہے اور ہر دین کی کتابیں اور خاص کر تم عیسائی عالموں کی کتابیں بہت دیکھی ہیں یعنی پرانے اور نئے نوشتے جو اللہ نے موسیٰ اور عیسیٰ وغیرہ انبیاء علیہ السلام پر اتارے تھے پڑھے ہیں لیکن پرانے نوشتوں میں توریت اور نون کے بیٹے یشوع کی کتاب اور قاضیوں کی کتاب اور سیموئیل نبی کے دونوں صحیفے اور سفر الملوک اور داؤد نبی کے زبور اور داؤد کے بیٹے سلیمان کے امثال اور ایوب صدیق کی کتاب اور بارہ نبیوں کے صحیفے اور یرمیاہ نبی کی کتاب اور حزقیل نبی کی کتاب یہ سب پرانے نوشتے ہیں۔ نئے نوشتوں میں اول انجیل ہے۔ اس کے چار حصے ہیں پہلی انجیل متی محصل کی ہے دوسری انجیل شمعون کی بہن کے بیٹے مرقس معروف بہ صفا کی ہے اور تیسری انجیل لوقا طبیب کی ہے۔ چوتھی زبدی کے بیٹے یوحنا کی ہے۔ پس یہی چار انجیلیں ہیں جن میں سے دو تو ان دو حواریوں کی ہیں جو مسیح کے بارہ شاگردوں میں سے تھے اور اس کے ساتھ رہتے تھے اور وہ متی اور یوحنا ہیں اور دو انجیلیں ان دو شخصوں کی ہیں جنہیں مسیح نے گروہوں کی طرف دین کی منادی کرنے بھیجا تھا اور وہ دونوں مرقس اور لوقا ہیں۔ پھر کتاب اعمال حواریان اور کتاب احادیث واحبار ہے جسے لوقا نے مسیح کے آسمان پر اٹھ جانے کے بعد لکھا تھا اور پولوس کے 14 خطوط ہیں۔ پس ان سب کتابوں کو میں نے خوب پڑھا طمطاؤس جاثلیقی کا حال دیکھا اور جانکہ ریاست اور علم وعقل

کے سبب سے کیونکر تمہارے درمیان اسے پشت کیا اور اسی میں تمہارے تینوں گروہ جو بظاہر ہیں ان کا حال بھی دیکھا یعنی ملکی جنہوں مر کیا نوس بادشاہ کو اس زمانہ میں قبول کرلیا تھا جبکہ نسطوریوں اور کرلس کے درمیان تفرقہ پڑا تھا اور وہ رومی ہیں۔ دوسرے یعقوبی ہیں جو نہایت بے ایمان اور بد قول اور شریر الاعتقاد اور حق سے دور اور کیر للوس سکندری اور یعقوب بردعانی اور سادیرس مالک تخت انطاکیہ کے پیرو ہیں۔ تیسرے نسطوری ہیں جن میں تو ہے اور مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ اہل علم وفکر میں مصنف ہیں ان سے اس فرقہ والوں کو بہت قریب اور مشابہ پاتاہوں اور انہیں لوگوں میں اکثر کو ہم مسلمان عالموں کے قول کی طرف میلان ہے اور ہمارے نبی ﷺ نے انہیں لوگوں کی اور ان کے کام کی تعریف کی اور ان کے ساتھ عہد وپیمان باندھے اور اپنے اور اپنے اصحاب پر ان کی حفاظت کا ذمہ لیا اور اس باب میں ان کے واسطے نوشتے لکھے اور فرمان مہر جاری کئے اور ان کو استحکام دیا اور جب وقت آیا تو انہوں نے اس سے فائدہ اٹھایا اور وہ لوگ آنحضرت کے پاس آتے تھے اور ان کی تعظیم کرتے تھے اور اعلان امر اور اظہار دعوت پر اس چیز پر جس کے واسطے اللہ نے نبی ﷺ کو مقرر کیا تھا ہمیشہ اپنے زمانہ میں آپ کی یاد کیا کرتے تھے اور وہ لوگ رہبان (عیسائی دوریش) تھے جو وحی کے نازل ہونے اور نبوت کے اظہار سے پہلے آپ کی بشارت اور خبر دیتے تھے اور اسی واسطے رسول اللہ ﷺ جب شام وغیرہ کے سفر کو جاتے تھے تو ان لوگوں سے راہ ورسم اور دوستی بڑھاتے تھے اور بات چیت کرتے تھے اور بہت

لوگوں کو اپنا معتقد پاتے تھے اور رہبان اور عبادت خانوں کے لوگ آپ کی تعظیم و تکریم کرتے اور اپنے لوگوں کو اس بات کی خبر دیتے تھے کہ اللہ یہ چاہتا ہے کہ اپنے حکم کو بلند کرے اور اپنے ذکر کو ظاہر کرے اور نصاریٰ آپ کی طرف میلان رکھتے تھے اور یہود اور مشرکین قریش کے مکروں پر اور ان برائیوں پر مطلع کرتے رہتے تھے جو وہ آنحضرت کے واسطے ڈھونڈتے تھے اور ان فریبوں کی خبر دیتے تھے جو باوجود اظہار دوستی اور آپ کو اور آپ کے اصحاب کو بزرگی دینے کے آپ کے ساتھ ارادہ کیا کرتے تھے ۔ پس اسی پر اللہ نے ہمارے نبی ﷺ پر وحی نازل کی اور قرآن میں ان کی نسبت یہ کہہ کر گواہی دی کہ " تو یہود اور مشرکین کو یعنی مشرکین قریش کو ایمان والوں کا سخت دشمن پاویگا اور سب سے نزدیک مسلمانوں کی محبت میں وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ اس واسطے ہے کہ ان میں عالم ہیں اور درویش ہیں اور یہ کہ وہ تکبر نہیں کرتے (مائدہ 85) اور جو کچھ کہ وحی سے آنحضرت پر نازل ہوا اس سے ان کے دلوں کی خوبی اور نیتوں کی درستی کو پہچانا اور وہی لوگ مسیح کے سچے دوست اور اس کی خصلتوں کو اختیار کرنے والے اور اس کے طریقوں پر چلنے والے تھے۔ اس واسطے کہ وہ لوگ نہ خونریزی کو دیکھ سکتے نہ پرائے مال کو جائیز رکھتے اور نہ کسی کو فریب دیتے تھے۔ نہ کسی کی برائی اور نقصان چاہتے تھے۔ ہمیشہ امن وسلامتی کے طلب گار تھے۔ نہ کسی کے حسد سے غرض نہ عدوات سے کچھ کام بلکہ تمام مخلوق پر فضل ورحمت کے چاہنے والے تھے۔ اسی سبب سے ان لوگوں کو ہمارے نبی ﷺ نے جو کچھ

عہدو پیمان عطا کئے وہ کئے اور اپنے اور اپنے اصحاب کی گردنوں پر ان کی حفاظت کا ذمہ لیا اور جو حقوق اللہ تعالیٰ نے بتائے ہوئے تھے وہ ان کو عطا کئے۔ پس ہم ان سب باتوں کا اقرار کرتے ہیں اور کسی طرح کی حجت یا انکار درمیان میں نہیں لاتے اور ان کاموں کو نگاہ رکھتے ہیں اور ان طریقوں کو اختیار کرتے ہیں اور اس وصیت کو قبول کرتے ہیں اور ان حقوق کو اپنی جانوں پر واجب جانتے ہیں اور میں نے رہبان کی ایسی جماعت کو دیکھا اور ان سے ملاقات کی ہے جو کمال پرہیزگاری اور زیادتی علم کے سبب سے مشہور تھے۔ میں نے ان کے مکانوں میں اور عبادتخانوں میں اور خانقاہوں میں گیاہوں اور ان کی ساتوں نمازوں میں جنہیں وہ صلواۃ الاوقات کہتے ہیں ہیں حاضر ہوا ہوں اور وہ نماز یں اس تفصیل سے ہیں۔ صلواۃ الیل (رات کی نماز) صلواۃ الغداۃ (فجر کی نماز جو صلواۃ سحر سے پہلے ہوتی ہے) اور تیسری وہ نماز جسے صلواۃ سحر یعنی صبح کی نماز کہتے ہیں اور نماز دوپہر کی کہ مراد ظہر کی نماز سے ہے اور صلواۃ تاسعہ جو قریب وقت عصر کے ہوتی ہے اور صلواۃ المغرب جو عصر وعشا کے درمیان ہوتی ہے اور صلواۃ شفع جو نماز عشا کی ہے جو فرض کی گئی ہے اور صلواۃ نوم نماز خواب جسے بستر جانے سے پہلے پڑھتے ہیں اور اس اجتہاد عجیب اور رکوع وسجود کو دیکھا جس کے ساتھ جب نماز ختم ہوچکتی ہے تو رخساروں کو زمین سے مس کرتے ہیں اور پیشانی پر ضرب لگاتے ہیں اور شانوں کو حرکت دیتے ہیں خصوصاً شب احاد اور شب جمعہ میں اور عیدوں کی راتوں میں کھڑے ہو کر شب بیداری کرتے ہیں اور تمام رات دن نکلنے تک

تسبیح و تقدیس و تہلیل میں مصروف رہتے ہیں اور نمازوں میں باپ اور بیٹے اور روح القدس کی یاد بہت کرتے ہیں اور میں نے ان لوگوں کی چلہ کشی (یعنی اعتکاف) کے دن بھی دیکھے جنہیں ایام بواعیث کھتے ہیں کہ ان دنوں میں سنگریزوں پر اور خاک پر سر رکھ کے نہایت گریہ وزاری پے درپے کرتے ہیں۔ آنکھوں سے آنسو جاری اور پلکیں تر ہوتی ہیں اور جس طرح وہ لوگ قربانی کرتے ہیں اسے بھی دیکھا کہ کیسی احتیاط و پاکیز گی سے روٹیوں میں اسے رکھتے ہیں اور قربانی کرتے وقت بڑی دعا پڑھتے ہیں اور اس قربانی کو بیت المقدس کے مذبح پر چڑھاتے وقت بہت روتے ہیں اور اس کے ساتھ شراب کے پیالے بھی ہوتے ہیں اور جو کچھ 6روز کے دنوں میں کہ مراد اس سے چار بڑے روزہ اور دو چھوٹے ہیں راہب لوگ اپنے مکانوں میں کیا کرتے ہیں وہ بھی اور اس کے سوا بہت سی اور باتیں دیکھیں۔ پس ایسے سب موقعوں پر میں گیا ہوں اور جو لوگ ان کاموں کے کرنے والے ہیں ان کو دیکھا ہے اور خوب جانتا اور پہچانتا ہوں اور نیز میں نے سردار پادریوں اور اسقفوں کو دیکھا جو خدا شناسی اور علم میں مشہور ہیں۔ دین عیسوی میں بہت مستحکم اور کمال پرہیز گاری سے شہرہ آفاق ہیں۔ میں نے ان سے حق کا خواستگار ہو کر اور یہ کہہ کر کوئی کسی طرح کا اندیشہ نہ کرے نہ کوئی کسی سے دبے نہ حکومت کا غرور نہ حسب کی شیخی کا اظہار ہو منصفانہ مناظرہ طلب کیا اور اجازت دی کہ اپنی دلیلیں قائم کریں اور جو کچھ چاہتے ہیں بیان کریں۔ کسی طرح کا مواخذہ

ان سے نہیں کیا جائے گا اور میں نے کسی بات میں حکومت کا اظہار نہیں کیا جیسا کہ گنوار اور جاہل اور کمینے اور عوام اور بے وقوف لوگ ہمارے دین کے مناظرہ میں کیا کرتے ہیں اور اس حد تک بڑھ جاتے ہیں کہ اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔ نہ ان میں کچھ عقل ہے نہ دین اخلاق انہیں بے ادبی سے باز رکھ سکتا ہے اور بیشک ان کی گفتگو بغیر علم ودلیل کے اس سبب سے کہ بادشاہِ وقت مسلمان ہے از راہ حکومت وغرور وغلبہ ہوتی ہے اور جب کبھی میں نے ان سے مناظرہ کیا اور کوئی مسئلہ پوچھا کہ اسے اپنی عقل واعتقاد کے موافق بیان کریں تو وہ سچ سچ بتادیتے تھے اور کسی طرح کا جھوٹ اس میں نہیں ملاتے تھے اور جو کچھ ان کے ظاہر اطوار سے معلوم ہوتا تھا وہی ان کے دلوں میں تھا۔ پس خدا تجھے نیک توفیق دے بعد تحقیق تمام اور بحث کامل اور مدتوں کے امتحان کے میں نے تجھ کو یہ شرح لکھی اور جو کچھ بیان کیا وہ وہ کیا تاکہ کوئی میری نسبت یہ گمان نہ کرے کہ میں ان امور سے واقف نہیں ہوں بلکہ جو کوئی میرے اس خط کو دیکھے جان لے کہ میں عیسائیوں کے سب احوال کو جیسا کہ حق پہچاننے کا ہے پہچانتاہوں ۔ پس (خدا تجھے نیک کرے) باوجودیکہ میں اس دین سے جس پر تو ہے بخوبی واقف ہوں تجھے اپنے دین کی طرف بلاتاہوں کیونکہ اس سے مجھے بہت محبت ہے اور خدانے اس دین کو میرے واسطے اور میں نے اسے اپنے نفس کے واسطے پسند کیا ہے۔ اور سچی ضمانت کرتا ہوں تجھے اس سے جنت ملے گی اور دوزخ سے امن پائیگا

اور وہ یہ ہے کہ کہ تو اس خدائِ واحد اور اکیلے اور یکتا اور پاک کی بند گی کرے جس نے نہ کسی کو جنا ہے اور نہ کسی سے جنا گیا ہے نہ کوئی اس کا مصاحب ہے نہ بیٹا ہے اور نہ کوئی اس کا نائب ہے اور یہ تعریف وہی ہے جو خدائے عزوجل نے آپ اپنی ذات کی نسبت کی ہے کیونکہ جیسا وہ آپ اپنی ذات کو پہچان سکتا ہے اور اسکی مخلوق میں کس کو یہ قدرت ہے کہ اس قدر جان سکے ؟ پس خدائِ واحد کی یہ صفت ہے کہ اس کی بند گی کی طرف تجھے بلاتاہوں ۔ جو کچھ خدا تعالیٰ نے اپنی شان میں فرمایا ہے اور جو اس چیز سے بہت بڑا اور بر تر ہے جو مشرکین بتاتے ہیں ۔اس سے زیادہ میں اپنے اس خط میں بیان نہیں کرسکتا ہوں اور یہی دین تیرے اور ہمارے باپ ابراہیم (خدا کی ان پر رحمت ہو) کا تھا کیونکہ آپ حنیفی مسلمان تھے ۔ پھر (خدا تیرا نگہبان ہو) میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے اور اولادِ آدم کے سردار اور پروردگار عالم کے بر گزیدہ اور خاتم الانبیاء محمد عبداللہ کے بیٹے ہاشم کی اولاد اور نسل قریش اور عرب کے رہنے والے جو مالک باغوں اور اونٹوں کے اور حوض وشفاعت کے تھے اور اللہ رب العزت کےدوست تھے اور جبرائیل روا الامین سے بات چیت کرنے والے تھے جنہیں خدا نے آدمیوں کی گروہ کی طرف خوشخبری دینے اور ڈرانے کے واسطے ہدایت اور دین حق کے ساتھ اس لئے بھیجا تھا کہ ہر دین کے لوگوں پر اس کوظاہر کریں" اگرچہ مشرکین کو بُرا لگے" (توبہ 33) ان کی نبوت پر گواہی دے اور اقرار کرے۔آپ نے پورب اور پچھم اور

خشکی و تری اور پہاڑ اور میدان کے سب آدمیوں کو مہر بانی اور دانائی اور خوش کلامی اور خلق و نرمی سے دین اسلام کی طرف بلایا اور ان سب نے آپ کی دعوت کر قبول کیا اور گواہی دی کہ آپ خدای پروردگار عالم کی طرف سے ہر شخص کے پاس جو نصحیت پانا اور مخلوق میں عزت حاصل کرنا چاہتا ہے بھیجے گئے ہیں اور سبھوں نے آپ کی بات کو حق جانکر اور آپ ک حکم کو اور جو کچھ آپ صاف دروشن دلیل لائے تھے اس درست دیکھ کر اطاعت وفرمانبرداری اختیار کی اور دلیل روشن وہ کتاب ہے جو آپ پر اللہ کی طرف سے نازل ہوئی اور وہ ایسی کتاب ہے کہ جن وانس میں سے کسی میں یہ طاقت نہیں ہے کہ اس کی مثل لاسکے اور یہی دلیل آپ کی دعوت کے لئے کافی ہوئی یعنی کوئی اس کی مثل نہیں لاسکا اور اس میں شک نہیں کہ آپ نے اس اکیلے اور یکتا اور پاک خدا کی بند گی کی طرف بلایا۔ پس لوگ بغیر کراہیت اور زبردستی کے بلکہ رو کر اور اقرار کرکے اور نور ہدایت کو طلب کرنے کی خاطر آپ کے دین میں داخل ہوئے اور آپ پر ایمان لائے اور جنہوں نے آپ کی نبوت پر اعتراض اوررسالت سے انکار کیا ان پر ایمان والوں نے غلبہ پایا اور ملکوں کے مالک ہوئے اور بجز ان لوگوں کے جنہوں نے حضرت کی بات کو مانا اور ان کے دین میں داخل ہوئے اور ان کی گواہی پر چلے اور سبھوں کو خدا نے ذلت دی اور جان ومال وآبرو گئی اور حقیر ہو کر جذیہ دینے لگے۔ پھر خدا تجھے توفیق خیر دے یہ وہ گواہی ہے جو اللہ نے مخلوق پیدا کرنے سے پہلے دی تھی اس واسطے

کہ عرش پر لکھا ہوا تھا کہ خدا کے سوا اور کوئی بندگی کے لائق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور میں تجھے پنچ وقتی نماز کے طرف بلاتا ہوں کہ جو کوئی اسے پڑھیگا کسی طرح کی تکلیف ونقصان نہیں اٹھائیگا بلکہ آرام پائیگا اور دنیا ودین میں اپنی مراد کو پہنچیگا اور وہ نماز فرض ہے اور فرض دوطرح کے ہیں۔ ایک تو خدا کا فرض دوسرے اس کے رسول کا فرض جیسے وتر ہیں اور تر تین رکعتیں ہیں جو نماز عشاِ کے آخر میں پڑھتے ہیں اور دورر کعتیں فجر کی اور دو رکعتیں بعد ظہر کے اور دورر کعتیں بعد مغرب کے جو کوئی ان فرضوں میں سے چھوڑدے ہر گز جائز نہیں اور چار ظہر کی اور چار عصر کی اور تین مغرب کی جسے عشاء اولے کہتے ہیں اور چار رکعیتں عشاء آخری کی ہیں اور یہی اخیر نماز ہے جسے عتمہ کہتے ہیں لیکن رسول خدا نے اسے عتمہ کہنے کو منع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ وہ عتمہ اس معنی سے ہے کہ رات کی نماز میں اخیر نماز ہے اور اس میں شک نہیں کہ اسے عتمہ اسی معنی سے کہتے ہیں کہ رات کی نماز میں آخری ہے اور دیر تک رہتی ہے۔ پھر میں تجھ کو ماہ رمضان کے روزوں کی طرف بلاتاہوں جو اللہ نے فرض کئے ہیں۔ اسی مہینے میں قرآن نازل ہوا۔ اسی مہینے کی نسبت خدا نے گواہی دی ہے کہ اس میں شبِ قدر ہوتی ہے جو ہزار رات سے بہتر ہے۔ تمام دن کھانے پینے کی چیزوں سے پرہیز کر جب سورج ڈوب جائے

اور رات کی حد میں داخل ہو تو پھر تمام رات کالی لکیر کے سفید لکیر سے امتیاز ہونے تک خوب خوشی سے کھا اور پی اور جماع کر۔ اللہ نے اس کو درست فرمایا ہے اور اگر تو شب قدر میں خالص نیت سے عبادت کرے تو دنیا و آخرت میں خدا تیری مراد بر لائیگا ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے " اے ایمان والو تم پر حکم ہوا ہے روزے کا جیسے حکم ہوا تھا تم سے اگلوں پر شاید تم پرہیزگار ہوجاؤ۔ کئی دن گنتی کے ۔ پھر جو کوئی تم میں بیمار ہو یا سفر میں ہو تو گنتی چاہیے اور دنوں سے اور جن کو طاقت ہے تو بدلہ چاہئے ایک فقیر کا کھانا پر جو کوئی شوق سے نیکی کرے تو اسے بہتر اور روزہ رکھو تو تمہارا بھلا ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔ مہینہ رمضان کا جس میں نازل ہوا قرآن ہدایت واسطے لوگوں کے اور کھلی نشانیاں راہ کی اور فیصلہ ۔ پھر جو کوئی پائے تم میں یہ مہینہ تو وہ روزے رکھے اور جو کوئی بیمار یا سفر میں ہو تو اور دنوں سے گنتی چاہئے۔ اللہ چاہتا ہے تم پر آسانی اور نہیں چاہتا ہے تم پر مشکل اور اس واسطے کہ پوری کرو گنتی اور بڑائی کرو اللہ کی اس پر کہ تم کو راہ بتائی اور شاید تم احسان مانو۔ اور جب تجھ سے پوچھیں بندے میرے مجھ کو تو میں نزدیک ہوں۔ پہنچتا ہوں پکارنے کی پکار کو جس وقت مجھ کو پکارتا ہے۔ تو چاہئے کہ میرا حکم مانیں اور مجھ پر یقین لادیں۔ شاید نیک راہ پر آویں۔ حلال ہوا تم کو روزہ کی رات میں بے پردہ ہونا اپنی عورتوں سے ۔ وہ پوشاک ہیں تمہاری اور تم ان کی پوشاک ہو۔ اللہ نے معلوم کیا کہ تم چوری کرتے تھے سو معاف کیا تم کو اور درگذر کی تم سے ۔ پھر اب ملو ان سے

اور چاہو جو لکھ دیا اللہ نے تم کو اور کھاؤ اور پیو جب تک صاف نظر آوے تم کو دھاری سفید جدی دھاری سیاہ سے فجر کی۔ پھر پورا کرو روزہ رات تک اور نہ لگو ان سے جب اعتکاف میں بیٹھے ہو مسجدوں میں۔ یہ رات حدیں باندھی ہیں اللہ کی سو ان کے نزدیک نہ جاؤ"(بقرہ 179تا183) پھر بیت الحرام جو مکہ میں ہے اس کے حج کی طرف بلاتا ہوں اور یہ چاہتا ہوں کہ رسول خدا کے حرم کو دیکھے اور آپ کی نشانیوں اور مقاموں کو ملاحظہ کرے اور سنگریزے پھینکے اور تلبیہ پڑھے اور احرام باندھے اور کن اور مقام کو بوسہ دے اور ان مواضع مبارک اور مشاعر عجیب کو مشاہدہ کرے۔ پھر میں چاہتا ہوں کہ تو راہ خدا میں منافقوں اور کافروں اور مشرکوں کے ساتھ تلوار سے جہاد کرے تاآنکہ وہ لوگ خدا کے دین میں داخل ہوں اور اس امر کی شہادت دیں کہ خدا کے سوا اور کوئی معبود بندگی کے لائق نہیں اور بے شک محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ یا جزیہ دیں اور ذلیل ہو کر رہیں اور میں چاہتا ہوں کہ تو اقرار کرے کہ خدا بیشک قبروں سے مردوں کو زندہ کریگا اور عدل کے ساتھ ان کا حساب لیگا اور نیکی کا بدلہ نیکی اور بدی کا بدلہ بدی دیگا اور اپنے ولیوں اور فرمانبرداروں کو جنھوں نے اس وحدانیت کا اقرار کیا اور اس بات کی گواہی دی کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں اور جو کچھ آپ پر نازل ہوا یعنی قرآن اس پر ایمان لائے ہیں باغ بہشت دیگا جس میں ان کے واسطے عمدہ چیزیں مہیا ہیں۔"پہنادینگے ان کو وہاں کنگن سونے اور موتی کے اور ان کی پوشاک

ہے وہاں ریشم کی" (حج 23) اور کہینگے شکر اللہ کا جس نے دور کیا ہم سے غم - بیشک ہمارا رب بخشتا ہے قبول کرتا جس نے اتارا ہم کو رہنے کے گھر میں اپنے فضل سے - نہ پہنچے ہم کو اس میں مشقت اور نہ پہنچے ہم کو اس میں تھکنا" (ملائکہ 32)جو ہیں ان کو روزی ہے مقرر - میوے اور ان کی عزت ہے باغوں میں نعمت کے تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے - لوگ لئے پھرتے ہیں ان کے پاس پیالہ شراب ستھری کا - سفید رنگ مزہ دیتی پینے والوں کو نہ اس میں سر پھرتا ہے نہ اس سے بہکتے ہیں اور ان کے پاس عورتیں ہیں نیچی نگاہ والیاں- بڑی آنکھوں والیاں گویا وہ انڈے ہیں چھپے دھرے" (صافات 40تا 47) "لیکن جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے ان کو ہیں جھروکے- اوپر اور جھروکے چنے ہوئے- ان کے نیچے چلتی ہیں ندیاں-وعدہ ہوا اللہ کا اللہ نہیں خلاف کرتا "وعدہ" (زمر 21)"اے بندو میرے نہ ڈر ہے تم پر آج کے دن اور نہ غم کھاؤ- جو یقین لائے ہماری باتوں پر اور رہے حکم بردار - چلے جاؤ تم اور تمہاری عورتیں بہشت میں کہ تمہاری عزت کریں- لئے پھرتے ہیں ان پاس رکابیاں سونے کی اور آبخورے اور وہاں ہے جو دل چاہے اور آرام پاویں اس سے آنکھیں اور تم کو ان میں ہمیشہ رہنا (زخرف 68تا 71)"بیشک ڈر والے چین کے گھر میں ہیں- باغوں میں اور چشموں میں - پہنتے ہیں پوشاک ریشمی پتلی اور گاڑھی ایک دوسرے کے سامنے - اور بیاہ دیں ہم نے ان کو گوریاں بڑی آنکھوں والیاں منگواتے ہیں وہاں میوے

خاطر جمع سے نہ چکھینگے وہاں مرنا مگر جو پہلے مرچکے اور بچایا ان کو دوزخ کی مار سے فضل سے تیرے رب کی یہی ہے بڑی مراد ملنی" (دخان 51 تا 57) اور خدای بزرگ و برتر نے فرمایا ہے" احوال اس بہشت کا جو وعدہ ہے ڈر والوں کو اس میں نہریں ہیں پانی کی جو بیوں ہی گر گیا اور نہریں ہیں دودھ کی جس کا مزہ نہیں پھرا۔ اور نہریں ہیں شراب کی جس کا مزہ ہے پینے والوں کو اور نہریں ہیں شہد کی جھاگ اتارا ہوا اور ان کو وہاں سب طرح کے میوے اور معافی ہے ان کے رب سے برابر اس کے جو سدا رہتا ہے آگ میں اور پایا کھولتا پانی تو کاٹ نکلا ان کی آنتیں " (محمد 16 تا 17) اور تحقیق ڈر والوں کو ہے اچھا ٹھکانا باغ ہیں بسنے کے کھول رکھے ان کے واسطے دروازے تکیہ لگائے بیٹھے ان میں ۔ منگواتے ہیں میوے بہشت کے اور شراب اور ان کے پاس عورتیں ہیں نیچی نگاہ والیاں ایک عمر کی ۔ یہ وہ ہے جو تم کو وعدہ ملتا ہے حساب کے دن پر یہ ہے روزی ہماری دی ہوئی جو کبھی ختم نہ ہوگی" (ص 49 تا 54) اور جو کوئی ڈرا اپنے رب کے آگے کھڑے ہونے سے اس کے لئے ہیں دو باغ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ؟ جس میں بہت سی ٹہنیاں ۔ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ؟ اس میں دو چشمے بہتے ہیں۔ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گئے ؟ لگے بیٹھے بچھونوں پر جن کے استر تافتہ کے اور میوہ ان باغوں کا جھک رہا۔ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے ؟ ان میں عورتیں ہیں نیچی نگاہ والیاں ۔ نہیں ساتھ

سلایا ان کو کسی آدمی نے ان سے پہلے نہ کسی جن نے ۔ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ ؟وہ ہیں جیسے لال اور مونگا پھر کیا کیا نعتمیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گئے ؟ نیکی کا بدلہ نہیں ہے مگر نیکی ۔ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گئے ؟ اور دو کے سوا اور دو باغ ہیں۔ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گئے ؟گھری سبز ہیں سیاہی مائل ۔ ان میں دوچشمے ہیں ابلتے ہیں۔ پھر کیا کیا الخ ان میں میوے اور کھجوریں اور انار۔ پھر کیا کیا الخ ۔ سب باغوں میں نیک عورتیں ہیں خوبصورت ۔ پھر کیا کیا الخ۔ حوریں روکی ہوئی ہیں خیموں میں پھر کیا کیا الخ۔ نہیں چھوا ان کوک سی آدمی نے ان سے پہلے نہ کسی جن نے تکیہ لگائے بیٹھی چاند نیوں پر اور قیمتی بچھونے خوش طرح پھر کیا کیا نعتمیں الخ۔ بڑی برکت ہے ہے تیرے رب کے نام کو جو بزرگی رکھتا ہے تعظیم والا" (رحمن 49و57) "اور ہانکے گئے جو ڈرتے رہے تھے اپنے رب سے بہشت کو یہاں تک کہ جب پہنچے اس پر اور کھولئے گئے اس کے دروازے اور کہنے لگے ان کو درواغہ اس کے ۔ سلام پہنچے تم کو۔ تم لوگ پاکیزہ ہو۔ سو بیٹھو اس میں سدا رہنے کو"(زمر 73) "اور آگے لایا ان کے واسطے تازگی اور خوش بختی اور بدلہ دیا ان کو کہ وہ ٹھہرے رہے ۔ باغ اور پوشاک ریشمی لگے بیٹھے اس میں تختوں پر، نہیں دیکھتے وہاں دھوپ نہ ٹھنڈا اور جھک رہی ان پر اس کی چھانویں اور پست کر رکھے ہیں اس کے گچھے لٹکا کر اور لوگ لئے پھرتے ہیں ان پاس باسن چاندی کے اور آبخورے جو رہے ہیں شیشے ۔ شیشے پرورپے کی ماپ رکھا ان کا ناپ اور بلاتے ہیں وہاں پیالہ جس کی بلونی وہاں سونٹھ۔ ایک چشمہ ہے

اس میں۔ اس کا نام کہتے سلسبیل" (دھر 11تا18) "بیشک ڈروالوں کو مراد ملتی ہے باغ اور انگور اور نوجوان عورتیں ایک عمر کی سب اور پیالہ چھلکتا ہے ۔ نہ سنینگے وہاں بکنا اور نہ مکرانا بدلہ ہے تیرے رب کا دیا حسب سے" (بناء 31تا36) اور اللہ نے فرمایا ہے" جو ڈر والے ہیں باغوں میں ہیں اور نعمت ہیں۔ میوے کھاتے جو دئے ان کے رب اور بچادیا ان کے رب نے دوزخ کی مار سے۔ کھاؤ اور پیئو آج سے بدلہ اس کا جو کرتے تھے۔ لگے بیٹھے تختوں پر برابر بچھی قطار اور بیاہ دیں ہم نے ان کو گوریاں بڑی آنکھوں والیا اور جو یقین لائے اور ان کی راہ چلے ان اولاد ایمان سے ۔پہنچادیا ہم نے ان تک ان کی اولاد کو اور گھٹا یا نہیں ان سے ان کا کیا کچھ۔ ہر آدمی اپنی کمائی میں پھنسا ہے اور ریلے لگادیئے ہم نے ان کو میوے اور گوشت جس چیز کو جی چاہے ۔ چھینتے ہیں وہاں پیالہ نہ بکنا ہے اس شراب میں نہ گناہ میں ڈالنا اور پھرتے ہیں ان کے پاس چھو کرے ان کے ۔ گویا وہ موتی ہیں غلاف میں لپٹے ہوئے۔ اور منہ کیا بعضوں نے دوسروں کی طرف آپس میں پوچھتے ۔ بولے ہم اپنے گھر میں ڈرتے رہتے تھے۔ پھر احسان کیا اللہ نے ہم پر اور بچایا ہم لوگوں کو عذاب سے ۔ ہم آگے سے پکارتے تھے اس کو بیشک وہی ہے نیک سلوک رحم والا(طور 17 تا 28) اور خدا تعالیٰ نے فرمایاہے اور اگاڑی والے سوا گاڑی والے ۔ وہ لوگ ہیں پاس والے ۔ باغوں میں نعمت کے انبوہ ہیں پہلوں میں اور تھوڑے ہیں پچھلوں میں بیٹھے ہیں جڑاؤ تختوں پر تکیہ دئے ان پر ایک

دوسرے کے سامنے ۔ لئے پھرتے ہیں ان پاس لڑکے سدا رہنے والے آبخورے اور لوٹے اور پیالہ ستھری شراب کا۔ سر نہ دکھے جس سے اور نہ بکنا لگے اورمیوے جونسا چن لیویں اور گوشت اڑتے جانوروں کا جس قسم کو جی چاہے اور گوریاں بڑی آنکھوں والیاں۔ برابر لپٹے موتی کے بدلہ اس کا جو کرتے تھے۔ نہیں سنتے وہاں بکنا اور نہ جھوٹ لگاتا۔ مگر ایک بولنا ۔سلامسلام اور داہنے والے کیسے داہنے والے ۔ رہتے بیری کے درختوں کانٹے جھاڑی ہوئی ہیں اور کیلے تہ بہ تہ اور چھاؤں لمبی اور پانی بہایا ہوا اور میوے بہت نہ ٹوٹا اور نہ روکا ہوا اور بچھونے اونچے۔ ہم نے دیں عورتیں اٹھائیں ایک اٹھان پر پھر کیا انکو کنواریاں ۔ پیارودلاتیاں ایک عمر کی واسطے داہنے والوں کے انبوہ ہے پہلوں میں اور انبوہ ہے پچھلوں میں" (واقعہ 10تا29) پس خدا تجھے ہمیشگی دے یہی تعریف اس جنت کی ہے جس خدا نے مسلمانوں کے واسطے مہیا کیا اور ان کے لئے اس میں عمدہ چیزیں کھانے اورپینے کی اور طرح طرح کے میوے اور باغ اور نکاح بڑی آنکھوں والی حوروں سے جن کے چہرے مثل دریای مکنوں کے نہایت چمکتے ہیں۔ جو جی چاہتا ہے وہ لیتے ہیں اور نگاہ تازگی پاتی ہے اور اس میں ان کے واسطے بزرگی اور حیات ہے اور جڑاؤموتیوں کے تختوں پر جن پر نرم ریشم چڑھا ہے تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ ان کے چہروں سے آرام کی تازگی ظاہر ہے ان کے گرد خوبصورت غلام اور لونڈے اور لونڈیاں جو انہیں کی جنس سے ہیں خدمت کو حاضر ہیں اور خالص شراب مہر کی ہوئی جس کی مہر مشک پر جمتی ہے اس کے پیالے پینے کو موجود ہیں اور اس شراب میں تسنیم کی بلونی ہے

اور تسنیم ایک چشمہ ہے جس میں سے مقرب لوگ پیتے ہیں۔ اور خدا کا شکر ادا کرتے ہیں اور ان سے کہتے ہیں کہ کھاؤ اور پیو اور چین سے رہو کہ یہ تمہارے نیک کاموں کا بدلہ ہے۔ کوئی لغو بات وہاں سننے میں نہیں آتی اور نہ بھوک پیاس لگتی ہے۔ پس وہ لوگ بڑے چین اور آرام سے اس بہشت میں ہمیشہ رہتے ہیں۔ لیکن کفار جو اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہیں اور برا بر جانتے ہیں اس کے رسول پر ایمان نہیں لاتے ہیں اور اس کی نشانیوں کو جھٹلاتے ہیں اور اس کی حدوں کی بے تعظیمی کرتے ہیں اور اس سے لڑائی لڑتے ہیں دو دوزخی ہیں۔ جو جہنم کی آگ میں ڈالے جاوینگے اور ایسی آگ میں جو بجھتی نہیں ہے اور سردی میں جس کی حدود غایت نہیں رہینگے۔ انہیں اس میں ہمیشہ رہنا ہوگا۔ جب ان کے بدل جل جائینگے تو اور نئے بدن دئے جاوینگے۔ ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ پینے کو پگھلا ہوا تانبا اور کھانے کو تھوڑ کا درخت ملیگا اور ابلیس کے رفیقوں اور گروہ میں قرار دئے جائینگے۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانا بہت برا ہوگا اور خدای عزوجل فرماتاہے کہ جو لوگ منکر ہیں اللہ کی آیتوں سے اور نبیوں کو ناحق مارڈالتے ہیں اور جو انصاف کا حکم کریں ان کو قتل کرتے ہیں ایسے لوگوں کو دکھ کی مار خبر دے۔ دنیا وآخرت میں ان کی محنت برباد گئی اور ان کا کوئی مددگار نہیں "(آل عمران 20تا 21) خدا فرماتاہے جو لوگ اللہ سے اور اس کے رسول سے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعضوں کو مانتے ہیں اور بعضوں کو نہیں مانتے ہیں اور چاہتے ہیں بیچ میں ایک راہ نکالیں ایسے ہی لوگ اصل کافر ہیں اور ہم نے تیار رکھی ہے منکروں کے واسطے ذلت کی مار "(النساء 149تا 150)۔

"جو لوگ منکر ہیں ان کو دوزخ کی آگ ہے۔ نہ ان پر تقدیر پہنچی ہے کہ مرجاویں نہ ان پر ہلکی ہوتی ہے وہاں کی کچھ تکلیف۔ ہر ناشا کر کو ہم یہی سزا دیتے ہیں۔" (ملائکہ 33) اور (صافات 60تا66)میں آیا ہے "تھوڑ کے درخت کو ہم نے ظالموں کے خراب کرنے کو رکھا ہے۔ وہ ایک ایسا درخت ہے کہ دوزخ کی جڑمیں نکلتا ہے۔ اس کا شگوفہ شیطانوں کی طرح ہوتا ہے۔ سو وہ اس سے کھا کر اپنا پیٹ بھرینگے اور اس کے اوپر جلتے پانی کی بلونی ان کو ملے گی۔ پھر ان کا ٹھکانا آگ کے ڈھیر میں ہوگا" اور سورہ ص 25و55و86 میں آیا ہے "سو خرابی ہے منکروں کی آگ سے راہ تحقیق شریروں کے واسطے ہے برا ٹھکانہ۔ دوزخ ہے جس میں جلینگے سو کیا بری تیاری ہے۔ یہ گرم پانی اور پیپ ہے۔ اب اس کو چکھیں" اور زمر 18 میں ہے" ان کے واسطے اوپر سے آگ کے بادل ہیں اور نیچے سے" اور زمر 61تا63میں لکھا ہے" اور قیامت کے دن تو ان کو دیکھیگا جو اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں کہ ان کے منہ سیاہ ہیں۔ کیادوزخ میں غرور والوں کو ٹھکانا نہیں ہے ؟ اور جو لوگ اللہ کی باتوں سے منکر ہیں وہی ٹوٹے میں پڑے ہیں" اور زمر 71 تا72 میں ہے" جو منکر تھے دوزخ جو جتھے جتھے کرکے ہانکے گئے یہاں تک کہ جب دوزخ پر پہنچے تو اس کے دروازے کھولے گئے اور وہاں کے درواغہ نے پوچھا کیا تمہارے پاس تم میں کے رسول نہیں پہنچے جو تمہارے رب کی باتیں تم کو سناتے اور ان اس دن کی ملاقات سے تم کو ڈراتے ؟ بولے سچ ہے۔ پھر منکروں پر عذاب کا حکم ثابت ہوا۔ حکم ہوا ہے کہ دورخ کے دروازوں میں بیٹھو اور سدا اس میں رہو۔

سو غرور والوں کے رہنے کی کیا بری جگہ ہے اور جو لوگ آگ میں پڑے ہیں وہ دوزخ کے داراغوں سے کہینگے کہ اپنے رب سے یہ دعا کرو کہ ہم پر ایک دن تھوڑا عذاب کرے۔ بولے کیا تم پاس تمہارے رسول کھلی نشانیاں لے کر نہیں آئے تھے ؟کہینگے کیوں نہیں ؟ تو دراوغہ کہینگے کہ پھر تمہیں پکارو اور کافروں کا پکارنا بھٹکنے کے سوا اور کچھ نہیں ہے (مومن 52 تا 53) "تونے نہیں دیکھا جو اللہ کی باتوں سے جھگڑتے ہی کہاں سے پھرے جاتے ہیں۔ جنہوں نے اس کتاب کو اور جو کچھ اپنے رسولوں کے ساتھ بھیجا اس جو جھٹلایا وہ آخر کو جان لینگے طوق اور زنجیریں ان کی گردنوں میں ڈالتے ہیں گھسیٹے جاتے ہیں جلے پانی میں۔ پھر آپ میں ان کو جھونکتے ہیں" (مومن 71 تا 73) اور شوریٰ 42تا 44 میں خدا فرماتا ہے کہ " کافروں کے لئے سخت عذاب ہے اور تو دیکھیگا گنہگاروں کو کہ جب عذاب دیکھینگے تو کہینگے کسی طرح پھر جانے کو بھی کوئی راہ ہو گی اور تو دیکھیگا کہ جب آگ کے سامنے لائے جائینگے تو ذلت سے ڈر کر چھپی نگاہ سے دیکھینگے ۔"پھر خدا تعالیٰ نے شوریٰ 72تا74 میں فرمایاہے کہ" البتہ جو گنہگاروں ہیں دوزخ کی مار میں ہمیشہ رہتے ہیں نہ ہلکی ہوتی ہے ان پر اس میں ناامید پڑے ہیں اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ ہی بے انصاف تھے اور پکارینگے اے مالک کہیں ہم پر فیصل کر چکے تیرا رب ۔ وہ کہیگا تم کو رہنا ہے ۔" (زخرف 74تا77) اور دخان 23 تا 50 میں خدا فرماتا ہے کہ " تھوڑ کا درخت گنہگار کا کھانا ہے جیسے پگلاتا نبا۔ جو کھولتا پیٹوں میں جیسے پانی کھولتا ہے اس کو پکڑو اور بیچو بیچ دوزخ کے دھکیل لیجاؤ

پھر اس کے سر پر جلتے ہوئے پانی کا عذاب ڈالو۔ یہ جگہ تو ہی ہے بڑی عزت والا سردار یہ ہی ہے جس میں تم دھوکا رکھتے تھے۔ پھر خدائے عزوجل نے محمد 17 تا 21 میں فرمایا ہے " برابر اس کے جو سدا آگ میں رہتا ہے اور کھولتا پانی پایا تو ان کی آنتیں کاٹ نکلا۔ یہ اس واسطے کہ انہوں نے کہا ان سے جو بیزار ہیں اللہ کے اتارے سے ہم تمہاری بات بھی بعض کام میں مانینگے اور اللہ جانتا ہے ان کا مشورہ کرنا پھر کیسا ہوگا جبکہ فرشتے ان کی جان لینگے۔ مارتے جاتے ہی ان کے منہ پر اور پیٹھ پر یا اس سبب سے ہے کہ وہ اس راہ چلے جس سے اللہ بیزار ہے اور اس کی خوشی کو ناپسند کیا پھر اس نے ان کے اعمال اکارت کردئیے۔ کیا خیال رکھتے ہیں جن کے دل میں روک ہے کہ اللہ ان کے جیون کی سیر نہ کھولیگا ؟" اور خدا فرماتاہے کہ " حیرانی ہے اس دن جھٹلانےوالوں کو۔ کہ ہم نے نہیں بنائی زمین سمیٹنے والی جیتوں کو اور مردوں کو اور اس میں رکھے اونچے پہاڑ اور ہم نے تم کو پانی پیاس بجھاتا پلایا برائی ہے اس دن جھٹلانے والوں کی۔ چلو ایک چھاؤں میں جس کی تین پھانکیں ہیں۔ نہ گھن کی چھاؤں نہ کام آوے تپش میں۔ وہ آگ پھینکتی ہے چنگاریاں جیسے محل جیسے وہ اونٹ ہیں۔ دکھ ہے اس دن جھٹلانے والوں کو۔ یہ وہ دن ہے ہے کہ نہ بولینگے نہ ان کو حکم ہو کہ توبہ کریں۔ سختی ہے اس دن جھٹلانے والوں کو یہ دن ہے فیصلے کا جمع کیا ہم نے تم کو اور اگلوں کو" (مرسلات 24تا27) ۔

پس اے شخص (خدا تجھے عافیت میں رکھے) اس سے بہتر اور عجیب تر باتیں رغبت دلانے اور ڈرانے کی اور تخویف و تحریص کی

اور وعدہ وعید کی ہر ظالم سرکش اور ہر تصدیق کرنے والے اور جھٹلانے والے اور ہر مومن وکافر اور ہر اقرار کرنے والے اور انکار کرنے والے کے واسطے تونے کبھی سنی ہیں؟ اگر تو ان باتوں کی طرف سخت رغبت کریگا تو تجھے بڑا فائدہ پہنچیگا اور اگر دوزخ کے ذکر اور جہنم کے احوال سے ڈریگا تو بہتر ہے ورنہ تجھ کو صریح نقصان ہے۔خدا فرماتاہے کہ تو یاد دلا اس واسطے کہ یاد دلانا مومنوں کو نفع پہنچاتا ہے۔ سو ہم نے بیشک تجھے یاد دلائی۔ پس اب جو کچھ خدا کی اتاری ہوئی کتاب سے پڑھ سنایا ہے اگر تو اس پر ایمان لادے اور اسے قبول کرے تو جو کچھ ہم نے یاد دلائی اور جو کچھ اس میں سے تیرے واسطے لکھا ہے اس سے نفع پائیگا اور اگر تو انکار کرے اور کفر وگمراہی اور حق کی دشمنی پر قائم رہے تو ہم اس کا اجر پاوینگے کیونکہ ہم نے حکم کے موافق عمل کیا اور اپنے فرض سے سبکدوش ہوئے اور یقین یہی ہے کہ خدا نے چاہا تو حق تجھ پر آپ روشن ہوجائے گا۔ پس خدا نور ایمان سے تیرے دل کو روشن کرے ہمارے دین کی یہی صورت ہے اور یہی اس کی راہیں اور نشان اور طریقے ہیں۔ جس وقت تو اس دین میں داخل ہوگا اور اس کا اقرار کریگا اور گواہی دیگا اور ہماری روشن راہوں اور کھلی نشانیوں اور نیک طریقوں کو اختیار کرنا پسند کریگا اس وقت تو ہماری مانند ہوگا اور ہم تیری مانند ہونگے اور دنیا وآخرت میں ہماری مانند بزرگی پائیگا اور نبی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ہر شخص خواہ وہ مقرب فرشتہ ہو یا نبی مرسل ہو اپنی اپنی فکر میں مبتلا ہوگا مگر اہل بیتی اور امتی امتی پکارتا ہونگا۔ پس اول میرے اہل بیت یعنی کنبہ کے لوگوں

کی نسبت اور پھر میری امت کی نسبت شنوائی ہو گی اور خدای تعالیٰ فرشتوں سے فرمائیگا مجھے شرم آتی ہے کہ میں اپنے برگزیدہ اور دوست محمد کی شفاعت کو پھیر دوں۔ پھر تجھ پر یہ بھی لازم ہو گا کہ جس قبلہ کو اللہ نے ہمارے واسطے پسند کیا ہے اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھے اور وضو کر کے پانچوں وقت کی نماز ادا کرے۔ اگر تندرست ہو تو کھڑے ہو کر اور اگر بیمار یا کمزور ہو تو بیٹھ کر اور اگر سفر میں ہو تو گھر پر جس قدر نماز پڑھتا ہے اس کی نصف پڑھنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ قائم کردہ نماز اور دو زکواۃ لیکن زکواۃ عشر کی ایک چوتھائی کو کہتے ہیں کہ وہ مالک مال پر بعد پوری ہونے میعاد کے لازم آتی ہے۔ پس چاہئے کہ تو اس زکواۃ کو اپنے مذہب کے مسکینوں میں اور اپنے کنبہ کے محتاجوں میں صرف کرے۔ اور تجھے اختیار ہے کہ جو عورت پسند آوے اس سے نکاح کرے۔ اس میں کچھ گناہ یا برائی یا مواخذہ یا عیب نہیں بشرطیکہ ولی اور گواہوں کے سامنے نکاح کرے اور آسان مہر جس تو اور عورت راضی ہو ادا کرے۔ اور جائز ہے کہ چار عورتیں ایک ساتھ نکاح میں لائے اور جب تیرا دل کسی عورت سے مکرہ ہو یا رنجیدہ ہو یا طبعیت سیر ہو جائے تو اختیار ہے کہ اسے طلاق دیدے اور مطلقہ عورتوں میں سے بعد حلالہ کرنے کے جس کو تیرا دل چاہے پھر نکاح میں لائے۔ اور خدای عزوجل نے فرمایا ہے " پھر اگر وہ شخص اس کو طلاق دیدے تو گناہ نہیں ان دونوں کو کہ پھر مل جاویں۔ اور یہ بھی جائز ہے کہ جو لونڈیاں تیری ملکیت سے ہیں ان سے فائدہ اٹھائے اور چاہے کہ موافق طریق ہمارے بزرگ

ابراہیم خلیل اللہ کے موافق سنت ہمارے اور تیرے باپ اسمعیل کے (دونوں پر خدا کی رحمت ہو) تو ختنہ کرے اور غسل جنابت کرے پھر اگر تجھ میں طاقت ہو ماہ رمضان کے روزے رکھے اور اگر کسی عارضہ یا مرض یا سفر کے سبب سے روزے نہ رکھ سکے تو لازم ہے کہ اس کی قضا کی نیت کرے کیونکہ اللہ اپنے بندوں پر آسانی چاہتا ہے۔ تنگی اور سختی نہیں پسند کرتا اور اگر تو جھوٹی قسم کھائے تو جیسا اللہ نے حکم کیا ہے اس کے موافق عمل کرنا چاہئے۔ اس واسطے خدای تعالیٰ سورہ بقرہ 225 میں فرماتاہے " نہیں پکڑتا تم کو اللہ تمہاری ناکاری قسموں پر لیکن پکڑتاہے اس کام پر جو کرتے ہیں تمہارے دل اور اللہ بخشنے والااور تحمل والاہے" اور جھوٹی قسم کا کفارہ ہم مسلمان عالموں کے نزدیک خدا کے اس قول کے مطابق ہے" کھلانا دس محتاج کو بیچ کا کھانا جو دیتے ہو اپنے گھر والوں کو یا ان کو کپڑا دینا یا ایک گردن آزاد کرنی ۔ پھر جس کو پیدا نہ ہو تو روزہ تین دن کا ۔ یہ اتارا ہے تمہاری قسموں کا جب کھا بیٹھو اور تھامتے رہو اپنی قسمیں یوں بتاتا ہے اللہ تم کو اپنے حکم شاید احسان مانو" (مائدہ 91تا92) اور حج بھی تجھ پر واجب ہے اس واسطے کہ اس جل جلالہ نے فرمایا ہے" اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا اس گھر کا جو کوئی پاوے اس تک راہ (آل عمران 96) اور یہ اس وقت میں ہے کہ تجھ پر کسی کا قرض نہ ہو اور سواری اور زادِ راہ کا سامان موجود ہو اور لڑنا خدا کی راہ میں جس سے دنیا میں یہ فائدہ ہے کہ لوٹ ملتی ہے اور آخرت میں بڑا اجر حاصل ہوتا ہے ۔ اس میں شک نہیں کہ اللہ ایمان والوں پر آسانی

چاہتاہے اور اسے یہ پسند ہے کہ اس کے ارادوں کو پورا کریں اور اس کے حکموں کو بجالادیں۔ اگر دین اسلام میں اطمینان اور امن اور چین اور دل کو راضی برضا الہیٰ رکھنا اور جو کچھ خدا نے وعدہ کیا ہے (آخرت میں بڑا ثواب دیگا اور بہشت میں داخل کریگا اور ہم اس میں ہمیشہ رہینگے اور کافروں پر فتح ہوگا) اس پر بھروسا نہ ہوتا تو البتہ اس کے خلاف میں ہمارا فائدہ تھا۔ پس میں نے خدای بزرگ و برتر کی باتیں تجھے سنادیں اور حال یہ ہے کہ اس کی باتیں سب سچ ہیں اور جو کچھ میں نے اس خط میں اس کے وعدوں اور باتوں کی نسبت لکھا ہے اگرچہ مختصر ہے مگر کفایت کرتا ہے۔ کوئی ضروری بات چھوٹ نہیں گئی ہے۔ پس یہ کفر اور گمراہی اور بدبختی اور بلا جس میں تو مبتلا ہے اس کے کو چھوڑ دے اور اس تخلیط میں جسے تو جانتا ہے اور باز نہیں آتا یعنی باپ اور بیٹے اور روح القدس کہنے میں اور صلیب پرستی میں کچھ فائدہ نہیں۔ سراسر نقصان ہے اور خدا تعالیٰ فرماتاہے "تحقیق اللہ نہیں بخشتا ہے کہ اس کا شریک پکڑے اور بخشتا ہے اس سے نیچے جس کا چاہے "اور سورہ مائدہ 76تا79 میں اس نے فرمایاہے "بیشک کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ وہی مسیح ہے مریم کا بیٹا اور مسیح نے کہاہے کہ اے بنی اسرائیل بندگی کرو اللہ کی جو رب ہے میرا اور تمہارا۔ مقرر جس نے اللہ کا شریک کیا اس پر جنت حرام کی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور کوئی نہیں گنہگاروں کا مدد کرنے والا۔ بیشک کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ تین میں کا ایک ہے اور بندگی کسی کو نہیں مگر ایک معبود کو اور چھوڑینگے جو بات کہتے ہیں۔

البتہ جو ان میں منکر ہیں دکھ کی مار پاوینگے۔

توبہ کرتے اللہ پاس اور گناہ بخشواتے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور کچھ نہیں مسیح مریم کا بیٹا مگر رسول۔ گذر چکے اس سے پہلے رسول اور اس کی ماں ولی ہے دونوں کھانا کھاتے تھے۔ دیکھ ہم کیسے بتاتے ہیں ان کو نشانیاں۔ پھر دیکھ کہاں الٹے جاتے ہیں۔" پس اس گمراہی اور حمیت سخت کو جو مصیبت میں ڈالتی ہے اور اس روزہ کی کوشش کو جس سے ہمیشہ کی سختی اور بدبختی اور مصیبت ہے جس میں تو بتلاتا ہے اور جس سے بجز اس کے کہ تیرے بدن کو سخت تکلیف میں اور نفس کو ناحق کے عذاب میں ڈالے اور کوئی فائدہ نہیں چھوڑدے اور اس دین مضبوط اور آسان کو اس طریق درست اور اعتقاد نیک کو اور ان کشادہ راہوں کو جو خدا نے اپنے دوستوں کے واسطے پسند کی ہیں اور جس کی طرف تمام مخلوق کو اپنے فضل و کرم سے رہنمائی کے واسطے اس لئے بلایا ہے کہ اپنی نعمتوں کو اس دین کے ذریعہ سے پورا کرے قبول کر۔ پس اے شخص میں نے تیرے واسطے یہ نصیحیت کی اور حق دوستی و خلوص محبت کا ادا کیا کیونکہ مجھے پسند ہے کہ میرے اور تیرے درمیان کچھ فرق نہ رہے اور یہ کہ میں اور تو دونوں ایک راہ اور ایک ہی دین میں ہوں۔ اس واسطے کہ میں نے دیکھا ہے کہ میرا پروردگار اپنی کتاب محکم میں فرماتا ہے" وہ جو منکر ہوئے کتاب والے اور شراب والے دوزخ کی آگ میں سدا رہیں۔ وہ لوگ بدترسب خلق کے ہیں۔ وہ لوگ جو یقین لائے اور کئے بھلے کام وہ لوگ بہتر سب خلق کے ہیں بدلہ اس کا ان کے رب کے یہاں

باغ ہیں بسنے کے نیچے بہتی ان کہ نہریں۔ سدا ان میں رہیں۔ اللہ ان سے اور وہ اس سے راضی ہیں۔ یہ ملتا ہے کہ اس کو جو اپنے رب سے ڈرا " (بینہ 6و7)اور دوسری جگہ خدا نے قرآن میں فرمایا ہے "تم بہتر ہو سب امتوں سے جو پیدا ہوئیں ہیں۔ " لوگوں میں حکم کرتے ہو اچھی بات کا " خدا تجھے ہمیشگی دے مجھے پسند نہیں کہ تو دوزخ والوں میں ہو جو بد ترین خلائق ہیں بلکہ امید رکھتا ہوں کی خدا کی مدد سے ان ایمان والوں میں ہو گا جن سے خدا راضی ہے اور وہ اس سے راضی ہیں اور بہترین خلائق ہیں۔ اور توقع رکھتا ہوں کہ تو اس امت میں ہو گا جو لوگوں میں سب امتوں سے بہتر ہے پیدا ہوئی پس اگر تو عاجزی و مجبوری اور نادانی سے اور کفر وگمراہی میں مدت تک رہنے کے سبب سے انکار کرے اور ہماری بات کو ہم پر پھیر مارے اور جو کچھ نصیحت ہم نے تیرے واسطے خرچ کی ہے اس طرح پر کہ اس کا بدلہ اور شکر تجھ سے نہیں چاہتے ہیں اس کو قبول نہ کرے تو جو کچھ تیرے دین کی باتیں اور جو کچھ تجھے اس میں بہتر اور صحیح معلوم ہو ذرحس سے تیری حجت قائم ہوسکے اطمینان سے بیدریغ لکھ اور اپنی حجت میں کسی طرح کی کوتاہی مت کر اور جن باتوں کا تو معتقد ہے بلا کم کاست بیان کر اور پوشیدہ نہ رکھ تا کہ ہم بھی اس سے فائدہ اٹھائیں اور خوشی سے بلا انکار واعراض اور بے خوف وخطر جو کچھ اس دین سے ہم کو لازم ہو قبول کریں اور بجالادیں اور اقرار کریں اور جو کچھ تو ہمارے پاس لادے اور سنادے اسے سوچیں اور اپنے دین سے اس کا مقابلہ کریں ۔ پھر بعد اس کے ہم تیرے حق میں بہتر

کرینگے ۔ اس سبب سے کہ جب تو اپنے دین کی باتیں ہم پر کھولیگا اور یہ دلیل پیش کریگا کہ اب میں نے تجھے قائل کردیا اور قطع حجت کی تو پھر اس وقت میں تجھے زبان بند کرنی ہوگی اور ہم کو بیان حجت کی حاجت پڑیگی۔ پس ہم نے تجھے خوشی سے اجازت دی کہ دلیل پیش کرتا کہ ایسا نہ ہو کہ تو ہمیں غرور سے منسوب کرے اور ظلم زیادتی کا الزام ہم پر لگادے ۔ ایسی باتیں ہمیں پسند نہیں۔ پس خدا تجھے عافیت میں رکھے جس چیز سے چاہتا ہے حجت لا اور جو کچھ چاہتا ہے کہ اور جو کچھ پسند ہے بیان کر اور جس سے تو گمان کرتا ہے کہ تیری حجت قوی ہوگی اسے بے خوف وخطر کھول دے ۔ ہم نے تجھے نہایت وسیع امن دیا ہے اور اس بات میں ہم تیرے ذمہ وار ہیں اس واسطے کہ ہم نے تجھے بالکل بے قید کردیا اور تیری زبان کو اس حد تک کھول دیا تاکہ تو اپنے اور ہمارے درمیان ایک منصف پنچ مقرر کرے جو پنچایت میں کسی طرح کی ناانصافی اور زیادتی نہ کرے اور غیر حق کی طرف مائل نہ ہو اور تعصب کو دخل نہ دے اور وہ پنچ عقل ہے جس نے خدای عزوجل کو پہچانا اور انصاف کو قبول کیا۔ پس بہ تحقیق ہم نے تجھ کو بیان کرنے کی اجازت اور امن کے ساتھ وسعت دی اور جو کچھ ہمارے واسطے اور ہم پر عقل فیصلہ کرے اس پر ہم راضی ہیں کیونکہ دین میں کچھ زبردستی نہیں ہے اور ہم نے تجھے نہیں بلایا مگر اس صورت میں کہ تیرا دل ہماری باتوں کو چاہے اور قبول کرے اور ہم نے اس دین کو جس پر تو ہے اچھا نہیں سمجھا۔ تجھ پر سلام اور خدا کی رحمت و برکت ہو۔

عیسائی کا جواب

خدای رحمٰن ورحیم کے نام سے شروع کرتا ہوں

رب یسر ولا تعسر ۔ رب تمم یا بالخیر

اے خدا اس منزل کو آسان کر مشکل سے بچا اور اچھی طرح سے اسے پورا کردے۔ ازجانب فلاں ابن فلاں جو مسیح کے نہایت کمتر بندوں میں سے ہے فلاں ابن فلاں کو سلام ورحمت اور راحت دعا خصوصاً اور تمام جہاں کے لوگوں کو عموماً خدا کی عنایت وکرم سے پہنچے۔ آمین۔ بعد حمد کے واضح ہو کہ میں نے تیرے رسالہ کو پڑھا اور جوارائے میرے سردار امیر المومنین کی میری نسبت ہے اس پر خدا کا شکر بجالایا اور اللہ سے جو کسی دعا کرنے والے کو مایوس نہیں کرتا ہے بشرطیکہ صادق نیت سے دعا کرے یہ دعا کہ کے اپنے فضل ورحمت سے ہمارے سردار امیر المومنین کی عمر دراز کرے اور کرامت دائم اور عافیت شامل عطا فرمائے اور خدا تجھے بزرگی دے جو کچھ تیرے فضل وعنایت سے مجھے ظاہر ہوا اور جو کچھ تو نے محبت لطیف سے کھولا ہے اور دوستی سے میرے واسطے مخصوص کیا ہے اس پر تیرا نہایت شکر گذار اور ممنون ہوں اور اگر چہ میرے اور تیرے درمیان مدت سے دوستی تھی لیکن جو کچھ کہ تجھ سے ازارہ عنایت میری نسبت ظاہر ہوا ہے اس کے سبب سے محبت اور زیادہ ہو گئی۔ جو سلوک تو نے

کیا ہے اس سے میرا شکر کوتاہی کرتاہے اور ایسی چیز جو تیری طبعیت کی بخشش اور تیری بزرگی سے مشابہ ہو میرے حساب سے باہر ہے اور میں خدای برتر سے جس کے ہاتھ میں سب بھلائی ہے یہ آرزو کرتا ہوں کہ مجھ سے تیرے سلوک کا بدلہ دے۔ اس کے یہاں کچھ کمی نہیں کیونکہ وہ کسی چیز سے عاجز نہیں ہے اور تیری نیت کی جزائے خیر دے ۔ پس مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ تونے پندو نصیحت کو حد پر پہنچادیا اور کوئی مرتبہ باقی نہیں رکھا اور مجھ پر تیرا شکر واجب ہے اس واسطے کہ تونے جو کچھ لکھا ہے خالص دوستی سے لکھا ہے اور جس چیز نے تجھے اس امر پر آمادہ کیا وہ فرط محبت اور الف ہے اور خدا تجھے ہر نیکی کی سمجھ دے اور ہدایت کی راہ بتادے جو کچھ تونے اپنے خط میں بیان کیا ہے اوردعوت کی نسبت فکر کی ہے اوراپنے دین کی باتوں کی شرح لکھی ہے اور اس دین میں داخل ہونے کو بلایا ہے اور دین کی باتوں سے اس کی طرف رغبت دلائی ہے وہ سب میں خوب سمجھتا ہوں اور خدا تجھے سچی پہچان کی صلاحیت دے میں نے پہچانا کہ جس چیز نے تجھے اس دعوت پر آمادہ کیا ہے وہ دوستی ہے جسے تیری بزرگی ہم واجب کرتی ہے اور جو کچھ ہمارے اور تیرے سردار اور چچازاد بھائی امیر المومنین کی رائے سے میری نسبت ظاہر ہوتا ہے اس کے سبب سے ہمارا حق ہے کہ تیری تعظیم کریں۔ پس یہ ایک ایسا امر ہے کہ سوائے خدا تعالیٰ کے ہم میں نہ طاقت ہے اور نہ کوئی سہارا ہے کہ اس پر تیرا شکر ادا کرسکیں بہ تحقیق ہم اس سے مدد چاہتے ہیں اور اس سے درخواست کرتے ہیں کہ ہم سے تیرا شکر پورا کرادے کیونکہ وہی اس لائق ہے

اور اس پر قادر ہے لیکن وہ چیز جس کی طرف تونے مجھے بلایاہے یعنی جسے توسچا جانتا ہے اور وہ باتیں جن کا تو معتقد ہے اور وہ حنیفی ہے اور تو ہمارے باپ ابراہیم کے مذھب پر اس طریق پر ہے جس پر تونے کہاہے کہ وہ حنیفی مسلمان تھا۔ پس ہم درخواست کرتے،ہیں اورمدد چاہتے ہیں کہ اپنے سردار اور تمام جہان کے منجی مسیح سے جس نے انجیل شریف میں ہم سے یہ کہہ کر سچا وعدہ اور صحیح ضمانت کی ہے کہ جب وہ تم کو حاکموں اور اختیار والوں کے پاس لے جائیں توفکر نہ کرو کہ کیسا یا کیا جواب دوگے یا کیا کہا گے کیونکہ روح القدس اسی گھڑی تمہیں سکھادیگی کہ تمہیں کیاکہنا چاہئے (انجیل شریف بہ مطابق راوی حضرت لوقا 12 باب 11تا13آیت) ۔ پس جوکچھ میرے مولا مسیح نے انجیل شریف میں وعدہ فرمایا ہے اس پر بھروسارکھتاہوں کہ میرے حق میں ثابت کردے اور خدا پر بھروسہ کرکے تیرے سامنے میدان میں آتاہوں کیونکہ میں ہر کام سے عاجزہوں اور اس کی دعوت روشن اور دین بزرگ میں کچھ توقف نہیں کرتا ہوں اور جس درست قول سے وہ میری تلقین کرتا ہے اور جو پختہ دلیل میرے دل میں ڈالتا ہے جیسی کہ اس کی عادت ہے کہ اپنے دوستوں کے ساتھ کیا کرتا ہے اس سے میں اپنے کلام کو شروع کرتاہوں۔ اورامید رکھتاہوں کہ مجھے فتح دے۔ پس میں تجھے جواب دیتاہوں۔ توآپ جانتا ہے کہ تو مسیحی دین کی باتیں خوب سمجھتا ہے کیونکہ تیرے گمان میں ہے کہ تونے خدا کی کتب منزلہ کو پڑھا ہے اور اسکے پاک بھیدوں کے دیوان کو جس سے عہدِ عتیق اور جدید مراد ہے دیکھا ہے۔ بے شک وہ توریت جسے خدا نے موسیٰ نبی پر نازل

کیاہے اور جو کچھ اس میں لکھاہے اس کو اور موسیٰ کو مقبول کیاہے اور اپنے بھیدوں کی اس نے خبر دی ہے ۔اس توریت کے سفر اول میں جو کتاب پیدائش کے نام سے مشہور ہے اور موسیٰ کی پانچ کتابوں میں سے ایک کتاب ہے یہ لکھا ہے کہ ابراہیم نے باپ دادوں کے ساتھ حران میں اترا اور وہ ان کا مسکن ہوا اور 90 برس کے بعد خدا تعالیٰ نے اس پر تجلی کی اور وہ اس پر ایمان لایا اور نیکو کاروں میں سے ہو گیا ۔" پس خدا تجھ پر رحم کرے ہم جانتے ہیں کہ ابراہیم اپنے باپ دادوں کے ساتھ 90 برس حران میں رہا اور اس زمانہ میں ایک بت جس کا نام عزیٰ تھا اور حران کرکے مشہور تھا پوجتا رہا۔ حران چاند کوکھتے ہیں اوروجہ تسمیہ بت کی اس لفظ کے ساتھ یہی ہے کہ حران کے باشندے اس کی پرستش کیا کرتے تھے اور اسکا بقیہ اب تک لوگوں کے درمیان موجود ہے اور سوائے آدمی کی قربانیوں کے جو وہ توالبتہ علیٰ لاعلان اس زمانہ میں نہیں کرسکتے اس واسطے حیلہ کرنا اور چھپانا پڑتاہے اور کوئی بات نہیں چھپاتے ہیں۔ پس ابراہیم اپنے باپ دادوں اور شہر والوں کے ساتھ اس بت کی پرستش کیا کرتا تھا اور اس پرستش کو حنیفی کھتے ہیں جیسا کہ تونے اے حنیفی خود اقرار کیا اور یہ گواہی دی کہ "اللہ کی اس پر تجلی ہوئی اور جب وہ اس پر ایمان لایا اور اس کے وعدے کو سچا جانا تو یہ فعل اس کے حق میں صداقت سمجھا گیا (توریت شریف کتاب پیدائش 15 باب) اور حنیفی مذہب کو کہ مراد اس سے بتوں کی بند گی ہے چھوڑ کر موحدانہ اور ایماندار ہو گیا کیونکہ کتب منزلہ میں ہم نے دیکھاہے کہ حنیفیت بت پرستی کو کھتے ہیں ۔ پس اسحاق جو وعدے کا بیٹا

تھا اس توحید کا وارث ہوا۔ یہ وہی اسحاق ہے جسے خدا نے مقرب کیا اور ابراہیم نے اس کو خدا کے نام پر جھاڑی میں قربان کیا تھا کیونکہ اسی طرح خدا نے اسے حکم دیا اور فرمایا تھا کہ اپنے اکلوتے بیٹے اسحاق کو جو تجھے پیارا ہے لے جا اور موضع اریکہ میں میرے نام پر قربان کرنے کے واسطے اسے مخصوص کر اور نسلِ اسحاق سے جو بی بی سارہ سے ہے جہاں کا نجات دینے والا مسیح پیدا ہوا۔ اسی سبب سے اور نیز اور وجوہ سے اپنے باپ ابراہیم کی توحید کا وارث ہوا۔ پھر اسحاق نے اپنے یعقوب کو جسکا نام خدا نے اسرائیل رکھا اس کا وارث کیا۔ پھر یعقوب سے وہ توحید بارہ خاندانوں میں پہنچی اور یہ اس وقت تک انکی میراث رہی جب یوسف کے سبب سے فرعون کے زمانہ میں داخل مصر ہوئے۔ پھر اس وقت سے مدتوں تک گھٹتی اور ضعف پکڑتی رہی یہاں تک کہ ایسا زوال ہوا جیسا نوح کے زمانہ میں تھا کیونہ سب سے پہلے جس نے اس توحید کو پہچانا تھا وہ ہمارے باپ آدم تھے۔ ان سے شیت کو پہنچی اور شیت سے اس کے بیٹے انوش کو پہنچی اور سب سے اول انوش ہی نے توحید کا اعلان دیا اور اسکی طرف دعوت کی۔ پھر اس سے اس کے بیٹے نوح کو اور نوح سے ان کے بیٹے کو پہنچی۔ پھر ابراہیم کے زمانہ تک توحید میں زوال آگیا۔ پس ابراہیم کو ازسر نو یہ میراث دی گئی۔ پھر وہ اس وقت تک رہی جب یعقوب اسرائیل اللہ پیدا ہوا۔ پھر کمی ہوتی گئی حتیٰ کہ پھر اس وقت رواج پکڑا جب خدا نے موسیٰ کو معبوث کیا۔ اس واسطے کہ خدا کا جلال اس پر جلتی جھاڑی میں ظاہر ہوا

اور اس نے اسے پکار کر اور مخاطب ہو کر کہا کہ "جب میں بنی اسرائیل کے پاس پہنچوں اور انہیں کہوں کہ تمہارے باپ دادوں کے خدا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور وہ مجھے کہیں کہ اس کا نام کیا ہے تو میں انہیں کیا بتاؤں ؟ اس نے کہا کہ تو بنی اسرائیل سے کہہ کہ وہ جو ہے اس نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے۔ پھر خدا نے موسیٰ کو کہا کہ تو بنی اسرائیل سے یوں کہہ کہ خداوند تمہارے باپ کے خدا ابرہام کے خدا اور اسحاق کے خدا اور یعقوب کے خدا نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے ۔"(توریت شریف کتاب خروج 3 باب 13تا15آیت)۔

پس اس جگہ بظاہر توحید کی پھر یاد دلائی اور بباطن تثلیث کی طرف اشارہ کیا کیونکہ یہ کہا کہ ابراہیم کا خدا اور اسحاق کا خدا اور یعقوب کا خدا۔ پھر توحید کی یاد دلانے کے بعد اس قول کے ساتھ تینوں اقنوموں کا مکرر ذکر کیا جیسا کہ ہمیشہ سے دستور تھا پس بے شک وہ واحد ہے تین اقنوم والا کیونکہ اس قول میں تمہارے باپ دادوں کا خدا مجملاً تثلیث کی طرف اشارہ ہے پھر اس نام کو تین مرتبہ ذکر کیا۔ پھر کیا تو اسے تین خدا جانتا ہے یا ایک ہی خدا کو مکرر تین مرتبہ کہتا ہے ؟ پس اگر ہم تین خدا بتادیں تو البتہ ہم مشرک ہیں اور ہمارا قول نہایت نادرست اور محال ہے اور اگر ہم ایک ہی خدا کو مکرر تین دفعہ کہیں تو جانو کتاب کے موافق کہتے ہیں اس لئے کہ ممکن تھا کہ خدا اس طرح فرماتا کہ تمہارے باپ دادوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب کا خدا اور اسکا ذکر مکرر لانے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اس جگہ ایک بھید ہے اور وہ یہ ہے

کہ خدائے واحد میں تین اقنوم ہیں۔ پس تین اقنوم خدائے واحد اور خدائے واحد تین اقنوم ہے اس سے واضح دلیل اور اس سے روشن نور اور کیا ہے مگر ہاں جس شخص کو حق سے دشمنی ہے وہ یہ چاہتا ہے کہ اپنے دل کو بے ہوش اور تمیز کی آنکھ کو اندھا اور عقل کے کان کو بہرا کرکے خدا کے راز کو جو اس نے کتب منزلہ میں نبیوں کو سونپا ہے نہ سنے اور خدا تجھے بزرگی دے وہ بھید توریت والوں کے پاس اب تک چلا آیا مگر وہ لوگ اس کو سمجھ نہیں سکتے تھے تاکہ آنکہ صاحب راز یعنی سیدنا مسیح آیا اور اس نے ہم پر بھید کو کھول دیا اور خوب سمجھا دیا۔

پس ہم خوب جانتے ہیں کہ ابراہیم ابتدای پیدائش سے 90 برس کی عمر تک حنیفی بت پرست رہا پھر خدا پر ایمان لایا اور مرتے دم تک اس پر قائم رہا۔ پس اے شخص خدا تجھے نیکی کی توفیق دے تو جو مجھے ابراہیم کے دین وملت کی طرف بلاتا ہے مجھے معلوم نہیں کہ اسکے دونوں مذہبوں اور دینوں میں سے کس کی طرف دعوت کرتا ہے اور وہ دونوں حالتوں میں سے کس کی طرف دعوت کرتا ہے اور وہ دونوں حالتوں میں سے کس کی طرف رغبت دلاتا ہے آیا جس وقت حنیفی یعنی بت پرستار تھا اور اپنے باپ دادوں اور گھرانے کے لوگوں کے ساتھ حران میں رہ کر ایک بت کی جوعزی کے نام سے مشہور تھا پرستش کیا کرتا تھا یا جس وقت حنیفیت سے نکل کر خدا کو ایک جانا اور اس کی بندگی کی اور اس پر ایمان لایا اور جب اسے حکم ہوا کہ اپنے شہر کو چھوڑ دے تو اس کے حکم کو بجالایا اور کافروں کے گھر اور گمراہوں کے شہر حران کو خوشی سے چھوڑ گیا۔ پس میں نہیں گمان کرسکتا کہ تیری عقل اور تیری نیک تمیز اور زیادتی واقفیت کی جو تیرے زعم میں کتب منزلہ میں

تجھ کو حاصل ہے اس امر کو جائیز رکھے کہ تومجھے ابراہیم کے اس حال کی طرف بلاتا ہو جبکہ حنیفی یعنی بت پرست ہونے کے سبب سے کفر اور گمراہی میں مبتلا تھا اور جو حالت اس کی ایمان لانے وقت تھی اور جو اس کے حق میں اس وقت جب کہ اس نے خدا کو ایک جانا صداقت اور پاکبازی شمار کی گئی اگر اس حال کی طرف بلاتا ہے تو ابراہیم کی اولاد یہود ایسی دعوت کے واسطے تجھ سے بہتر ہے کیونکہ اسحاق جس نے اپنے باپ ابراہیم سے یہ میراث پائی تھی اس کی میراث کا وارث یہودی ہے وہ تجھ سے بہتر ہے اور ایسے حکم کا زیادہ مستحق ہے۔ پس تیرے پاس سوائے ناانصافی اور تعصب اور زبردستی کے اور اس چیز کی طلب کے جس کا تو مستحق نہیں ہے اور کیا ہے ؟ پھر توآپ کو ہمیشہ انصاف سے منسوب کرتا ہے اور اس وصف سے متصف بتاتا ہے حالانکہ تیرے نبی نے اپنی کتاب میں خود اقرار کیا اور کہا ہے کہ مجھے یہ حکم ہوا کہ توکہہ مجھ کو حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے حکم مانوں اور تو نہ ہو شریک پکڑنے والا(الانعام 14)۔

پھر تو نہیں دیکھتا کہ سب سے پہلے اسلام کو تیرے نبی نے ظاہر کیا اور ان سے پہلے ابراہیم وغیرہ کوئی مسلمان نہ تھا کیونکہ تیرے نبی نے خود ہی اقرار کیا کہ سب سے اول میں ہی اسلام لایا ہوں۔ پس عقلمندوں کے نزدیک یہ جواب اس مقدمہ میں کافی ودانی ہے پس خدا تجھے نیک کرے اگر تو ازراہِ خصوصیت وحجت یہود کے اس حق سے انکار کرے تو تو جانتا ہے کہ ہم پر تیری نسبت کیا فیصلہ کرنا واجب ہوگا در حالیکہ یہودی کے اقرار کے موافق تجھ سے مطالبہ

کریں اگر تو اپنا حق ثابت کرے تو ہم تیرے انصاف پر چھوڑ کر اتنی جرات کرسکتے ہیں کہ تجھ ہی سے اقرار کرالیں کہ تو ازارہ عداوت یہود ایسا کہتاہے اورمیں نہیں دیکھتا کہ تجھے ایسا حق حاصل ہے یا یہ حق تجھے پہنچتاہے اگرچہ توخود اس کا مدعی ہے اور تجھ سے اس واحد کی نسبت پوچھتاہوں جس کی وحدانیت کے اقرار کے واسطے تومجھے بلاتاہے اورہمیں کس طرح سمجھادیگا کہ وہ واحد ہے اور کیونکر واحد کو واحد کہتے ہیں؟ اگر تو ہمیں یہ بات سمجھادیگا توجانینگے کہ اس واحد کی بندگی کی نسبت جوکچھ تونے دعویٰ کیاہے اس میں تو سچا ہے اور اگر تو بے جانے اس کی طرف رجوع ہوا توپھر تیری سمجھ کیاہو گی؟ کیا تو نہیں جانتا کہ واحد کوواحد تین وجہوں سے کہتےہیں یعنی جنسیت یا نوعیت یا تعدد کے اعتبار سے ۔ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ سوائے اس کے اور کچھ دعویٰ کرسکے یا ان تینوں وجہوں کے سوا اور کوئی وجہ پاسکے ۔ بشرطیکہ جوکچھ کہتاہے اس کو سمجھتا بھی ہواور میں تجھے ایسے بلاوے سے بلاتاہوں اورایسے خطاب سے تیری طرف مخاطب ہوتاہوں جس سے وہ دانشمند اور عقیل خطاب کرتےہیں جوکارآمد علوم میں عقل کامل اور رائے راسخ رکھتےہیں کیونکہ خدا تیری مدد کرے میرے نزدیک تو جاہلوں میں نہیں ہے جن کے سامنے اگر کوئی دقیق مسئلہ پیش کیا جائے تو اپنی طبعیتوں کی غلطی اور ذہنوں کی کندی سے الجھتے ہیں اور سمجھنے سے عاجز ہوجاتےہیں اورکم علمی سے اس کا جواب نہیں دے سکتے پس ایسے لوگوں کے واسطے اور انکی طرف سے بجزخدائِ پاک کے اور کہیں جواب نہیں ہے۔ سچ

ہے جب تک دنیاوآخرت ہے ہر آدمی کی زبان سے اور ہر لب سے خدا کی پاکیزگی ہمیشہ جاری ہے۔ پس یہ بتاؤ کہ جووجوہ میں نے تیرے سامنے بیان کئے ان میں کس وجہ سے تو خدایِ بزرگ وبر تر کوواحد قرار دیتا ہے ؟ جنسیت یا نوعیت یا تعداد کے اعتبار سے؟ پس اگر تواسے جنس واحد قرادے تووہ واحد انواع متعدد کے واسطے عام ہوگا کیونکہ جنس واحد کی تعریف یہی ہے کہ اس میں بہت سے انواع طرح طرح کے داخل ہوں اور خدا تعالیٰ کی نسبت جائز نہیں اور اگر تو اسے نوعیت کے اعتبار سے واحد کہتا ہے کہ یعنی نوع واحد قرار دیتا ہے تو وہ نوع متعدد اقنوموں کوعام ہوگی کیونکہ نوع کی تعریف یہی ہے کہ شمار کے اعتبار سے بہت سے اقنوموں کوشامل ہواوراگر توکہے کہ واحد فی العدد ہے عینی گنتی کے اعتبار سے ایک ہے تو تیرے اس کلام کے مخالف ہوگا کہ وہ اکیلا یکتا اور پاک ہے کیونکہ مجھے اس میں شک نہیں کہ اگر کوئی سائل تجھ سے تیری ذات کی نسبت سوال کرے اور یہ کہے کہ تو کتنا ہے تو تو یہ جواب نہیں دے سکیگا کہ میں اکیلااور یکتا ہوں۔ پھر بھلا تیری عقل ایسے وصف کو کیونکر قبول کرتی ہے جس سے تیرے خدا کواسکے تمام مخلوق پر فضیلت نہ ہو؟ اور اگر تونے باعتبار وعدہ کے متصف بواحد کیا ہے تو یہ وصف متلزم تبعیص اور نقصان کا ہوگا۔

پس اے شخص تونے جو کتابوں کی تفتیش کی ہے اور ان کو پڑھا ہے اور مختلف مذہب والوں کے سے مناظرہ کیا اور ان کے عقائد کوخوب سمجھتا ہے آیاآپ کو دیکھتا ہے کہ اتنا نہیں جانتا کہ فردواحد عدد کے بعض کوکہتےہیں اور کمال عدد کا یہی ہے کہ سب انواع عدد کوعام ہو۔ پس واحد عدد کا بعض ہوا اور یہ تیرے کلام کے

خلاف ہے اور اگر تو اسے نوع واحد کہے تو نوع کی متعدد ذاتیں ہیں نہ یہ کہ فرد واحد ہے اور اگر تو باعتبار جوہر کے واحد کے کہے تو واجب ہے کہ ہم تجھ سے یہ پوچھیں کہ واحد فی النوع کی تعریف تیرے نزدیک واحد العدد کی تعریف کے خلاف ہے ۔ پس اگر تو کہے کہ یہ اس کے مخالف ہے تو تجھ سے کہینگے کہ واحد فی النوع کی تعریف اہل حکمت کے نزدیک جو علم کلام کی حدود کو پہچانتے ہیں اور قوانین منطق کو جانتے ہیں یہ ہے کہ ایک وہ اسم ہے جو افراد کثیر کو عام ہوتا ہے اور واحد کا واحد ایسی چیز ہے کہ سوا اپنی ذات کے کسی پر عام نہیں ہوتا۔ پس کیا تو اقرار کرتا ہے کہ خدا واحد فی الجوہر اور اشخاص کثیر کو عام ہے یا تو اسے شخص واحد قرار دیتا ہے اور اگر تیرے قول کے یہ معنی ہوں کہ واحد فی النوع واحد فی العدد بھی ہوتا ہے تو بیشک تو واحد فی النوع کی حقیقت کو نہیں پہچانتا کہ وہ کیا ہے اور کیونکر ہے اور پہلی بات پر لوٹ گیا کہ وہ واحد فی العدد ہے اور یہ صفت مخلوقین کی ہے جیسا کہ ہمنے ظاہر کردیا اور اگر تو کہے کہ تجھ سے یہ ہوسکتا ہے کہ خدا کو واحد فی العدد قرار دے درحالیکہ تیرے گمان میں واحد فی العدد باعث تبعیض اور نقصان کا ہے اور کامل نہیں ہے تو ہم کہینگے کہ بیشک اس کو ذات کے اعتبار سے واحد کامل جانتے ہیں اور عدد کے یعنی اقانیم ثلاثہ کے اعتبار سے تین جانتے ہیں ۔ پس دونوں وجہوں سے اس کی صفت کامل ہوئی لیکن ہم نے اسے واحد الجوہر کیوں کہا ؟ اس سبب سے اپنے تمام مخلوق سے برتر ہے اور پاک ہے۔ خواہ اس کی پاکیزگی معلوم

ہو یا نہ معلوم ہو کئی چیز اس کے برابر نہیں ہوسکتی نہ اس کی ذات کے سوا اور کسی میں اس کی آمیزش ہے۔ نورانی ہے کثیف نہیں۔ روحانی ہے جسمانی نہیں ؟ اپنی ذات کی طاقت سے بغیر آمیزش اور اختلاط اور ترکیب کے ہر شے کا باپ ہے ۔ لیکن واحد فی العدد کیوں کہا؟ اس لئے کہ کل انواع عدد کو عام ہے کیونکہ عدد نہیں گنا جاسکتا ہے اور اگر اس کے انواع دو طرح کے ہوں زوج وفرد (جفت اور طاق) تو وہ دونوں ان تین میں ضرور داخل ہونگے ۔ پس جس طرح ہم اسکی تعریف کریں۔ صفت کمال سے جس کے وہ لائق ہے کوئی شے جدا نہیں کرسکینگے اس لئے کہ توجان لے کہ جس طرور سے ہم خدا کو واحد کہتے ہیں تو اس طور سے نہیں کہتا۔ میں امید کرتاہوں کہ یہ جواب تیرے لئے اور نیز کوئی ہمارے اس رسالہ کو دیکھے بشر طیکہ نظر انصاف سے دیکھے اس کے لئے انشاء اللہ کافی ہوگا اور خدا تجھے نیک کرے جان لے کہ یہ ممکن تھا کہ اپنے رسالہ کی اس فصل میں ایسا کلام لکھتے جو موضوع متصور ہوتا لیکن ہم نے بہتر جانا کہ ہمارا کلام ایسا آسان ہو کہ جو کوئی اسے پڑھے اور دیکھے بخوبی سمجھ سکے اور اسکا سننا گران نہ ہو اور ذہن نفرت نہ کرے ۔ اور خدا تجھے صلاحیت دے تجھے یہ جاننا مناسب ہے کہ اس امر میں ہمارا مباحثہ ایسا ہے جیسے چند بھائی ایک سرمایہ کے واسطے جسے انہوں نے اپنے باپ سے بطور ورثہ کے پایا ہو جھگڑا کریں اور ہر ایک اس میں شریک ہو۔ کوئی ایسا نہیں کہ جس کا حق اس میں نہ ہو۔ پس تو اور ہم گفتگو میں برابر ہیں۔ جو کچھ جواب دیا جائے اگر اس میں کوئی تلخ بات

حق کی موجب ہو تو تجھے لائق ہے کہ اسے قبول کرے اور اس سے منکر نہ ہو کیونکہ ہم بات کو بڑھانا اور برائی کی حد تک پہنچانا اور جو شخص ہمارے دلائل کو باطل کرنا اور ہم پر ناانصافی کرنا چاہتا ہے اس کی دلیل کو گرانا نہیں چاہتے ہیں۔لیکن تیرا یہ قول کہ اس کا نہ کوئی مصاحب ہے نہ بیٹا ہے نہ اس کا کوئی نائب ہے ایسا ہے کہ اگر تو (خدا تجھے ہمیشگی دے) انصاف کو کام میں لائے اور یقین ہے جیسا تو اپنی ذات کے واسطے ضامن ہوا ہے اور اپنی بات میں تونے عدل کیا ہے اور سچا قاعدہ ہمارے واسطے ٹھرایا ہے اسی کے موافق اگر انصاف کریگا تو میرے سامنے یا اقرار لازم ہوگا کہ جس شخص نے خدا کے واسطے دوست اور حبیب اور برگزیدہ ٹھہرایا ہے اس نے درحقیقت بہت برا کیا اور یہ ٹھہرانا ایسا ہی ہے کہ اس کا کوئی مصاحب اور بیٹا اور نائب ہے لیکن ہم (خدا تجھے نیکی کی توفیق دے) نہیں کہتے ہیں کہ اس کا کوئی مصاحب یا بیٹا یا نائب ہے اور نہ ہم خدائے عزوجل کو ایسی ادنی اور پوچ صفات تشبیہ سے منسوب کرتے ہیں اور اس قسم کے شبہات تم کو یہود کی جانب سے پہنچے ہیں کیونکہ جب وہ تمہیں فریب دینا چاہتے تو ایسے جھوٹے سچے قصے جو کوچوں اور بازاروں میں عوام کہا کرتے ہیں گڑھ لیتے تھے اور لمبی چوڑی اور لایعنی باتیں بکا کرتے تھے ورنہ تو خوب جانتا ہے کہ کیونکہ تو ہماری کتابوں سے واقف ہے کہ ہمارے یہاں کی کتب الہامیہ میں ایسی لغویات کا کچھ ذکر نہیں جو ہماری عقلیں قبول کرلیں یا اسکی نسبت

کچھ گفتگو کریں۔البتہ تیرے خط میں ہماری نسبت سخت وسست باتیں لکھی ہیں اور ہمارے خداوند اور آدمیوں کے زندہ کرنے والے مسیح کی نسبت ایسے دعوے ہیں جنہیں اس سبب سے کہ یہ رسالہ بے فائدہ طول پکڑیگا ہر گز بیان نہیں کرونگا اور خلاف قصے اور دروغ خبر ہیں جنہیں وہب بن ہبنہ اور عبداللہ بن سلام اور کعب وغیرہ نے جو عالم مشہور تھے اور اولادیہود سے تھے ازراہ فریب ومکر اور تعریف کے بنالیا تھا اور درحقیقت ایسی لغو اور بری باتیں ہماری نسبت بیان کرنے سے ہم کو نہیں بلکہ تم کو دھوکا دیا۔اگر تو اپنی کتاب میں اس کی تلاش کرے تو البتہ حقیقت کھل جاویگی لیکن ہم نے نہ کبھی کہا اور نہ کہینگے کہ خدا تعالیٰ نے کوئی مصاحب بنایا ہے یا بیٹا جنا ہے اور نہ ہمارا یہ قول ہے کہ خدا کا کوئی بیٹا ہے بلکہ وہ کلمہ ہے۔وہ شخص ہی بات کا پیدا کرنے والا ہے جس نے کہا کہ اس کا بیٹا ہے اور خدا تیرا نگہبان ہو تو جانتا ہے کہ اس بات سے اللہ پر اور اس کے کلمہ پر اس کی روح پر کوئی برائی اور تناقص اور افترا نہیں لازم آتا ہے اور ہمارے یہاں محاورۃً کہتے ہیں کہ خدا ازلی مع اپنے کلمہ کے ہمیشہ بردبار اور بخشش کرنے والا ہے اور اس میں شک نہیں کہ ہم نے خدا تعالیٰ کو مہربانی اور دانائی اور ملک وعزت اور غلبہ وغیرہ سے بدیں جہت متصف کیا ہے کہ اس کے کاموں سے ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے اور جب انسان کی عقل نے جانا اور دریافت کیا کہ اس کا فاعل وہی ہے تو اس نے خداعزوجل کو اس سے متصف کیا جیسا کہ قاعدہ ہے کہ ہر

شے کو اس کے اوصاف سے پہچانتے ہیں لیکن صفات ذاتی خدا تعالیٰ کے یہ ہیں کہ وہ کلمہ والا اور روح والا جوہر ازلی ہے جو سب تعریفوں اور وصفوں سے برتر اور بلند ہے اب چاہیئے کہ ہم اس حی ودانا کی ان صفات پرغور کریں کہ آیا وہ اسماء مفرود مرسلہ ہیں یا اسماء مضاف ہیں جودلالت کرتے ہیں کہ ایک شے کو دوسری شے کی طرف نسبت ہے اور یہ جاننا ہم پر واجب ہے کہ اسماء مضاف کسے کہتے ہیں اور اسماء مفردمرسل کیا ہیں لیکن اسماء مرسل جیسے کوئی کہنے والا کہے کہ زمین یاآسمان یاآگ یا پانی یامثل اس کے کوئی اور چیز جو کسی دوسری شے کی طرف منسوب نہ ہوسکے لیکن اسماء مضاف وہ ہیں جن کو دوسری شے کی طرف منسوب نہ ہوسکے ۔ لیکن اسماء مضاف وہ ہیں جن کو دوسری شے کی طرف نسبت ہو جیسے عالم کو علم سے اور حکیم کو حکمت سے اور مثل اس کے جتنے اسماء ہیں انہیں اسماء مضاف کہتے ہیں کیونکہ عالم وہ ہے جسے علم ہو اور علم وہی ہے جو عالم کو ہوتا ہے اور حکمت وہی ہے جو حکیم میں ہوتی ہے ۔ پس یہی مثالیں اسماء مفرودمرسل اور اسماء مضاف کی ہیں اور اس سبب سے کہ کلام کو طوالت نہ ہو اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔ اب چونکہ ہم بیان کرچکے ہیں کہ اسماء مفرود کسے کہتے ہیں ۔ اور اسماء مضاف جو غیر کی طرف منسوب ہوتے ہیں کیا ہی تو واجب ہوا کہ اس صفت کے موصوف کی نسبت تجھ سے پوچھیں کہ آیا وہ صفت اس کی ذات کو ہمیشہ سے لازم ہے یا حاصل کرنے سے حاصل ہوتی ہے اور جب حاصل ہوئی ہے تب اس صفت سے متصف ہوا ہے مثلاً جب اس نے پیدا کیا تو خالق کہلایا۔ اسی طرح اور اسماء صفات ہیں جن سے اس کی تعریف اس سبب سے کی جاتی ہے کہ وہ اس سے

سرزد ہوئے ہیں اور جیسا کہ خدا تعالیٰ کی نسبت کہا جاتا ہے کہ بغیر پیدائش کے موجود تھا تاآنکہ وہ پیدائش بالفعل واقع ہوئی ایسے ہی یہ کہنا بھی جائز ہے کہ بغیر حیات اور علم اور دانائی کے موجود تھا تاکہ آنکہ حیات اور علم اور دانائی اس کے پاس موجود ہوئی لیکن یہ محال ہے کہ خدائے عزوجل پلک مارنے کی دیر کو بھی حیات اور علم سے خالی رہاہو۔اور اگر تو کہے کہ یہ بات تیرے گمان اور وصف کے خلاف ہے اس سبب سے کہ اس سے تیرے اوپر اعتراض وارد ہوتا ہے کیونکہ کبھی اس طرح بھی اس کی تعریف کی جاتی ہے کہ خدا قبل ازآنکہ کچھ بھی صفت خلق سے بالفعل مقارن ہوا ہو خالق تھا تو ہم کہینگے کہ اس کی دووجہیں ہیں۔ یا یہ کہ خدا واحد قدیم تھا اور جو کچھ اس کے سوا تھا حادث تھا یا یہ گمان کرے کہ خلقت بھی ازلی ہے حادث نہیں ہے۔لیکن میں جانتاہوں کہ جو کوئی مخلوق کی یہ تعریف کرے تو اس کے خلاف ہوگا۔پس اس وقت میں بیشک یہ کہنا پڑیگا کہ خدا بحالیکہ اس کو سب سب تعریف ہے خلقت کے وجود سے قبل موجود تھا۔ پس کیونکر جائز ہوا کہ خدا کو خالق کہیں چونکہ جب وقت آیا کہ جو کچھ پیدا کرنا چاہتا تھا پیدا کرے تو کیا۔ لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ چونکہ اس میں قدرت ہے کہ جب چاہے پیدا کرے تو واجب ہے کہ اسے خالق کہیں اور چونکہ وہ ازلی ہے اس لئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس نے قیامت کو قائم کیا اور مردوں کو جلایا او رجو کوئی قبر میں تھا اسے اٹھایا اور سب پاکبازوں کو بہشت میں داخل کیا اور جو کوئی جہنم کے لائق

تھا اسے جہنم میں ڈالا باوجودیکہ میں نہیں گمان کرتا ہوں کہ کوئی عقلمند اس طرح سے کہتا ہو۔ پس خدا تجھے صلاحیت سے جو کچھ مناظروں میں عقل کے نزدیک واجب ہے اس کی طرف رجوع کرنا مناسب ہے اور یہ جاننا چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی صفات دو طرح پر ہیں۔ ایک تو صفات طبعی ذاتی جن سے وہ ہمیشہ متصف رہا دوسری وہ صفت جسے کسب سے حاصل کیا اور وہ صفت فعلی ہے لیکن جن صفات کو ازردی کسب فعلیت سے حاصل کیا ہے وہ یہ ہیں جیسے مہربان بخشنے والا وغیرہ۔ لیکن صفات طبعی ذاتی وہ ہیں جن سے خدای عزوجل ہمیشہ متصف رہا اور وہ حیات اور علم ہے کیونکہ خدا ہمیشہ زندہ اور جاننے والا رہا۔ پس حیات وعلم بیشک ازلی ہوئیں اور نتیجہ ان مقدمات کا صحیح ہوا کہ خدای واحد کلمہ والا اور روح والا ہے جس کی ذات میں تین اقنوم ہیں کہ عامتزاد نمین کا خدای واحد کا جوہر ہے ۔ پس یہی صفت اس خدای واحد تین اقنوموں والے کی ہے جس کی ہم بندگی کرتے ہیں اور یہ صفت ہے جسے اس نے اپنی ذات کے واسطے پسند کیا ہے اور ان کتابوں میں جو اپنے نبیوں اور رسولوں کی زبانوں پر نازل کی ہیں اس صفت کا بھید ہمیں بتایا ہے پس سب سے اول موسیٰ کلیم اللہ کو اس بھید پر آگاہ کیا اور یہ بتایا کہ کس طرح آدم پیدا کیا چنانچہ توریت کے سفر اول میں فرمایاہے کہ "ابتدا" میں خدا نے آسمان وزمین کو پیدا کیا۔" اس سے کتاب مقدس یہ اشارہ ہے کہ ایک طبعیت میں تین اقنوم ہیں کیونکہ کلمتہ اللہ بصیغہ جمع خدا کے

تینوں اقنوموں کی طرف دلالت کرتا ہے اور پیدا کیا میں جو ضمیر مفرد کی واقع ہوئی ہے اس سے یہ اشارہ ہے کہ خدا نے آدم کی پیدائش کے وقت فرمایا کہ " ہم انسان کو اپنی شکل وصورت پر بنادیں" یہ نہیں کہا کہ میں اپنی شکل وصورت پر بناؤں۔ پھر اسی سفر کے دوسرے باب میں ہے کہ جب حوا کو پیدا کرنا چاہا تو یہ کہا کہ اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ آدم اکیلا رہے۔ چاہیئے کہ اس کے واسطے ایک مددگار اس کی صورت پر بنادیں" یہ نہیں کہا کہ" بناؤں" (بصیغہ واحد متکلم) بلکہ "بنادیں" بصیغہ جمع متکلم کہا۔ پھر خدائے عزوجل نے فرمایا کہ " آدم ایک ہم میں سے ہو گیا۔" اس سبب سے کہ اس نے خطا کی اور اسکے حکم سے پھر گیا اور اس درخت کا پھل کھالیا جسے اللہ نے منع کیا تھا۔ سو جب آدم اس کے حکم سے پھر گیا اور شجر ممنوعہ کا پھل اس نے کھالیا تو اس کے سبب سے گناہ کا وارث ہوا۔ دیکھئے خدا تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ میرے مانند ہو گیا بلکہ ہم میں سے ایک ہو گیا اور اسی سفر کے دوسرے مقام میں فرمایا ہے کہ آؤ ہم اتریں اور ان کی زبانوں میں اختلاف ڈالیں اور یہ اس سبب سے تھا کہ وہ لوگ ایک ایسا برج بنانا چاہتے تھے جس کی چوٹی آسمان تک پہنچے سو جو کچھ انہوں نے بے وقوفی اور نادانی سے سوچا تھا کہ ایک برج ایسا بلند بنادیں کہ اگر دوسری مرتبہ طوفان آوے تو وہ ہمارے لئے جائے پناہ اور مفر ہو خدائے تعالیٰ اس کو جانتا تھا کہ میں نوح سے عہد کر چکا

ہوں کہ دوبارہ رویِ زمین پر طوفان نہیں لاؤنگا- اور وہ عمارت اور اس میں فکر کرنی محض بے قوفی تھی- پس خدا نے اس طرح نہیں کہا کہ میں اتروں اور اختلاف ڈالوں- پس یہ وہی بات ہے جس سے خدا نے موسیٰ کو خطاب کیا- پھر موسیٰ نے ہم کو اس راز سے کہ خدایِ تعالیٰ میں تین اقنوم ہیں آگاہ کیا- خدا تجھے نیکی دے کیا تو ہم سے یہ چاہتا ہے کہ خدائے عزوجل کے کلام کو اور اس راز کو جو اس نے اپنے نبی موسیٰ کو سونپا تھا اور جس کی تصدیق کے واسطے موسیٰ کو ایسی عجیب علامت اور روشن نشانیوں سے بھیجا کہ کسی آدمی سے اس کی مثل لانا ممکن نہ تھا- اور پھر اس بھید کو ایسی صریح سے جو خدا نے اسے بتائے تھے کھولنا- کیا ان سب باتوں کو چھوڑ کر تیرے نبی کی بات کو بغیر حجت اور نشان اور معجزہ اور روشن دلیل اور پختہ ثبوت کے مان لیں؟ تیرے نبی نے کہا ہے کہ خدا یکتا اور پاک ہے اور پھر اپنے قول سے پھر کر اس کے خلاف کہتے ہیں کہ خدا کی روح اور کلمہ ہے- پس انہوں نے اسے ایک بھی اور تین بھی بتایا- یہ اس سبب سے ہوا کہ وہ اس حال سے واقف نہ تھے- اگر تو انصاف کریگا تو یقیناً اسے نادرست پاویگا- اور دانیال نبی نے اپنی کتاب میں خبر دی ہے کہ خدا نے بخت نصر سے فرمایا کہ اے بخت نصر ہم تجھ سے کہتے ہیں یہ نہیں کہا کہ میں تجھ سے کہتا ہوں اور جو کچھ ہم نے موسیٰ اور دانیال کا قول خدا تعالیٰ کی نسبت بیان کیا ہے اس کی

نظیر تیری کتاب میں بھی موجود ہے۔ ہم نے کہا اور ہم نے پیدا کیا اور ہم نے حکم کیا اور ہم نے وحی بھیجی اور ہم نے ہلاک کیا اور بہت سی اور مثالیں اسی طرح کی تیری کتاب میں موجود ہیں۔ پھر بھلا جو کوئی عقل رکھتا ہے اس میں شک لاسکتا ہے کہ یہ اکثر کا قول ہے کچھ ایک ہی نے نہی کہا ہے؟ پس اگر تو یہ دعویٰ کرے کہ عرب نے ایسی بات کو جائز رکھا ہے اور ان کے یہاں ایسے محاورہ کا استعمال اس وقت ہوتا ہے جب آپ کو بڑھانا منظور ہو تو ہم تجھ سے کہینگے کہ اے بات کے بگاڑنے والے اگر اکیلے عرب ہی اس کو نکالتے تو البتہ تیری بات میں گنجائش تھی لیکن چونکہ عرب سے پہلے عبرانی اور سریانی اور یونانی وغیرہ ہم جن کو بولیاں جدا جدا ہیں ہمیشہ اس طرح استعمال کرتے آئے تو عرب کا جواز ایسے محاورے کی نسبت کوئی دلیل نہیں ہوسکتی بلکہ اسی میں کلام ہے کہ عرب نے یہ جواز کہاں سے پایا؟ پس اگر تو کہے کہ انہوں نے اس لئے جائز رکھا کہ کبھی شخص واحد اس طرح بولتا ہے کہ " ہم نے حکم کیا" اور "ہم نے بھیجا" اور "ہم ملے" اور مثال اس کے بہت سے اور محاورات ہیں تو ہم تجھ سے کہینگے کہ جو شخص مختلف اشیاء سے مرکب ہو اور جدا جدا اجزا سے بنا ہو وہ اگر اپنے حق میں صیغہ جمع استعمال کرے تو درست اور جائز ہے کیونکہ انسان ایک ہی ہے لیکن اس کے اجزا بہت ہیں اور اعضا متعدد ہیں اسی واسطے اسے اس طرح بولنا جائز ہے کہ ہم نے کہا اور ہم نے حکم دیا اور ہم نے فرمایا کیونکہ انسان عدد کے اعتبار سے واحد ہے جیسا کہ تو بیان کرچکا ہے پھر اگر تو یہ کہے کہ خدائے

عزوجل ازارہِ تعظیم و بزرگی وعزت یہ کہتاہے کہ ہم نے بھیجا اور ہم نے حکم کیا اور ہم نے وحی بھیجی توہم تجھ سے کہینگے کہ مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ جو شخص تعظیم کا مستحق نہیں ہے اگر وہ اس طرح نہ کہتا تو البتہ تیرا کہنا ٹھیک ہوتا لیکن حال یہ ہے کہ خدائِ پاک و برتر ہمیں بتاتاہے کہ میں واحد تین اقنوم والاہوں اور دونوں صیغوں سے بولتا ہے" میں نے حکم کیا اور ہم نے حکم دیا۔ میں نے پیدا کیا اور ہم نے پیدا کیا۔ میں نے وحی بھیجی اور ہم نے وحی بھیجی ۔ پس پہلا صیغہ وحدانیت کی دلیل ہے اور دوسرا اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں چند اقنوم ہیں اور اس کا ثبوت موسیٰ نبی کا قول اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس توریت میں ہے جسے خدا نے موسیٰ نبی پر اتارا تھا۔ جب ابراہیم ایک موضع میں جو بلوط ممرا کرکے مشہور تھا اپنے خیمہ کے دورازہ پر بیٹھا تھا تو پروردگار اس پر ظاہر ہوا۔ ابراہیم نے جو آنکھ اٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ تین شخص اس کے سامنے کھڑے ہیں تو اس نے دل کو مضبوط کرکے اور یہ کہہ کر ان استقبال کیا کہ "اے میرے خداوند اگر مجھ پر تیری مہربانی ہو تو اپنے بندہ کے پاس سے چلے نہ جائے" کیا تجھے کو معلوم نہ ہوتا کہ ابراہیم نے تین شخص دیکھے اور خطاب شخص واحد اور ایک" خداوند "سے کیا اور منت وزاری سے اس امر کا خواستگار اور طالب ہوا کہ وہ اس کے پاس اترے ۔ پس ابراہیم کا تین جاننا تثلیث کی طرف اشارہ ہے اور پھر خداوند بصیغہ واحد کرکے پکارنا دلیل ہے کہ وہ ذات واحد ہے۔ پس وہ تین بھی درست ہے اور ایک بھی درست ہے

جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ پھر موسیٰ نے خبر دی کہ مجھ سے خدا نے کہا کہ " اے اسرائیل سن خداوند تیرا خدا اکیلا خدا ہے ۔"

اس کے معنی یہ ہیں کہ خدا موصوف باقانیم ثلاثہ خدائے واحد ہے اور داؤد نبی 33 زبور میں خدا تعالیٰ کی نسبت کہتا ہے کہ "خدا کے حکم یعنی کلمہ سے آسمان بنے اور اس کی روح سے ان کے سارے لشکر" پس کیا خوبی سے داؤد نے تینوں اقنوموں کو کھول دیا ہے کہ خدا اور کلمہ اور روح تینوں لفظ اس عبارت میں آگئے ہیں۔ پھر بھلا ہم نے اپنی طرف سے داؤد کے قول پر کچھ بڑھا دیا ہے ؟ پھر دوسری جگہ اپنی کتاب میں اس امر کے ثبوت کو کہ خدا کلمہ معبود برحق ہے یہ کہتا ہے کہ خدا کے کلمہ کی یاد کر ۔ بھلا داؤد تیرے نزدیک غیر خدا کی یاد کرتا تھا؟ مجھے یقین ہے کہ تو ایسا نہیں کہیگا۔ پھر ایک جگہ کتاب میں کہتا ہے کہ مبارک ہے ہمارا خداوند خدا مبارک ہے ہمارا خدا جو روز بروز ہم پر آسانی کرتا ہے۔ کیا داؤد یہ چاہتا تھا کہ اس پر خدائے واحد مبارک ہو یا تین خدا مبارک ہوں؟ بلکہ اس سے تین اقنوموں کی طرف اشارہ ہے کہ وہ تینوں خدائِ واحد ہیں۔ اور اشعیاء نبی جس کی تعریف خدا تعالی نے 48 باب میں کی ہے یہ کہتا ہے کہ ابتدائِ پیدائش سے میں نے پردہ میں بات نہیں کی اور زمانہ کے آغاز سے پہلے میں وہاں موجود تھا اور اب خداوند خدا نے اور اس کی روح نے مجھے بھیجا ہے اور یہ وہی ہماری بات ہے کہ تین اقنوم خدائِ واحد اور رب واحد ہیں جسے نہ ہم نے خدا کی کتب الہامیہ سے نکال ڈالا نہ اس

میں کچھ بڑھا یا نہ گھٹایا اور نہ بدلا نہ تحریف کی جیسا کہ تو ہم پر الزام لگاتاہے اور ہم تجھ سے تحریف وتبدیل کی کچھ بحثت نہیں کرنا چاہتے اس سبب سے کہ یہ عقلمند پر جب ہمارے اس رسالہ میں نظر کریگا آپ ظاہر ہوجائیگی کہ بیشک اس امر میں تو نے ہمارے ساتھ بلکہ حق کے ساتھ ناانصافی کی ہے اور ایسے کام کی تہمت ہم پرلگائی ہے جو ہم کبھی نہیں کرسکتے تھے اور بعد ازیں اسکی گفتگو تجھ سے انشاء اللہ نہیں کرینگے۔

اب پھر ہم اپنی بات کی طرف رجوع کرتےہیں اور جب تک اس کو پوار نہ کرلیں اور خدا کی کتب منزلہ سے اور اس کے بھیدوں کی کتاب مقدس سے اپنے قول کی تصدیق پر اور جو حق ہمارے پاس ہے اس کی صحت پر اور اپنی دلیل کی راستی پر ثبوت نہ پہنچادیں نہیں چھوڑینگے اور امید ہے کہ خدا اس میں ہماری مدد کریگا۔ پھر اشعیاء نبی نے یہ تعریف کی ہے کہ خدا عزوجل کو میں نے دیکھا اور فرشتے اس کے آس پاس کھڑے اس طرح پاکی بولتے تھے کہ قدوس قدوس قدوس رب الافواج ساری زمین اس کے جلال سے معمور ہے (بائبل مقدس صحیفہ حضرت اشعیاء 6باب 1تا3) پس تین مرتبہ فرشتوں کا پاکی بولنا اور اسی تین مرتبہ پر قصر کرنا۔ نہ بڑھانا نہ گھٹانا ایک دلیل اس امر کی ہے کہ انہیں تین اقنوموں کی جو خداِ واحد اور ربِ واحد ہے تقدیس کرتے تھے۔ اور ابتداِ پیدائش سے ابد آلاباد تک جس کی کچھ حد وغایت نہیں ایسا ہی کرتے رہینگے اور اگر میں اس بات کو کہ خدا تعالیٰ

تینوں اقنوموں والاہے بہت بڑھا کراور نہایت تفصیل واجتہاد کے ساتھ لکھنا اور کتب مقدسہ سے ثبوت دینا چاہتا تو میں ایسا ہی کرتا لیکن مجھے بات کا بڑھانا پسند نہیں اس واسطے جو کچھ لکھ چکا ہوں اسی پر اکتفا کرتاہوں اور یہ جو تونے اپنے خط میں لکھا ہے کہ میں نے خدا کی کتب منزلہ کو جیسا کہ حق سمجھنے کا ہے اور خوب سمجھا ہے درست نہیں ہے کیونکہ اگر تونے اپنے قول کے موافق ان کتابوں کو سمجھا ہوتا جو کچھ تھوڑا سا میں نے خدا کی کتب منزلہ سے اس کے اقنوموں کے اسرار اور توحید کی نسبت تجھے لکھا ہے کچھ تو اس میں سے تو یہی بیان کرتا۔ پس خدا تجھے ہمیشگی دے اس شرح وبیان کے بعد جسے میں نے تیرے واسطے کھولا اور تیرے سامنے بیان کیا اور تیرے روبرودرست کردکھایا اور جس سے میں نے یہ چاہا کہ تیری عقل اس واحد کی بندگی کرے جس کی کیفیت کلی کہ کس طرح واحد فی التثلیث اور تثلیث فی الواحد ہے خوب بیان کردی میں تجھے اپنی طرف بلاتاہوں۔ نہ جیسا کہ تونے مجھے ایک پوشیدہ اور مجہول اورنا معقول امر کی طرف بلایا ہے۔ پس خدا تیری عقل ودل کو روشن کرے جیسا کہ تو اپنے نفس سے ضامن ہوا ہے عمل میں لانا چاہیے کیونکہ خداسے وعدہ وفا کرنا حق بجانب ہے اور (خدا تجھے نیکی کی توفیق دے) تجھ کو مناسب ہے کہ کلام میں تمیز کرے اور پہچانے کہ کیونکر اورکہاں سے آیا ہے اور اس کے معانی کو نہ بگاڑے اورمیں تجھے اس خدا ِواحد کی طرف بلاتاہوں جو تین اقنوم والاہے اور کلمہ اور روح سے کامل اور واحد

فی التثلیث اور تثلیث فی الواحد ہے اور اسی سبب سے وہ تین میں کا ایک نہیں ہے جیسا کہ تیرے حضرت نے ہم پر الزام لگایا ہے یعنی یہ کہا ہے "بے شک وہ کافر ہوئے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا ایک ہے اور بندگی کسی کو نہیں مگر ایک معبود کو اور اگر نہ چھوڑینگے جو بات کہتے ہیں تو البتہ دکھ کی مار پاوینگے کیوں نہیں توبہ کرتے اللہ پاس اور گناہ بخشواتے اور اللہ ہے بخشنے والا مہربان (مائدہ 77تا78)سو یہ تیرے حضرت کا قول ہے لیکن خدا تجھے گرامی کرے میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ وہ کون لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ خدا تین میں کا ایک ہے آیا عیسائیوں میں کوئی ایسا فرقہ ہے ؟ حالانکہ تونے دعویٰ کیا ہے کہ تینوں گروہ کو خوب جانتاہوں مجھے اپنی جان کی قسم ہے تیری واقفیت جیسی کچھ ہے اس کا فرق ظاہر ہے۔ اگر تو ان فرقوں میں کسی کو کی جانتا ہے جو خدا کو تین میں کا ایک کہتے ہیں تو بیان کر۔ میں گمان نہیں کرتا کہ تو ایسا جانتا ہے کہ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ عیسائیوں میں کوئی ایسا فرقہ نہیں ہے البتہ ایک گروہ جنہیں مرکیونی کہتے ہیں انہوں نے شاید خدا میں صفتیں ٹھہرائی ہوں کیونکہ وہی خدا کے تین وجود بتاتے ہیں اور تین معبود جدا جدا قرار دیتے ہیں۔ ایک منصف دوسرے کو مہربان اور تیسرے کو شریر کہتے ہیں لیکن حال یہ ہے کہ وہ لوگ عیسائی نہیں ہیں اور نہ عیسائیوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اگر عیسائیوں میں کوئی اس امر کو جائز رکھے تو وہ منکر و کافر ہے لیکن عیسائیوں

کا یہ قول کہ خدا واحد ہے کلمہ اور روح والا البتہ درست ہے اور تیرے حضرت نے بھی اس کا اقرار کیا ہے کیونکہ انہوں نے بنی آدم کے منجی مسیح پر ایمان لانے کو تمہیں حکم کیا ہے اور یہ کہہ کر تمہیں اس کی طرف بلایا ہے کہ" اے کتاب والو مت مبالغہ کرو اپنے دین کی بات میں اور مت بولو اللہ کے حق میں مگر سچی بات مسیح جو ہے عیسیٰ مریم کا بیٹا رسول ہے اللہ کا اور اس کا کلام جو ڈال دیا مریم کی طرف اور روح ہے اس کے یہاں کی۔ سو مانو اللہ کو اور اس کے رسولوں کو اور مت بتاؤ اس کو تین۔ یہ بات چھوڑو کہ بھلا ہو تمہارا۔ اللہ جو ہے سو ایک معبود ہے (نساء 169) پس تو خوب سمجھ لے کہ کیونکر اس امر کو واجب کیا کہ خدا تعالیٰ روح اور کلمہ والا ہے اور اس سے اور بھی تصریح کردی کہ مسیح خدا کلمہ ہے جو مجسم ہوا اور آدمی بنا۔ پھر بھلا اس سے زیادہ بیان اور شرح اور توضیح و تصریح اور کیا ہو گی؟ پھر اس قول پر اپنے کلام کو ختم کیا کہ اسے تین مت بتاؤ۔ کیا ایسی بات اس خدا عزوجل کی نسبت کسی کے وہم وگمان میں آسکتی ہے ؟ ہر گز نہیں بلکہ اس کو چھوڑدو کیونکہ مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے اس میں تمہارا بھلا ہو گا اور نادان سگ یعنی مرکیوں کی بات کہ خدا تین ہیں ہر گز مت مانو۔ پس خدا تجھے بزرگی دے میں نے تجھے اپنے مذہب کی کیفیت کھول دکھائی اور ہمارا یہ قول کہ خدا ایک ہے کلمہ اور روح والا اور واحد ہے تین اقنوموں والا اس کے معنی تجھے بتادئے اور یہ تحقیق میں نے ایسی

وضاحت سے اس مطلب کو ادا کیا ہے کہ تجھ کو اور نیز جو کوئی دیکھے اس کو جواب کافی ہو اور فائدہ پہنچے بشرطیکہ انصاف سے دیکھے اور فکر کرے اور اپنے واسطے اس سے نصیحت پکڑے۔ انشاء اللہ اب ہم تیرے خط کے دوسرے مقدمہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اس کا جواب دیتے ہیں۔ پس میں یہ کہتا ہوں کہ تونے جو اپنے نبی کی شہادت اور ان کی نبوت اور رسالت کے اقرار اور نیز جو کچھ ان کی نسبت بہتر جانا ہے اس کی تصدیق کی طرف مجھے بلایا ہے اس کو میں خوب سمجھا لیکن تیری تعظیم ان کی نسبت اور ان کے حکم کو بڑا جاننا البتہ ایسا امر ہے کہ اس میں کچھ بحث ورد نہیں کرینگے اور بجز تسلیم وسکوت کے اور کچھ ہمارے پاس نہیں ہے کیونکہ قرابت کے اعتبار سے تو بڑا آدمی ہے اور تیرا رشتہ بڑا ہے لیکن نبوت کا اقرار کہ اس کو تو حق وواجب سمجھ کر ہمیں اس کی طرف دعوت کرتا ہے اس میں البتہ بحث کریں گے۔ اگر وہ اقرار حق بجانب ہے تو نہ ہم کو نہ کسی ذی عقل کو لائق ہے کہ اس کے قبول کرنے سے انکار یا دریغ کرے کیونکہ حق کے اقرار سے بجز ناانصاف اور گمراہ کے اور اس شخص کے جو حق کی قدر پہچانتا ہو اور کوئی انکار نہیں کرتا اور جو وہ اقرار حق بجانب نہ ہو تو تجھے اس پر قائم رہنا مناسب نہیں پھر کیونکر تو ہمیں اس کی طرف بلادیگا اور ایسا کرے تو تونے اپنے ساتھ اور نیز اس شخص کے ساتھ جسے ناحق بلاتا ہے ناانصافی کی۔اب چاہئے کہ تعصب کو درمیان ہے اٹھا کر پہلا قصہ تیرے حضرت کا جن کے اقرار اور نبوت پر

تو ہمیں بلاتا ہے دریافت کریں اور اول سے آخر تک اس شرح بتادیں اور ثبوت کافی بہم پہنچادیں اور انصاف سے اس پر بحث کریں اور اس خواہش کی طرف مائل نہ ہوں جو دشمنی اور ناانصافی کی نگاہ سے دیکھتی ہے کیونکہ یہ بڑا بھاری اور قدرومنزلت کا کام ہے اور جیسا بھاری کام ہے ویسا ہی اس میں غور کرنا اور تامل وفکر سے بحث کرنا واجب ہے۔

خدا تجھے بزرگی دے کیا تو اور ہم اس بات کو نہیں جانتے ہیں کہ یہ شخص بحالت یتیمی اپنے دادا عبدومناف کی گود میں تھا پھر اس کے چچا معروف ابی طالب نے اسکے باپ کے انتقال کے وقت اس کی پرورش کا ذمہ لیا اور وہ ان سے رو گردان اور بیزار رہتا تھا اور اپنے چچاؤں کے اور گھر والوں کے ساتھ مکہ میں لات وعزیٰ کی جو بت تھے پرستش کیا کرتا تھا جیسا کہ اس کی کتاب یعنی قرآن میں ذکر ہے بلکہ اس نے خود اپنی نسبت اس کا اقرار کیا ہے چنانچہ والضحیٰ 7تا8میں ہے کہ "بھلا نہ پایا تجھ کو یتیم پھر جگہ دی اور پایا تجھ کو بھٹکا پھر راہ سمجھائی اور پایا تجھ کو مفلس پھر محظوظ کیا۔" کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ اس قول سے صاف اس امر کا اقرار ہے کہ وہ یتیم تھے سو انہیں جگہ دی اور گمراہ تھے سو ہدایت کی مفلس تھے مگر خدا نے مالدار کردیا۔ پھر رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی کی خدیجہ بنت خویلد کے قافلہ میں نوکر ہوگئے اور اس کا کام نوکری پر کرتے رہے اور شام وغیرہ کے سفر اس قافلہ کے ساتھ کیا کرتے تھے تاآنکہ جو کچھ ان کی اور خدیجہ کی نسبت ہوا سو ہوا اور ایک سبب

سے جسے تو جانتا ہے خدیجہ کے ساتھ نکاح کرلیا۔ پس جب اس کے مال سے قوت پائی تو ان کے جی میں آیا کہ اپنے ہمعصروں اور شہر والوں پر ملک و ریاست کا دعویٰ کریں مگر یہ بات بہت دشوار تھی اور کوشش بلیغ کے بعد چند آدمیوں کے سوا اور کسی نے ان کی پیروی نہ کی۔ اور خدا تجھے بزرگی دے تو جانتا ہے کہ قریش کیسے شریر النفس اور شقی القلب اور سخت منکر ہیں۔ جب حضرت اس چیز سے جو ان کا دل چاہتا تھا مایوس ہوئے تو دعوئے نبوت کیا اور یہ کہا کہ پروردگار عالم نے مجھے رسالت کے واسطے معبوث کیا ہے۔ پس جب دیکھا کہ سختی سے کام نہیں نکلتا تو مہربانی کا دروازہ کھولا جس کے انجام کو وہ لوگ مطلق نہیں جانتے تھے کہ اس سے کیا ضرر ہم کو پہنچیگا اور چونکہ وہ لوگ جنگل کے رہنے والے عرب تھے رسالت کی شرطوں کو نہیں سمجھتے تھے اور ن نبوت کی علامات کو پہچانتے تھے کیونکہ ان کے درمیان کبھی کوئی نبی نہیں پیدا ہوا تھا اور حضرت کو یہ بات ایک شخص کی تعلیم و تلقین سے حاصل ہوئی تھی جس کا نام اور سارا قصہ کسی دوسری جگہ اس رسالہ میں بیان کریں گے اور بتادینگے کہ وہ شخص کیونکر دعویٰ رسالت کا سبب ہوا۔ پھر حضرت نے لٹیری قوم سے جو پہاڑوں کے غاروں میں رہتی تھی دوستی کرلی۔ اس قوم کے لوگوں کی اب تک یہی عادت ہے ۔ پس حضرت اپنا مطلب گانٹھنے کو ان سے جا ملے اور قافلوں کو غارت کیا اور سرداروں کو لوٹا اور ان گاؤں میں چڑھ گئے جہاں ملک شام کے سوداگر آمدورفت رکھتے تھے اور جب کسی قافلہ

کے آنے کی خبر پاتے تھے تو پہلے ہی سے جا پہنچتے تھے اور ان پر غارت گری کرتے اور مال واسباب چھین لیتے اور آدمیوں کو مارڈالتے تھے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ ایک دفعہ جو آپ نکلے تو دیکھا کہ ایک قافلہ مدینہ سے مکہ کو آتا ہے۔ وہ قافلہ ابوجہل بن ہشام کا تھا۔ ایسے خروج کا نام بطریق تسمیہ جنگلی عرب کے جب لوٹ مار کو نکلتے اور راہ گھیر لیتے تو اسے غزوہ کہتے غزوہ رکھتے ہیں۔ پس پہلا خروج آپ کا مکہ سے مدینہ کی طرف اسی سبب سے تھا۔ اس وقت حضرت کی 53 برس کی تھی اور مکہ میں نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے 11 سال گزر چکے تھے اور ان اصحاب سے جو مددگار اور شریک حال تھے 40 آدمی تھے جنہوں نے ہر طرح کی تکلیف واذیت اہل مکہ کے ہاتھ سے اٹھائی تھی اور وہ اس حال سے خوب واقف تھے۔ پس انہوں نے ظاہر کیا کہ اس طریق سے دعویٰ نبوت قائم ہوجاویگا اور مال غنیمت ہاتھ لگنے سے لوگوں کے دل اس طرف رجوع ہونگے۔ سو وہ اپنے اصحاب کو لے کر مدینہ کو چلے گئے۔ مدینہ اس وقت میں خراب وویران تھا اور بجز ایک کمزور قوم کے جن میں اکثر یہود تھے اور کوئی وہاں نہیں رہتا تھا اور دینداری کا مطلق چرچا نہ تھا۔ آپ نے وہاں پہنچتے ہی پہلے پہل عدل وانصاف اور نبوت کا اور اس کی علامت کا اظہار شروع کیا اور دو یتیم لڑکوں سے جو قوم کے بڑھئی تھے شتر خانہ لے کر اس کو مسجد قرار دیا۔ پہلی بعثت یہ ہوئی کہ انہوں نے حمزہ بن عبد المطلب کو شہر جہینہ سے عیص کی طرف بمعیت 30 سواروں کے اس غرض سے بھیجا کہ قریش کے

قافلہ کو جو شام سے آتا تھا روکیں۔ پس ابو جہل بن ہشام سے کہ اس کے پاس تین سو آدمی مکہ کے رہنے والے تھے سامنا ہوا لیکن چونکہ حمزہ کے پاس فقط 30 آدمی تھے ابو جہل کے مقابلہ سے ڈرے اور صلح کرلی۔اس سبب سے کچھ کشت وخون نہیں ہوا۔ پس خدا تجھے نیکی کی توفیق دے ۔ خدا تعالیٰ نے جو کچھ توریت میں موسیٰ سے فرمایا ہے اس کے موافق نبوت کی شرائط یہاں کہاں ہیں ؟ خدا نے موسیٰ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ جن بنی اسرائیل کو مصر کی سرزمین سے نکال لایا ہوں انہیں جباروں کے ملک میں جو وعدہ کی زمین کہلاتی ہے کہ مراد اس سے فلسطین اور شام ہے آباد کرونگا اور یہ کہ ایک آدمی ہزار کو اور دو دس ہزار کو ہزیمت دینگے کیونکہ میں ان کے دلوں میں وحشت اور رعب ڈال دونگا۔ اور اسی طرح خدا عزوجل نے ان کے ساتھ یشوع بن نون کے ہاتھ سے کیا تھا جس نے بنی اسرائیل کو وعدہ کی زمین میں پہنچانے اور فلسطین کے باشندوں سے لڑائی کرنے کا ذمہ لیا تھا۔ پس خدا تجھے گرامی کرے تیرے حضرت میں نبوت اور رسالت کی یہ علامت جو ہم اس جگہ مانگتے ہیں کہاں ہیں ؟ اب چاہیئے کہ دوسرے امر کی طرف رجوع کریں کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ اسکا کچھ جواب تیرے پاس نہیں ہے اور تو اور جتنے تیرے مثل بات کو مانتے ہیں وہ سب اس کا کچھ جواب نہیں دے سکتے ۔ اب ہم یہ کہتے ہیں کہ یا تو حمزہ آنحضرت کے رسول تھے جو حضرت کے چچا کے بیٹے تھے اور انہیں کے کہنے سے 30 سوار لے کر نکلے تھے اور ان کے نزدیک حمزہ حق پر تھے

بدیں جہت ابوجہل سے جو کافر مشرک تھا اور اس کے ساتھ تین سو کافر مشرک بتوں کے پوجنے والے تھے جدائی اختیار کی اور محاربہ نہیں کیا بلکہ صلح کرلی یا ایسا ہے کہ یہ بات خلاف اس دعویٰ کے جو تو کرتا ہے کہ آپ خدا کے بھیجے ہوئے نبی تھے اور فرشتے آپ کی مدد کرتے تھے اور آپ کے واسطے غیروں سے لڑتے تھے جیسا کہ یشوع بن نون کے ساتھ لڑا کرتے تھے کیونکہ زی فارس میں ایک فرشتہ اس پر ظاہر ہوا لیکن یشوع نے اسے نہیں پہچانا اور اس سے یہ پوچھا کہ آیا تو ہمارے دوستوں میں ہے یا دشمنوں میں ؟ تو فرشتہ بولا کہ میں خداوند کے لشکروں میں بڑا ہوں اور اس وقت تیری مدد کو آیا ہوں۔ پس یشوع منہ کے بل زمین پر سجدہ کرتا ہوا گرا اور یہ کہا کہ میرا سردار اپنے غلام کو کیا حکم دیتا ہے ؟ اس پر خداوند کے لشکر کا سردار بولا کہ اپنے دونوں پاؤں سے جوتیاں اتار کیونکہ جس مکان میں تو ہے وہ پاک مکان ہے چنانچہ یشوع نے ویسا ہی کیا اور فرشتہ کی اس بات میں ایک بھید تھا۔ جس کے بیان کا یہ موقع نہیں ہے اور یشوع اس وقت شہر اریحا کو گھیرے ہوئے تھا۔ جب سات دن گذر گئے بغیر کسی عہدوپیمان کےوہ شہر خود بخود فتح ہوگیا اور یشوع نے خداوند کے فرشتہ کے حکم کے موافق عورت ومرد سے جو کوئی اس شہر میں رہتا تھا سب کو قتل کرڈالا۔ پس خدا تیری مدد کرے مجھے یقین نہیں کہ تو اس کا جواب دے سکے کیونکہ تو اس وصف سے خالی ہے اب تیرے حضرت کی دوسری لڑائی کا ذکر کرتے ہیں۔ شاید تو

اس میں کچھ جواب دے سکے۔ پھر دوسری مرتبہ جیسا کہ تو جانتا ہے عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب کو 60 سواروں کے ساتھ یعنی پہلے شمار سے دوچند دے کر روانہ کیا اور مقام بطن رابغ پر ابوا اور حجفہ کے درمیان پہنچ کر لوگوں کو قوی دل کیا اور ہمت دلائی اور ابوسفیان بن حرب سے جس کے پاس دو سو سوار تھے مقابلہ ہوا اور نوبت قتال کی پہنچی جسے تو جانتا ہے ۔ پھر لوٹ آئے ۔ پس مجھے نہیں معلوم ہوتا کہ کسی فرشتہ نے اس کام میں کچھ مدد کی ہو اور تو کہتا ہے کہ اس وقت جبریل ایک آدمی کی صورت سبز لباس پہنے ہوئے ایک گھوڑے پر سوار تھے اور جب فرعون اپنا لشکر لے کر 4 لاکھ کی جمعیت سے بنی اسرائیل کے ڈھونڈنے کو نکلا تھا اور بنی اسرائیل کے سامنے دریا تھا تو خدا کا فرشتہ ان کی مدد کے واسطے آگے سے پھر کر پیچھے ہو گیا۔ پھر جب اس گروہ نے جس میں فرعون اور اس کے ہمراہی تھے ان کا پیچھا کیا تو وہ بچ گئے اور فرعون مع لشکر کے ڈوب مرا۔ پس جن علاماتِ نبوت سے موسیٰ بنی اسرائیل کے پاس آیا تھا ان میں سے بعض یہی ہیں جن کی تو شہادت دیتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ لیکن تیرے حضرت ان علامتوں سے خالی تھے۔ اب ہمیں ضرور ہے کہ تیسری لڑائی کا ذکر بھی کریں اور تو خوشی یا ناخوشی سے اسے بھی سن لے ۔ اس دفعہ سعد ابی واس 40 آدمی حجفہ سے لے کر ضرار کی طرف روانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ قافلہ ایک دن پہلے آگیا تھا اس سبب سے ان کی امید فوت ہو گئی اور مایوس ہو کر لوٹ

آئے۔ پس خدا تجھے بزرگی دے یہ باتیں نبوت کی نشانیوں کے خلاف ہیں اور جو کچھ خدا کے نبی سموئیل نے ساؤل کے ساتھ کیا تھا۔ اس کے برعکس ہیں اور مجھے اس میں شک نہیں کہ تو اس قصہ کو خوب جانتا ہوگا کیونکہ تو کہہ چکا ہے کہ میں کتب الہامی سے خوب واقف ہوں اور جو حق سمجھنے کا ہے سمجھتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ قیس ابوساؤل کے گدھے چوری گئے تو اس کا بیٹا ساؤل ان کے ڈھونڈنے کو نکلا اور سموئیل نبی کے پاس گیا۔ چند باتیں کہنے پایا تھا اور ہنوز جس غرض سے آیا تھا اس کی خبر بھی نہیں دی تھی کہ سموئیل نے کہا گدھے تیرے باپ کے پہنچے لیکن تیرے باپ کو تیرے گم ہوجانے کی رنج میں گدھوں کا خیال جاتا رہا پس نبوت کہ مراد اس سے گذشتہ وآئندہ کی غیب کی باتیں جانتی ہیں اس کی شرطیں ایس ہوتی ہیں جن کی خبریں نبی دیا کرتے ہیں اور قبل از وقوع اس کا حال بتادیتے ہیں اور قبل ازظہور جانتے ہیں کہ ان کا وقوع کب ہوگا کیونکہ روح القدس کے فیض سے یہ علم غیب جو نبوت کا کامل ثبوت ہے انہیں پہنچتا ہے اورا یسی باتیں ان پر ظاہر ہوجاتی ہیں اور سیدنا مسیح نے انجیل شریف میں فرمایا ہے کہ عدل وراستی کی گواہی وہ ہے جسے دو یا تین سچے منصف دیں۔ پس اب تجھے ان کا قبول کرنا واجب ہے اور ہم نے اپنے رسالہ کی اس فصل میں سچے گواہوں سے جو تیرے واسطے کافی ہیں خبر دی ہے۔اب مناسب ہے کہ تینوں لڑائیوں کے ذکر کے بعد ان لوگوں کا تھوڑا سا حال بیان کریں جو تیرے

حضرت کے حکم سے لڑائیوں پر گئے تھے۔ پس جن غزوات میں کہ حضرت اپنے اصحاب کے ساتھ گئے ان میں وہ لوگ خوب مالدار ہو کر لوٹے۔ پس اول قریش کا قافلہ لوٹنے کے ارادہ سے نکلے اور ودان پہنچے تو مجشی بن عمر ضمری نے صلح کرلی بدیں جہت ان سے کچھ حاصل نہ ہوا اور خالی لوٹے۔ پھر دوسری دفعہ بواط پر جو شام کی راہ پر ہے اس قریشی قافلہ کی تلاش میں نکلے جس میں امیہ بن خلف الجمی تھا لیکن واپس آئے اور کچھ نہیں کیا۔ پھر تیسری دفعہ نکلے اور مقام نیبوع تک پہنچے تا کہ قریش کے قافلہ کو جو شام کو جاتا تھا لوٹیں اور یہ وہی قافلہ تھا جس سے لوٹتے وقت بدر پر لڑائی ہوئی مگر یہاں سے خالی پھرے اور کچھ نہیں کر سکے پھر بھلا تو انصاف کر کہ ایسا شخص نبی ہوسکتا جیسا کہ تو دعوے کرتا ہے۔ کیا نبیوں کو یہ زیب دیتا ہے کہ لوٹ کریں اور لوگوں کا مال چھیننے کو راہوں پر جا پڑیں اور گھیر لیں؟ اور کونسی بات تیرے حضرت نے قزاقوں اور رہزنوں کے واسطے چھوڑ رکھی تھی اور ان میں اور اتابک خزمی میں جو ہمارے سردار امیر المومنین کے یہاں گرفتار ہو کر آیا ہے اور جس کی بداعمالیوں کے ارتکاب اور ایذارسانی خلائق کی سب ہم کو خبر ہے کیا فرق ہے؟ اگر تیرے پاس اس کا کچھ جواب ہو تو ہم پسند کرینگے لیکن میں یقین جانتا ہوں کہ نہ تو اور نہ جو کوئی تیرے مانند اعتقاد رکھتا ہے وہ اس کا کچھ جواب دے سکتا ہے۔ جو اوصاف نبوت تیرے حضرت کے سوا اور دین میں بیان کئے اس کا کچھ وجود تیرے پاس نہیں۔ پھر

تمام یہی کرتے رہے کہ جس قوم کی طلب میں نکلے اور اسے کمزور پایا تو ان کے قافلہ کو لوٹ لیا اور ان کا مال چھین لیا اور ان کے آدمیوں میں سے جہاں تک ممکن ہوا قتل کیا اور جسے زبردست پایا اس سے دب گئے اور پیٹھ پھیر بھاگے۔ پس حضرت اپنی ذات سے 36 لڑائیاں لڑے اور جاسوس جو راتوں کو نکلتے تھے اور سوار جو دن کو پھرتے تھے اور وہ حملے جو 9 لڑائیوں میں ہوئے اور کشت وخون کی نوبت پہنچی وہ اس کے سوا ہی اور وہ لڑائیاں جن میں اپنے اصحاب کو بھیجتے تھے وہ الگ رہیں۔ پھر اس سے زیادہ عجیب اور بدترین برائی ان کا یہ حکم تھا کہ ہر شخص ایک آدمی کو یکایک قتل کرڈالے جیسا کہ عبداللہ بن رواحہ کو ایک یہودی اسیر بن داری کی نسبت خیبر میں حکم دیا تھا جسے عبداللہ نے فوراً قتل کرڈالا یا جیسے سالم بن عمیر العمیری کو تنہا ابی عفک یہودی کے پاس بھیجا اور وہ یہودی نہایت عمر رسیدہ اور ضعیف تھا سو اس نے اس یہودی کو رات کے وقت جبکہ اپنے بستر پر چین سے سورہا تھا یکایک قتل کرڈالا اور یہ بات نکالی کہ وہ حضرت کو برا بھلا کہا کرتا تھا ۔ پس خدا تجھے بزرگی دے یہ بتا کہ کونسی کتاب میں تونے پڑھا ہے اور کس وحی کا یہ مضمون ہے اور کس حکم سے یہ حکم دیا کہ جو کوئی عیب جوئی کرے قتل کیا جاوے ؟ اگر اس بڈھے نے درحقیقت سخت سست کہا تھا تو کوئی اور سزا دی جاتی۔ قتل کرنا خاص رات کو جب آرام سے پڑا سورہا تھا کہاں سے جائز ہوا؟ اگر اس نے کوئی ایسا عیب نکالا جو درحقیقت ان میں تھا تو وہ سچا تھا اور سچے

کا قتل درست نہیں تھا اور اگر اس نے جھوٹ کہا تھا تو جھوٹے کا قتل کہاں واجب ہے ؟ بلکہ اسے تادیب لازم تھی اور پھر ایسا نہ کرتا اور تو جانتا ہے کہ رات کے وقت پرند کو بھی درحالیکہ آرام سے اپنے گھونسلے میں بیٹھا ہو کسی نے آزار پہنچانا روا نہیں رکھا ہے چا جائیکہ انسان کے پاس ایسا شخص بھیجا جاوے جو سوتے میں اسے ماڈالے۔ صرف اس وجہ سے کہ برا بھلا کہتا تھا۔ کیا قتل کے سوا اور کوئی سزا نہیں رہی تھی ؟ خدا کے احکام میں ایسا کسی حکم کے واسطے مطلق نہیں پایا جاتا تھا اور نہ عقل و طبعیت ایسے فعل کو روا رکھتی ہے بلکہ مجھے اپنی جان کی قسم ہے شیطان البتہ آدم کے ساتھ اور اس کی اولاد کے ساتھ ہمیشہ سے ایسے کام کرتا رہا ہے۔ پھر تیرا یہ قول کہاں سچا رہا کہ حضرت گروہ آدم کی طرف رحمت و مہربانی سے مبعوث ہوئے ہیں ؟ اور وہ جو حضرت نے عبداللہ بن حجش اسدی کو بارہ اصحاب کے ساتھ نخلہ کو جو ابن عامر کا باغ تھا قریش کی خبر لانے کو بھیجا تھا اور عمرو بن حضرمی سے قریش کے قافلہ میں جو عرب سے مال تجارت لائے تھے سامنا ہوا تھا۔ پس انہوں نے عمرو کو قتل کر ڈالا اور جو کچھ مال ہاتھ آیا مدینہ کو لے گئے اور وہاں پہنچ کر عبداللہ بن حجش نے اس مال غنیمت سے جو اس کے ہاتھ اور اس کے ہمراہیوں کے ہاتھ لگا تھا حضرت کو ایک خس دے ڈالا۔ پس میں اپنی طرف سے کچھ کہنا نہیں چاہتا کہ یہ فعل درست تھا جب تک کوئی منصف مزاج اس پر غور نہ کرے اور جو کچھ اس کے عدل وانصاف میں آئے

بیان نہ کرے۔ اور ایسا ہی مقام قینقاع میں ہوا کہ بے گناہ اور بے سبب مال کی رغبت سے لوگوں کو جا گھیرا اور عبداللہ بن ابی بن سلول نے ان کے واسطے حضرت سے امان چاہی تو امان دی گئی اور مال لے کر اذرعات کی طرف نکال دیا اور اس مال کو اپنے لوگوں میں بانٹ دیا اور ایک خمس اپنے واسطے یہ کہہ کر لے لیا کہ اس قدر اللہ نے اپنی نبی کے واسطے ٹھہرایا ہے۔ پس کیونکر یہ باتیں انہیں پسند ہوئیں اور ایسے لوگوں کا مال چھین لینا روا رکھا جنہوں نے نہ انہیں ایذا پہنچائی نہ کسی طرح کا فریب دیا؟ اس میں شک نہیں کہ حضرت نے انہیں محتاج کردیا اور حالیکہ وہ بڑے مالدار تھے۔ وہ لوگ جنہیں خدا کا اور روزِ آخرت کا یقین ہے ایسے افعال کو روا نہیں رکھتے ہیں اور سوائے ان کے اور بہتیرے لوگ اسی طرح کے ہیں جن کا ذکر اس سبب سے نہیں پسند کرتا ہوں یہ رسالہ طول پکڑیگا اور ناظرین کو گراں ہوگا اور جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے وہی تیرے حضرت کے اور اوصاف پر دلالت کرنے کو کافی ہے لیکن جنگِ احد اور اس میں پاؤں پر چوٹ آنا اور ہونٹ کا پھٹنا اور پیشانی پر عتبہ بن آبی وقاص کی برچھی سے زخم لگنا اور ابن قیمہ لیثی کا تلوار چلانا اور طلحہ بن عبداللہ الیتمی کا اسے اپنے ہاتھ پر روکنا اور اسکی انگلیوں کا کٹ جانا یہ سب باتیں خلاف اس فعل کے ہیں جو ہمارے خداوند منجی عالم سیدنا عیسیٰ مسیح نے کیا تھا یعنی ان کے شاگرد نے ایک شخص پر تلوار چلائی تھی جس سے اس کا کان کٹ گیا تھا اور جب ہمارے منجی سیدنا مسیح

نے اس کی طرف مہربانی کی نگاہ سے دیکھا اور چاہا کہ اس کا کان درست ہوجائے تو اسی وقت کٹا ہوا کان درست کردیا اور شخص صحیح وسالم اپنے گھر کو لوٹا۔ اسی طرح طلحہ کے ہاتھ پر زخم پہنچا تھا اور اس نے حضرت کی جان بچائی تھی تو اگروہ خدا سے دعا کرکے اس کا ہاتھ پھیر دیتے یہاں تک کہ جیسا ہاتھ تھا ویسا ہی ہوجاتا تو البتہ یہ کام نبوت کی علامت قرار پاتا۔ اور فرشتوں نے کہاں ان کی مدد کی ؟ اور ٹانگ ٹوٹنے اور ہونٹ پھٹنے اور منہ سے خون بہنے سے کب بچایا ؟ اگروہ نبی اور برگزیدہ اور خدا کے رسول تھے تو جس طرح کہ اور انبیاء ان سے پہلے بچ گئے تھے ویسے ہی وہ بھی بچ جاتے اور فرشتے ان کی مدد کرتے جیسا کہ الیاس نبی کو بادشاہ اخیاب کے دوستوں سے اور دانیال کو اسدوار یوس سے خیانیا اور اس کے نیکوکار بھائیوں کو بخت نصر کی آگ سے اور سوان کے اور نبیوں اور ولیوں کو بچایا تھا۔

اب ہم اس ذکر کو چھوڑ کر دوسری بات چھیڑتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ تیرے حضرت کے یہ افعال تیرے اس قول کے خلاف ہیں کہ خدا نے انہیں رحمت ومہربانی سے گروہ آدم کی طرف بھیجا کیونکہ وہ تو ایسے شخص تھے جنہیں بجز اس کے کہ خوبصورت عورتوں کو نکاح میں لائیں یا کسی قوم کو لوٹیں اور خون بہاویں اور مال چھینیں اور ان کی عورتیں اپنے نکاح میں لائیں اور کچھ فکر واہتمام نہ تھا اور انہوں نے خود کہا ہے کہ مجھے خوشبو اور عورت بہت پسند ہے اور وہ اس کو بھی نبوت کی علامت قرار دیتے تھے کہ میری پشت میں نکاحوں کی اتنی طاقت ہے جتنی چالیس آدمیوں میں ہوتی۔

پس مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے کہ یہ نشانیاں نبوت کی ایسی ہیں کہ ان کی مثل آنحضرت کے سوا کسی اور میں نہ ہونگی اور جو حرکت ان کے اور زید کی بی بی زینب بنت جحش کے درمیان ہوئی تھی اس کا تھوڑا سا ذکر بھی مکروہ جانتا ہوں کیونکہ میرے رسالہ کا مرتبہ اس سے برتر ہے کہ ایسی باتوں کا ذکر اس میں ہو بجز اس قدر احوال کے جو حضرت نے اپنی اس کتاب میں بیان کیا ہے جسے وہ اپنے گمان میں آسمان سے اتری ہوئی سمجھتے ہیں اور جس کا اقرار انہوں نے خود اپنی زبان سے قرآن میں کیا ہے یعنی" جب تو کہنے لگا اس شخص کو جس پر اللہ نے احسان کیا اور تونے احسان کیا کہ اپنی جورو کو اپنے پاس رہنے دے اور ڈر اللہ سے اور چھپاتا تھا اپنے دل میں ایک بات جس کو اللہ کھولا چاہتا تھا اور تو لوگوں سے ڈرتا تھا اور اللہ سے تجھ کو زیادہ ڈرنا چاہیئے ۔ پھر جب زید تمام کرچکا اس عورت سے اپنی غرض ہم نے وہ تیرے نکاح میں دی تا نرہے تنگی سب مسلمانوں کو نکاح کرلینا جوروؤں سے اپنے لے پالکوں کی جب وہ تمام کریں ان سے اپنی غرض اور ہے اللہ کا حکم کرنا۔ نبی پر کچھ مضائقہ نہیں اس بات میں جو اللہ نے اس کے واسطے ٹھہرادی ۔ دستور رہا ہے اللہ کا ان لوگوں میں جو گذرے پہلے اور ہے حکم اللہ کا مقرر ٹھہر چکا (سورہ احزاب 37تا38آیت) پس یہ تھوڑا سا احوال جو بطور نمونہ کے بیان کرتے ہیں ہر عقلمند کے واسطے کافی ہے کیونکہ تمیز کرنے والوں پر یہ حال پوشیدہ نہیں رہیگا اور اسی طرح ایک حرکت عائشہ کے

ساتھ اس معاملہ میں ہوئی تھی جو صفوان بن المعطل سلمی کے ساتھ جنگ مصطلق سے لوٹنے میں واقع ہوا تھا یعنی عائشہ حضرت کے لشکر سے پیچھے رہ گئی تھی اور دوسرے دن تیسرے پہر کو صفوان کی اوٹنی پر سوار ہو کر آتی تھی اور وہ اس کی نکیل پکڑے ہوئے تھا۔ اور پھر عبداللہ بن ابی سلول اور حسان بن ثابت اور ابوبکر کی خالہ کے بیٹے سطح بن اماثہ اور زید ابن رفاعہ اور زینب کی بہن حمنہ بنت جحش نے عائشہ کی نسبت چرچا کیا اور علی ابن آئی طالب نے لوگوں کا کہنا اور تہمت لگانے والوں کی سب باتیں حضرت تک پہنچائیں اور کہا کچھ عجب نہیں کہ ایسا ہوا ہو۔ تقریض و تعریض کے بعد اخیر کو یہ کہا اور وہ کہنا یہ اس بات کے کھولنے سے ہے کہ اے اللہ کے رسول ۔ اللہ نے تجھ پر تنگی نہیں کی ہے اور عورتیں اس کے سوا بہت ہیں لیکن حضرت نے اس سبب سے کہ عائشہ کو خوبصورت جانتے تھے ان باتوں کا کچھ خیال نہیں کیا کیونکہ جتنی عورتیں ان کے نکاح میں آئی تھیں ان میں سوائے عائشہ اور کوئی باکرہ نہ تھی اور وہ عمر میں بھی سب سے کم تھی اور اسی سبب سے علی کے اور عائشہ کے درمیان مدت العمر عداوت رہی۔ پھر ایک سورۃ میں جسے سورہ نور کہتے ہیں اس کی بریت کے نازل ہونے کا دعویٰ کیا گیا۔ جو لوگ لائے ہیں یہ طوفان تم ہی میں ایک جماعت ہیں(سورہ نور 12) ۔ پس یہ قصہ جیسا تو جانتا ہے ہم بھی جانتے ہیں صرف خبر دینے کو مجملاً بیان کیا ہے ورنہ ہمارے پاس خوب شرح و بسط کے ساتھ موجود ہے جس کا

ظاہر کرنا مناسب نہیں ہے اور تو جانتا ہے کہ حضرت کی کل عورتیں لونڈیوں سمیت 15 تھیں۔ پہلی بی بی خدیجہ بنت خویلد تھی۔ پھر اس کے بعد ابوبکر یعنی عبداللہ عرف عتیق بن آبی قحافہ کی بیٹی عائشہ ہوئی۔ اور سووہ بنت زمعہ اور عمر کی بیٹی حفصہ تھی اور یہ وہی حفصہ ہے کہ اس کے اور عائشہ کے درمیان عجیب حرکات واقع ہوئیں اور ام سلمہ تھی جس کا نام ہندہ بنت آبی امیہ تھا۔ اس کے ساتھ حضرت نے فریب کیا۔ یہ لڑکوں والی عورت تھی۔ حضرت نے گمان کیا کہ اگر میں اسے چھوڑدونگا تو اسے دوسرے شخص سے نکاح کرنے کی حاجت پڑیگی اور چونکہ اس کی ایک بیٹی تھی جو حضرت نے پھیر دی تھی تو اس عورت کو یہ اندیشہ ہوا کہ شاید دوسرا شخص اس کی پرورش پر راضی نہ ہو تو حضرت نے یہ ضمانت کی کہ میں اس کی پرورش کرتا رہونگا۔ اس پر وہ عورت راضی ہوئی لیکن انہوں نے اس ضمانت کا ایک حرف بھی پورا نہیں کیا اور وہ ضمانت یہ تھی کہ دو گھڑے شہد کے اور ایک چکی اور ایک چمڑے کا بستر جس میں چھال بھری تھی دونگا۔ مگر انہوں یہ وعدہ پورا نہیں کیا۔ اس پر وہ ہمیشہ کو ان سے جدا ہو گئی اور زید کی جورو زینب بنت جحش تھی جسے حضرت نے اس کے حصہ کا گوشت تین مرتبہ بھجوایا مگر اس نے پھیر دیا۔ اس سبب سے حضرت ناراض ہوگئے اور زینب سے اور نیز اور عورتوں سے جدائی اختیار کی اور یہ عہد کیا کہ ایک مہینہ کسی عورت کے پاس نہیں جاؤنگا لیکن صبر نہ ہوسکا اور

29 دن چلے گئے۔ اور زینب بنت خریمتہ الہلالیہ اور ام حبیبہ جس کا نام رملہ ابوسفیان تھا۔ یہ معاویہ کی بہن تھی اور میمونہ بنت حارث الہلالیہ اور جوہرہ بنت حارث المصطلیقہ اور صفیہ بنت حی بنت اخطب ایک یہودی عورت جسے حضرت جانتے تھے کہ جب میری عورتیں اس پر طعن کرتی ہیں تو فخریہ یہ کہتی ہے کہ ہارون میرا باپ ہے اور موسیٰ میرا چچا ہے اور محمد میرا خاوند ہے اور کلابیہ جسے فاطمہ بنت ضحاک بھی کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ وہ یزید عمرۃ الکلابیہ کی بیٹی تھی اور حنہ بنت ذی اللحیتہ اور بنت نعمان الکندی جس سے حضرت نے کہا تھا کہ توآپ کو میرے واسطے وقف کردے تو اس نے انکار کیا تھا اور یہ کہا تھا کیا کسی شہزادی نے آپ کو کسی بازاری کے واسطے وقف کردیاہے جومیں بھی ایسا کروں؟اور ملکیہ بنت لعب اللیثی اور حضرت کے بیٹے ابراہیم کی ماں ماریہ قبطیہ۔ اور شمعون قریطی ایک یہودی کی بیٹی ریحانہ ۔ پس یہی ان کی بیبیاں اور دو لونڈیاں تھیں۔ جہاں کے منجی سیدنا مسیح کے سچے رسول حضرت پولوس نے کہا ہے جس شخص کی جورو ہے اس کی غایت یہی ہوتی ہے کہ ایسی مہربانی صرف کرے کہ جوروراضی رہے اور جس کی جورو نہیں ہے اس کی ہمت اپنے رب کی رضامندی پر مصروف رہتی ہے ۔ رسول موصوف نے سچ کہا ہے اور اس کا قول نہایت درست ہے کیونکہ جوروالے کو یہ حاجت پڑتی ہے کہ ایسا کام کرے جس سے جوروراضی رہے اور جیسا کہ سیدنا مسیح نے فرمایاہے کہ کسی بندہ کو کو یہ طاقت نہیں کہ ایک ہی وقت میں دو مالکوں کی خدمت کرسکے۔

ضرور ہے کہ ایک کی خدمت کرے اور دوسرے کو حقیر جانے۔ پس جب کسی شخص سے یہ ممکن نہیں کہ صرف ایک ہی بی بی کی خدمت کرے اور اسے راضی رکھے اور اپنے خالق کی تحقیر نہ کرے تو پھر اس شخص کو جو اپنی کل عنایت کو پندرہ بی بیوں اور لونڈیوں کی رضامندی میں صرف کرنا چاہتا ہے کس قدر مشکل ہو گی؟ خصوصاً سوائے ان بی بیوں کے اور کاموں میں بھی مصروف ہو جیسا کہ تو جانتا ہے یعنی لڑائیوں کی تدبیر اور لوگوں کے قتل کی اور عورتوں کے پکڑنے اور مال چھیننے کی فکریں اور راہیں گھیرنے اور لوٹ مار کرنے کو آدمی بھیجنا اور جاسوس مقرر کرنا۔ پس جو شخص کو ہمیشہ ایسے کاموں میں مشغول رہتا ہو اسے نماز اور روزے اور عبادت کی فرصت اور ایسی خاطر جمعی کہ امور آخرت میں مصروف ہو کہاں حاصل ہو سکتی ہے؟ اور نبیوں کے اعمال سے ایسے امور کو کچھ مناسبت نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت سے پہلے کسی اور نبی نے ایسی باتیں نہیں کی تھیں۔

اب مناسب ہے کہ اس ذکر کو چھوڑیں اور نبوت کی پہچان بتادیں یعنی نبوت والے کے پاس اس امر کی کوئی شہادت بھی ہو جس سے جان لیں کہ وہ نبی اور رسول ہے اور پھر تیرے حضرت جو کچھ لائے ہیں ان سے تیرے حضرت کی باتوں کو کچھ موافقت یا مشابہت یا مناسبت ہے اور آیا ہم کو ان کو قبول کرنا واجب ہے یا رد کرنا؟ پس ہم کہتے ہیں کہ نبی وہ ہے جو ایسے امر کی خبر دے کہ اس سے پہلے کسی مخبر نے اس امر کی خبر نہ دی ہو اور یہ دو حال سے

خالی نہیں یا تو یہ خبر قبل ازوقوع ہے یا ایسے امر کی نسبت ہے جوموجود تو تھا لیکن معلوم نہیں تھا کہ کیونکرواقع ہوگا اور ایسی نشانیاں اور شہادت رکھتاہے جس سے ثابت ہوتاہے کہ جس امر کی خبر دیتا ہے اور جوکچھ کہتاہے درست ہے جیسا کہ خدا کے نبی موسیٰ کا حال تھا جس نے توریت کے سفر اول یعنی کتاب پیدائش میں ہم کو بتایاہے کہ آسمان وزمین اور جوکچھ ان میں ہے کیونکر پیدا ہوا اور آدم وحوا کس طرح پیدا ہوئے اور ان کا سارا احوال وہابیل وقابیل کا قصہ اور نوح کی قوم کا اور طوفان کا حال اور ابراہیم کا اور اس کے بیٹے کا قصہ اور اسی طرح خبر کے بعد خبر برابر ترتیب دیتا رہا یہاں تک کہ پھر اپنا سارا حال بیان کیا اور یہ کہ کس طرح خدا کا جلال اس پر ظاہر ہوا اور پھر جوکچھ خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی اور فرعون کی اور مصر کی خبر دی تھی اور اس کے مرنے کا حال اور جوکچھ بنی اسرائیل کو وعدہ کی زمین میں داخل کرنے کی نسبت وعدہ ہوا تھا کہ ان کو جباروں کی زمین کا جس سے ملک شام مراد ہے وارث کرونگا- یہ سب حال بیان کیا اور جوکچھ نبوت اس نے کی اور گذشتہ زمانہ کی باتیں بتائیں ان کی تصدیق نشانیوں اور معجزوں سے کی توہم نے جانا کہ اس کی سب باتیں اور جوکچھ خدائ عزوجل کی طرف سے لایاہے برحق ہے - پس جولوگ گذشتہ اور آئیندہ کی خبر دینے والے ہیں ان کی یہی شرط ہے اور آئیندہ کی نسبت جو خبر دی تھی اس میں اس سبب سے سچا جانا کہ جیسا کہا تھا ویسا ہی وقوع میں آیا یعنی بنی اسرائیل

بالادستی سے جباروں کی زمین میں داخل ہوئے۔ پس اس سے یہ شہادت بھی حاصل ہو گئی کہ موسیٰ ایسی چیزوں کا مخبر بھی ہے جو قبل از وقوع کچھ وجود نہیں رکھتی تھی غرضیکہ ان دونوں شہادتوں سے ثابت ہوا کہ موسیٰ سچا نبی تھا لیکن جو خبر قبل ازوقوع ہو اس کی دو صورتیں ہیں یا تو قریب زمانہ کی خبر ہو گی اور بہت جلد اس کا ظہور ہو گا یا بعید زمانہ کی خبر ہو گی اور مدتوں میں اس کا ظہور ہو گا اور دلیل و ثبوت اس کا نشانیاں اور معجزے اور اچنبھے وغیرہ ہونگے۔ اسی قسم کی خبر اشعیاء نبی نے حزقیاہ بادشاہ کو اس وقت دی تھی جب موصل کا بادشاہ سنحاریب اس پر لشکر لے کر چڑھ آیا اور اسے گھیر لیا تھا اور سرکشی اور ظلم وجور سے جو کچھ اس کو لکھا سو لکھا۔ پس حزقیاہ نے اس مصیبت میں خدا کو یاد کیا تو خدا نے اشعیاء نبی کو وحی بھیجی کہ میں نے حزقیاہ کی دعا سنی ہے تو اسکے پاس جا اور اس سے کہہ کہ تیرا رب اسرائیل کا خدا کہتا ہے کہ آج کی رات سنحاریب کا زمانہ ختم ہوجائے گا۔ جب وہ رات آئی تو خدا نے اپنا فرشتہ بھیجا جس نے سیخارب کے لشکر سے ایک لاکھ 85 ہزار جوان مسلح کاٹ ڈالے۔ جب صبح ہوئی اور سیخارب نے جو کچھ آفت اپنے لوگوں پر نازل ہوئی تھی دیکھی تو پیٹھ پھیر کر بھاگا۔ اسی طرح اشعیاء نبی کا وہ قول ہے جو حزقیاہ سے بیماری کی حالت میں کہا تھا اور اس کی تسلی دی تھی کہ خدا نے تجھے اس بیماری سے بچا دیا اور تیری عمر میں 15 برس اور بڑھا دیئے اور اس کا ثبوت تیرے واسطے یہ ہے

سورج اپنی مقدار سے دس درجے چڑھ جاویگا اور جیسا نبی نے کہا تھا ویسا ہی ہوا۔ سورج چڑھ گیا اور حزقیاہ بیماری سے اچھا ہو گیا اور جب تک 15 برس ختم نہ ہوئے وفات نہ پائی۔ پس یہ ایسی چیز ہے کہ نشانی اور دلیل وقت واحد میں اس کے ساتھ ہے اور ایسی ہی وہ خبر ہے جو سید نا مسیح کی نسبت دی گئی تھی کہ کنواری سے پیدا ہوگا اور اس کا نام عمانوئیل رکھا جائیگا جس کی تفسیر ہے کہ خدا ہمارے ساتھ اور بہت سی اور باتوں کی نبوت کی اور ان حالات کی خبر دی جو مدت بعد ظاہر ہوئیں مثلا بیت المقدس کی بربادی اور بنی اسرائیل کا اسیر ہو کر بابل کی طرف جانا۔ یہ سب کچھ مدت بعد اس کے مصلوب ہونے سے ظہور میں آیا اور جیسا اس نے کہا تھا سب ذرا ذرا پورا ہوا۔ اسی طرح وہ خبر بھی ہے جو یرمیاہ نبی نے دی ہے کہ بیت المقدس برباد ہوگا اور بخت نصر اس میں داخل ہو کر اسے ڈھادیگا اور بنی اسرائیل کو قید کرکے بابل لے جائیگا اور وہاں بنی اسرائیل اس اسیری اور غلامی کی حالت میں 70 برس رہینگے۔ پھر وہاں سے مراجعت کرکے بیت المقدس بنادینگے اور اپنے مکانوں میں آباد ہونگے چنانچہ بعض حالات یرمیاہ کی زندگی ہی میں گذرے اور جب 70 برس اسیری بابل کی معیاد جو اس نے بتادی تھی ختم ہو گئی تو اس کی نبوت پوری ہوئی اور اس کے قول کی صداقت اور نیز جو کچھ اس نے خدا ئے عزوجل کی طرف سے فرمایا تھا اس کی صحت ظاہر ہوئی۔ اسی طرح وہ نبوت ہے جو بنی اسرائیل کے بیت المقدس کو لوٹ جانے کی نسبت کی تھی۔ بادشاہ بیاشا صر نے ایک رویا

دیکھی تھی اور اس پر دانیال نے نبوت کی تھی اور جو کچھ اس پر گذرنے والا تھا اس کی خبر الہام سے دی تھی- چنانچہ یہ سب حالات دانیال کی موجودگی میں گذرے اور اسی طرح سے اس نے مسیح کے مصلوب ہونے کی خبر دی تھی اور نیز یہ کہ اس کے مصلوب ہونے کے بعد یہودی قائم نہیں رہینگے - طرح طرح کی آفتیں ان کے شہروں پر آئینگی - ملک جاتا رہیگا اور ریاست بگڑ جائیگی اور جیسا اس نے کہا ویسا ہی ہوا- غرضیکہ اسی طرح سب نبیوں نے اور نیز ان لوگوں نے جوانی الواقع نبوت کے مستحق تھے ایسا ہی کیا اور اسی طرح بادشاہوں اور گروہوں نے ہمیشہ کیا یعنی جس کسی نے ان کے سامنے نبوت کا دعویٰ کیا اور انہوں نے بغیر سخت آزمائش اور طویل مباحثوں کے اور بغیر پختہ دلیل اور ثبوت کے اسے قبول نہیں کیا- پس جو کوئی صحیح دلیل اور واضح اور کافی ثبوت لایا اسے انہوں نے قبول کرلیا اور جس میں یہ اوصاف نہ پائے اسے انہوں نے جھٹلایا اور مخالفت کی - اور اگر ایسا نہ ہوتا تو جو کوئی بیہودہ اور فضول اور جادو گری اور فال وغیرہ کی باتیں کہتا وہ سب داخل نبوت ہوتیں- اور ایسا تو بادشاہ بھی خدا کی مدد سے کیا کرتے تھے لیکن سیدنا مسیح جو جہاں کے نجات دینے والے ہیں اس کی قدرومنزلت نبیوں سے برتر ہے اور اس کا مرتبہ نبیوں کے مرتبہ سے اعلیٰ اور اشرف اور بلند ہے کیونکہ نبی خدا کے بندے ہیں اور مسیح پیارا بیٹا اور کلمہ ہے جو متولد ہوا اور اسی نے نبی بھیجے اور انہیں الہام دیا اور رسول مقرر کئے اور

اس کلمہ سے جو مجسم ہوا انہیں مدد دی اور یہود اور حواریوں کو کامل ثبوت سے اس امر سے آگاہ کیا کہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں اور دلوں کا حال مجھ پر ظاہر ہے اور کوئی پوشیدہ امر مجھ سے پوشیدہ نہیں۔ سب بھیدوں سے خبر دار ہوں اور جو کچھ اس وقت سے پہلے مقرر تھا جبکہ میں تمہارے ساتھ مقیم اور تمہارے درمیان چلتا پھرتا تھا اس سب سے واقف ہوں جیسا کہ اس نے ان سے اس وقت فرمایا تھا جب اس کے گرد جمع ہو کر بیت المقدس کی ہیکل کی عمارت دکھاتے تھے اور اس عمارت کی بلندی اور درستی اور خوبصورتی اور پختگی پر اسے تعجب دلاتے تھے۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس عمارت کا ایک پتھر بھی نہیں رہیگا جب تک ریزہ ریزہ نہ ہوجاوے۔ اسی طرح اس نے ان آفتوں کی خبردی تھی جو یہودیوں پر مثل قتل اور خونریزی اور قید وغیرہ کے آنے والی تھیں اور جیسا اس نے فرمایا تھا آسمان پر جانے کے بعد چالیس برس کے عرصہ میں واقع ہوا اور اسی طرح جو کچھ ان کے دلوں میں ہوتا تھا اور جو کچھ اس کے قتل کی فکریں در پردہ کرتے تھے وہ سب انہیں بتادیتا تھا اور اسی طرح جب اس کے شاگرد بیت المقدس میں تھے تو اس نے کہا کہ ہمارا دوست لعزر سو گیا ہے اور وہ ایک گاؤں میں جسے بیت عنیا کہتے ہیں بیت المقدس سے چند میل کے فاصلہ پر رہتا تھا۔) چلو اسے جگائیں۔ اس پر شاگرد بولے (حالانکہ وہ اس کا کہنا نہیں سمجھے تھے) کہ اے خداوند

اگر لعزر سوتا ہے تو جیسی بیماروں اور درماندوں کی عادت ہے ہو جائیگا اور جو کوئی سخت تھکاوٹ سے بے خوابی کی تکلیف کے بعد سو جائے تو یہ دلیل اس کے آرام کی ہے اور جب شاگرد اسکی بات نہ سمجھے تو اس نے صاف بتادیا کہ ہمارا دوست لعزر مر گیا ہے اور میں اسے مردوں کے درمیان سے زندہ کرنے کو جاتا ہوں۔ چنانچہ مسیح شاگردوں کو ساتھ لے کر وہاں پہنچے اور اسے زندہ کرکے اس کی بہن مریم اور مارتھا کے حوالہ کردیا۔ اور یہ کام اس کے مرنے سے چار دن کے بعد ہوا اور ایسے ہی شمعون صفا سے اور ، اور شاگردوں سے جس رات کہ انہیں ٹھہرایا تھا کہ کہ تم اس رات مجھے چھوڑدوگے۔ شمعون بولا اے مولا اگرچہ اور سب چھوڑدیں مگر میں تجھے ہر گز نہیں چھوڑونگا ۔ اس پر مسیح نے فرمایا کہ میں تجھ سے سچ کہتاہوں تو اس رات مرغ کے بانگ دینے سے پہلے تین بار میرا انکار کریگا۔ یہ سن کر شمعون بہت رویا اور اسے اس کی یہ بات بری لگی۔ پس اس رات مرغ نے ہنوز بانگ نہیں دی تھی کہ شمعون نے تین مرتبہ تین جگہ پر اس کا انکار کیا اور قسم کھا کے کہا کہ میں اسے نہیں جانتا اور سیدنا مسیح اسے دیکھ رہا تھا۔ پھر شمعون اس کی بات کا خیال کرکے بہت رویا اور جو کچھ اس نے اس کے انکار میں کہا تھا اس پر بہت شرمندہ ہوا (انجیل شریف بہ مطابق حضرت متی 9 باب 23آیت ، حضرت یوحنا 7 باب 11آیت)۔ پس خدا تجھے نیکی کی توفیق دے یہی نبوت کی شرطیں اور علامتیں ہیں۔ اور یہ بتا کہ ان باتوں میں کونسی بات تیرے حضرت نے کی جس کا تو نے اس کے واسطے اقرار کیا اور کونسی پیشینگوئی اس سے ظاہر ہوئی اور

کس سبب سے تیرے نزدیک یا کسی اور کے نزدیک مستحق نبوت ہوا اور ان کے دعویٰ پر کیا دلیل ہے ؟ پس اگر تو کہے کہ جو انبیاء ان سے پہلے زمانہ میں گذرے ہیں جیسے نوح اور ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب اور موسیٰ وعیسیٰ اور تمام لوگ جن کا ذکر ان کی کتاب میں بھی ہے ان سب کے قصوں اور حالات سے ہم کو خبر دی ہے کہ توہم (خدا تجھے گرامی کرے) یہ جواب دینگے کہ نہ تو اور نہ کوئی اور اس سے انکار کرسکتا یا اس امر کو دور کرسکتا ہے کہ تیرے حضرت کے خبر دینے سے قبل ہم لوگ ان قصوں کو جانتے تھے اور ہمارے بچے اور لڑکے مکتبوں میں یہ سب حالات پڑھتے تھے۔ پھر اگر تو کہے کہ عاد کا اور ثمود کا اور اونٹنی کا اور اصحاب فیل کا اور مثل اس کے اور قصے ہیں جن کو کوئی نہیں جانتا تھا توہم کہینگے کہ جھوٹی خبریں اور واہیات خرافات باتیں ہیں جنہیں رات دن بطور قصہ کہانی کے لوگ کہا کرتے تھے ۔ ایسے قصوں کا ذکر کرنا نبوت کی دلیل نہیں ہوسکتی۔ پس نبوت کی دونوں شرطوں مذکورہ میں سے ایک شرط تو ان سے ساقط ہوگئی۔ پھر اگر تو کہے کہ بعض باتوں کی خبر قبل ازوقوع دی ہے توتجھے یہ بتانا لازم ہوگا کہ وہ کونسی باتیں ہیں جن کی خبر قبل ازوقوع دی ہے کیونکہ اس وقت سے اب تک ڈھائی سو سال گذر چکے ہیں اور یہ واجب تھا کہ کوئی خبر اب تک سچ ثابت ہوتی لیکن حال یہ ہے کہ میں اور تو دونوں اس حقیقت سے واقف ہیں کہ اس مقدمہ

میں انہوں نے کچھ نہیں کیا۔ پس معلوم ہوا کہ نبوت کی شرطوں میں سے دوسری شرط بھی ساقط ہو گئی اور جب دونوں شرطوں سے جو نبوت کا موجب ہیں حضرت خالی ٹھہرے اور ان دونوں میں سے کسی کا وجود ان میں نہیں پایا جاتا اور وہ دونوں متضمن نشانیوں اور معجزوں کو ہیں تو اب ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ آیا وہ کوئی نشانی لائے تھے یا نہیں۔ پس ہم یہ کہتے ہیں کہ ان کتاب سے ان کا گمان یہ پایا جاتا ہے کہ ان سے یہ کہا گیا تھا کہ " اس سے موقوف کیں نشانیاں بھیجنی کہ اگلوں نے ان کو جھٹلایا" (الاسریٰ 61) یعنی اگر وہ تیری نشانیوں کا نہ جھٹلاتے جیسا کہ انہوں نے ان نشانیوں جو جھٹلایا جو اگلے تجھ سے پہلے لائے تھے تو البتہ ہم تجھے نشانیاں دیتے۔ لیکن مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ جو لوگ کلام کے پرکھنے والے اور معقول حدود اور قاعدوں کو دیکھنے والے ہیں ان کے نزدیک یہ جواب انکاری ہے اور خدا تجھے صلاحیت دے تو اور نیز کوئی اس جواب کو سنتا ہے یہ جان لیتا ہے کہ تیرے حضرت نے یہی کہہ کر نبوت کی نشانیاں دینے سے پیچھا چھڑایا ہے کیونکہ ان میں یہ قدرت نہیں تھی اور جو شخص تجھ سا انصاف پسند ہو اسے حق سے پھر مناسب نہیں۔ پھر اگر تو دعویٰ کرے کہ یہ بھی نبوت کی دلیل ہے کہ حضرت نے ملک فارس پر باوصفیکہ وہاں کے لوگ بڑے صاحب تدبیر اور بڑی سیاست والے تھے اور ہتھیار اور آدمی بکثرت رکھتے تھے فتح پائی تو ہم خدا کے کلام سے اور اس

کے قول سے جو بنی اسرائیل کی نسبت ارشاد ہوا ہے تجھے جواب دینگے۔ چونکہ خدا تمہیں تمام قوموں سے زیادہ عزیز جانتا ہے تو اس لئے اموریوں اور فرزیوں پر نہیں غالب کیا ہے کہ تم ان میں خونریزی کرو اور ان کے شہروں کو اجاڑو اور ان کے ملکوں کے مالک بن جاؤ بلکہ ان لوگوں کے گناہوں اور کثرت خطاؤں کے سبب سے تمہیں غلبہ دیا اور فتح یاب کیا۔ اسی طرح اس نے بیت المقدس میں بھی کیا اور تمام روی زمین میں اسی کو پسند کیا اور اپنا نام اس میں قائم کیا اور نشانیوں اور معجزوں اور قوی دلائیل سے اسے قوت دی اور اپنے برگزیدہ نبیوں کو اس میں ٹھہرایا اور صبح وشام اس کا نام پاکی کے ساتھ لیا جاتا تھا اور دعائیں وہاں قبول ہوتی تھیں کیونکہ وہ برکت کی جگہ تھی۔ پھر جب وہاں کے لوگوں نے سرکشی اختیار کی اور اس کے لئے شریک ٹھہرایا اور اس کی بخششوں کو بھول گئے اور اس کی نشانیوں سے انکار کیا اور اپنے دلوں میں خیال کرنے لگے کہ ہمارے ہی سبب سے انکار کیا اور اپنے دلوں میں خیال کرنے لگے کہ ہمارے ہی سبب سے یہ بات ہے اور جو کچھ ہم کو حاصل ہوا ہے وہ ہماری قدرت سے اور ہاتھوں سے ہوا ہے اور خدا تعالیٰ کے شکر میں کمی کی تو اس نے ان پر بدذاتوں کو مسلط کردیا اور بخت نصر نے جو بت پرست اور مشرک تھا انہیں ذلیل وخوار کیا اور جو لوگ خدا کے فرزند اور برگزیدہ اور نیک کہلائے تھے انہیں قتل کیا اور ان کی اولاد کو قید کرکے لے گیا اور بیت المقدس کو جو اس کے نام سے مشہور تھا برباد کیا اور اس صندوق کو جو اس میں رہتا تھا بابل کو جو بت پرستی

کے سبب سے ناپاک تھا لے گئے ۔ لے گئے ۔ اب ہم یہ پوچھتے ہیں کہ بیت المقدس پر جو اس نے فتح پائی اور اس پر اس کے لوگوں پر جو کچھ وہاں گذرا کیا اس سبب سے ہوا کہ وہ نبی تھا یا اس سبب سے جو ہم پہلے بیان کرچکے ہیں ؟یہی حال تیرے حضرت کا اوران کے اصحاب کا ملک فارس میں ہوا کیونکہ فارس والے ناپاک مجوسی گرے ہوئے اور جاہل لوگ تھے ۔ سورج کو اور آگ کو پوجتے تھے۔ بیٹیوں اور بہنوں اور ماؤں کو نکاح میں لاتے تھے ۔ حق سے برگشتہ تھے اور اپنی جہالت اور کم علمی سے آپ کو بہت بڑا جانتے تھے اور جور بو بیت کہ خدا نے ان کے واسطے نہیں ٹھہرائی تھی اس کے مدعی تھے اور گمراہی اور دشمنی سے اس کی بیقدری کرتے تھے اور زمین پر شورش مچاتے اور ظلم کرتے تھے اور بڑی بڑی خرابیوں کے مرتکب ہوتے تھے اور گمان کرتے تھے کہ جو کچھ ہم کرتے ہیں وہ ہماری درست تدابیر اور زیادتی قوت اور سخت غلبہ کے سبب سے ہے ۔ پس خدا نے اپنی نعمت کو ان سے چھین لیا اور ایسی قوم کو ان پر مسلط کیا جس نے ان کے شہروں کو اجاڑا اور ان کے آدمیوں کو قتل کیا اور ان کے گھروں کو ان سے خالی کردیا اور ان کی اولاد کو قید کرلیا اور ان کے مال واسباب کو لوٹا اور ان کی عورتوں کو اپنے نکاح میں لائے اور ان کے لڑکوں کو غلام بنایا اور اپنے اس قہر وغضب سے ان پر ظاہر کیا کہ خدا ناانصافوں کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے ۔ اب مناسب ہے کہ ہم ان نشانیوں کی طرف رجوع کریں اور

بغور کامل ان کو دیکھیں جن کو کسی نے دعویٰ نبوت اور رسالت کی صحت کا ثبوت قرار دیا ہے ۔ پس ہم یہ کہتے ہیں کہ تیرے نبی کی کتاب میں جس کی نسبت انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے نشانیوں کا کچھ ذکر نہیں ہے بلکہ جیسا ہم پہلے کہہ چکے ہیں حضرت کے گمان میں یہ بات تھی کہ اگر لوگ اگلے نبیوں کی نشانیوں کو نہ جھٹلاتے تو خدا انہیں ضرور نشان دیتا لیکن خدا کو پسند نہیں آیا کہ حضرت کو اپنی نشانیاں لوگوں کے جھٹلانے کے لئے دے۔ اب کیا یہ دلیل کافی اور جواب درست ہے جسے صاحب عقل درست وجائز سمجھیں اور اہل علم و حکمت اور بات کے پرکھنے والے اور اصول واخبار سے بحث کرنے والے پسند کریں ؟ پس اسی قدر ثبوت ان کی کتاب سے ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ اگلے یہودیوں نے نبیوں کی نشانیوں کو جھٹلایا اور انہیں پھیر مارا لیکن جنگلی عرب نے کس کی نشانیوں حو جھٹلایا ؟ درحالیکہ کوئی نبی ان کے درمیان کبھی مبعوث نہیں ہوا اور نہ کسی رسول نے کوئی نشانی لے کر یا بغیر نشانی کے ان کی طرف رخ کیا اور کچھ عجب نہیں کہ اگر کوئی ان کے پاس نشانی لے کر جاتا تو وہ بیشک اسے سچا جانتے اور کبھی نہ جھٹلاتے ۔ کیا تو نہیں جانتا کہ بہتوں نے بغیر کوئی نشانی دیکھے اور عجیب بات سننے کے انکی دعوت کو قبول کرلیا؟ لیکن (خدا تیرا نگہبان ہو) تو جانتا ہے کہ ایسا ثبوت بہت دشوار ہے اور بڑی تلاش و محنت سے حاصل ہوا

ہے اور اگر کتاب کے سوا پوچھے تو ہم نے تمہاری نسبت ایسی خبریں سنی ہیں جنہیں سٹھی ہوئی بڑھیوں کی لغو باتیں سمجھنا چاہیئے۔ چنانچہ یہ ایک عجیب معجزہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بھیڑیا آنحضرت کے سامنے آکھڑا ہوا اور رونے لگا۔ آنحضرت نے اپنے اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ درندوں کا رسول ہے۔ اگر چاہو تو اسے کچھ ہدایات کرو۔ انہوں نے کہا ہم اس سے کچھ کہنا پسند نہیں کرتے۔ اس پر آنحضرت نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور بھیڑیا چلا گیا اور پہلے کی طرح درندگی کرتا رہا۔

پس مجھے اپنی جان کی قسم ہے یہی ایک عجیب نشانی ہے۔ جس کی مثل نہ کسی سننے والے نے سنی نہ اس سے عجیب تر کسی دیکھنے والے نے دیکھی۔ فلاسفہ اور حکما کی عقلیں اس سے بھٹک جاتی ہیں۔ اور بڑے بڑے عالم عقلمند اور دقیف اس سے حیران ہیں کہ حضرت بھیڑئیے کی بولی سمجھتے تھے اور یہ کہ آپ درندوں کے رسول تھے۔ پس قرین قیاس ہے کہ اگر حضرت لوگوں سے کہتے کہ اس بھیڑئیے کو خدا نے رسول کر کے میری طرف بھیجا ہے تو کون ان کی بات کو رد کرتا۔ اے میرے بھائی اس سے ظاہر ہے کہ اس خبر کو ایسی قوم کے واسطے بنایا تھا جن میں نہ کوئی تحقیق والا نہ بات پرکھنے والا تھا اور انہیں نشانیوں میں سے لوگوں کا ایک گمان یہ بھی ہے کہ اس بھیڑئیے نے اھبان بن اوس اسلمی

سے باتیں کی تھیں جن کے سبب سے وہ مسلمان ہو گیا۔ اگر یہ دعویٰ کیا جاتا کہ اہبان کھتا تھا مجھ سے شیر نے باتیں کیں تو میرے نزدیک اس سے بھی زیادہ تعجب ہوتا کیونکہ اس سے آنحضرت آپ کو اس کے برابر ٹھہراتے بلکہ اسے اپنی ذات پر بھی فضیلت دیتے پھر اگر بھیڑیا حضرت کے ساتھ کچھ بولا بھی ہو تو اس سے لازم آویگا کہ اس نے اس امر کی خبر دی کہ میں درندوں کا رسول ہوں لیکن اس میں شک نہیں کہ اہبان نے یہی سمجھا کہ بھیڑیا صاف زبان عربی میں کلام کرتا ہے اور بڑے تعجب کی بات ہے کہ یہ دونوں نشانیاں بھیڑئیے کے ذریعے سے دکھائی گئیں جو درندوں میں بڑا چالاک ہے اور خدا کی کتب آسمانی میں اس کا یہی لقب بھی آیا ہے۔ خدا تیری مدد کرے تجھ سے آدمی کو ایسی باتیں مناسب نہیں ہیں اور ہم کو اس کے زیادہ طول دینے کی حاجت نہیں اور ایسا ہی ثور دریخ کا قصہ ہے اور لوگوں نے یہ افسانہ گھڑلیا ہے کہ جب دریخ کو ثور نے مارا تو ثور نے اس سے کلام کیا اور حضرت کی کتاب سے خود ثابت ہے کہ عرب گمراہی اور عداوت میں نہایت سخت ہیں اور یہ بات کہ ام معبد کی بکری جب لوٹ پوٹ ہوکے گر پڑی تو آپ کے ہاتھ لگانے سے کھڑی ہو گئی اور مثل اس کے اور خرافات واہیات باتیں ہیں کہ آپ نے درخت کو بلایا اور وہ فی الفور چلاآیا اور آپ سے باتیں کیں اور رسالت کی گواہی دی ان سب باتوں کو ہم چھوڑدیتے ہیں کہ کیونکہ خود مسلمان کو جو مضبوط علم والے ہیں ان میں کلام ہے۔ وہ ایسی باتوں کو قبول نہیں کرتے

نہ انہیں درست جانتے ہیں اور ایسا ہی زہر کا قصہ ہے جو کہتے ہیں کہ سلام بن مشکم یہودی کی جورو زینب بنت حارث نے بکری کے بھنے گوشت میں ملا کر دیا اور یہ کہ گوشت نے خود حضرت سے بات کی حالانکہ بشر بن البراء بن مغرر اسی گوشت کو حضرت کے ساتھ کھا کر مر گیا اور وہی زہر ہمیشہ حضرت کے بدن میں اثر کرتا رہا اور موت کا سبب ہوا۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ آیا گوشت کی باتیں فقط حضرت نے سنیں یا ان سب لوگوں نے بھی سنیں جو آپ کے پاس موجود تھے ؟ اگر اکیلے حضرت نے اس کا کلام سنا تو انہوں نے ابن العبراء کو زہر دار کھانا کھانے سے کیوں نہ منع کیا تا کہ موت سے بچ جاتا حالانکہ وہ حضرت کے دوستوں میں سے تھا اور اپنے ساتھ کھلانے میں اسے مخصوص کیا تھا؟ پھر بھلا گوشت کے اس کلام کو کہ مجھ میں زہر ملا ہوا ہے اس سے چھپانا کب مناسب تھا اور اگر سب حاضرین نے گوشت کا کہنا سنا تھا تو ابن العبراء اس کے کھانے سے کیوں باز نہیں رہا در حالیکہ اس نے خود گوشت کا کہنا سنا تھا کہ مجھ میں زہر ملا ہے۔ مجھ میں سے مت کھاؤ؟ اور کیا سبب ہے کہ حضرت نے خود تو چھوڑ دیا اور اس بد نصیب کو کھانے دیا جس سے وہ مر گیا ؟ پس یہ امر دو حال سے خالی نہیں ۔یا تو اکیلے حضرت نے سنا مگر ابن العبراء کو اس کھانے سے یا تو اس سبب سے باز نہیں رکھا کہ اس نے خود سن لیا ہے اور وہ نہیں مریگا یا اس سبب سے کہ اس زہر کے کھانے سے مر چکا تھا اور کچھ عجب نہیں کہ اس نے یہ بھروسا کیا ہو کہ میں نبی

کے ساتھ کھاتا ہوں جو مقبول الدعوات اور پروردگار عالم کا رسول ہے جو کچھ مانگتا ہے خدا اسے بخشتا ہے پھر بھلاوہ اپنے پروردگار سے کیوں نہیں دعا کریگا جو قبول کی جاوے جس طرح پر کہ اس نے ہمارے ان نبیوں سے عہد کیا تھا جنہیں مردہ جلانے کی طاقت دی گئی تھی جیسے ایلیاہ نبی نے ایک بیوہ کے بیٹے کو زندہ کیا تھا(1سلاطین 17آیت) یا جیسے ایلیاہ کے شاگرد الیشع نے سونیم کے بیٹے جلادیا تھا (2سلاطین 4آیت)اسی طرح بہت مرتبہ نبیوں نے اپنی زندگی میں کیا بلکہ ان کی ہڈیوں میں یہ قدرت تھی کہ مردوں کو جلایا۔ جیسے الیشع نبی کی ہڈیوں پر جب مردہ کو رکھا تو وہ جی اٹھا (2سلاطین 13آیت) اور تو جانتا ہے کہ یہ خبر درست خدا کی کتب منزلہ میں موجود ہے جسے تو نے کتاب سلاطین میں بہ تفصیل پڑھا ہوگا۔ نصاریٰ کے اور نہ یہود کے درمیان اس خبر کی صحت میں اختلاف ہے حالانکہ دونوں مختلف المذہب ہیں لیکن اس خبر کی نسبت دونوں متفق ہیں اور کیا سبب ہے کہ حضرت نے اس کھانے کو چھوڑدیا اور انہیں کچھ آزار نہیں پہنچا کیونکہ اگر کھالیتے اور کچھ نقصان نہ پہنچتا تو ان کے دعویٰ نبوت کے ثبوت کے واسطے شہادت اور نشانی ہوتی۔اگروہ سچے نبی تھے جیسا کہ تو کہتا ہے تو پھر کیوں ایسا نہیں کیا کیونکہ نبی اور خدا کے دوست اپنے رتبہ کے سبب سے ان آفتوں سے جو کفار ان پر اٹھاتے ہیں محفوظ رہتے ہیں اور خدا کی رحمت کا سایہ ہمیشہ ان پر رہتا ہے جیسا کہ سیدنا عیسیٰ مسیح نے اپنے شاگردوں سے انجیل شریف میں فرمایا ہے

اور جو کچھ انہیں دیا گیا تھا اس کی نسبت وعدہ کیا ہے کیونکہ مسیح نے فرمایا ہے اگر تم مہلک زہر پیوگئے تو تمہیں نقصان نہیں پہنچا ئیگا یعنی جب تم اپنے دعویٰ کا اظہار چاہوگے اور جو کچھ لوگ جانتے ہیں کہ تم میری خوشخبری کی نسبت بیان کروگے تو تمہارے واسطے بے قید درست ہوگا اور لوگ اکثر انہیں اسی طرح کے کاموں سے آزمایا کرتے تھے اور تحقیق وآزمائش سے ان کے دعوےٰ کی صحت ظاہر ہوجایا کرتی تھی۔ پس بڑے بڑے طاقتور بادشاہ اور عالم حکمت والے اور حکیم صاحب ہوش اور قاضی بغیر کوڑے اور لاٹھی اور تلوار اور نیزہ اور سردار اور مددگار کے اور بغیر دنیاوی حکمت اور بغیر رغبت دلانے کسی چیز کے اور بغیر آسان کرنے کی طریق کے ان کے تابعدار ہوگئے بلکہ جب انہوں نے ان کے عجیب کاموں کو دیکھا جو آدمیوں کی عقلوں میں غیر ممکن تھے تو وہ اپنے لوگوں سے پھر گئے اور ان کے خلاف ہوگئے اور اپنے فلسفہ کو چھوڑ دیا اور ان کا علم وحکمت اور پرہیز گاری حاصل کی اور اپنے مال ومتاع کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کی تابعداری اختیار کی جو بظاہر فقیر اورماہی گیر اور محصول لینے والے تھے۔ نہ ان کا کچھ حسب تھا نہ نسب بغیر اس کے کہ انہوں نے مسیح کی پوری اطاعت کی ہواس نے انہیں غلبہ بخشا اور اچنبھوں کے کرنیکی قدرت دی تھی۔ پس خدا تجھے صلاحیت دے نبوت کی دلیل اور رسالت کی پہچان یہی ہے اور اس امر کی صحت کہ خدا کی طرف سے دعوت کرتا ہے ایسی ہی ہوتی

ہے نہ جیسا کہ تیرے نبی نے دعویٰ کیاہے جس کی کچھ اصلیت نہیں۔ لیکن آفتابہ کی خبر جوہے کہ حضرت نے اس میں ہاتھ ڈالا تو انگلیوں سے پانی جاری ہوگیا یہاں تک کہ سب لوگوں نے اور جانوروں نے خوب پی لیا۔ محمد بن اسحاق الزہری نے اس کی خبر دی ہے۔ صاحبان اخبار کے نزدیک ان کی خبر معتبر نہیں ہے اور تیرے یہاں کے لوگ اس پر متفق نہیں ہیں۔ پھر بھلا تو کیا کہتا ہے ؟ پس خدا تجھے صلاحیت دے بیان ماسبق سے ثابت ہوگیا کہ تیرے نبی کی کوئی خبر درست نہیں ہے اور ٹھیک نہیں بیٹھتی ہے اور نہ کوئی دعوےٰ صحیح ہے۔ پس جبکہ بالیقین کل دعوے ہی منقطع ہوگئے اور ذکر نشانیوں کا دور ہوا تو جو کوئی ان کے واسطے نشانی کا دعویٰ کرے اس کا دعوےٰ آپ ساقط ہوگیا اور یہ امر کہ خدا نے انہیں تلوار کے ساتھ بھیجا۔ یہ گمان بعد کو پیدا ہوا اور یہ کہ جو کوئی ان کی نبوت اور رسالت کا اقرار نہ کرے اسے قتل کرڈالیں یا جو کوئی انکی نبوت اور رسالت کا اقرار نہ کرے اسے قتل کرڈالیں یا جو کوئی اپنے کفر کی قیمت جزیہ دے اسے چھوڑدیں۔ پس خدا تجھے نیک کرے اس سے زیادہ روشن دلیل اور کافی ثبوت اور صحیح برہان اپنے صاحب کے بطلان رسالت ونبوت پر اور کیا چاہتا ہے ؟ اگر تو اپنے دل میں انصاف کرے اور اس کی تصدیق کرے کہ تیرے نبی نے خود اقرار کیاہے جس سے وہ باتیں جو حاملین اخبار اور علمانے ان کی نسبت نقل کی ہیں قطع ہوجاتی ہیں کیونکہ انہوں نے بغیر کسی پوشیدگی یا پردہ کے صاف کہہ دیا کہ کوئی نبی ایسا نہیں ہے جسے اس کی امت نے جھٹلایا نہ ہو۔ مگر میں کوئی نشان

نہیں پاتا کہ میری امت مجھ پر جھوٹ لگادے۔ پھر جو کوئی تم سے میری نسبت پوچھے تو اس کتاب کی جو میں نے تمہارے درمیان چھوڑی ہے پیش کرو۔ پھر اگر کوئی مشکل اس میں پیش آوے اور کتاب میں اس کا ذکر ہو تو وہ میری طرف سے ہے اور بیشک میرا قول و فعل ہے اور اگر کتاب میں اس کا ذکر نہ ہو تو میں اس سے مبرا ہوں اور وہ شخص جھوٹا ہے جس نے اسے میری طرف سے بتایا ہے۔ نہ وہ میرا قول ہے نہ فعل۔" پس یہ خبریں جو ہم نے ذکر کیں اور جو کچھ تیرے نبی نے اپنے اصحاب سے کہا اس پر نظر کراور دیکھ کہ جو کتاب تیرے ہاتھ میں ہے اس میں ایسی خبروں کی کچھ اصل ہے یا نہیں؟ اگر کچھ اصل یا ذکر ہے تو مجھے اپنی جان کی قسم ہے وہ صحیح ہے اور حضرت نے انہیں کیا اور لائے ہیں ور نہ وہ اس سے مبرا ہیں اور وہ سراسر جھوٹ اور بہتان ہے جو لوگوں نے ان پر جوڑ لیا ہے۔ پھر اس سے بری اور بد تر بات یہ ہے کہ حضرت اپنی زندگی میں کہا کرتے تھے اور لوگوں کو وصیت کیا کرتے تھے کہ جب میں انتقال کروں تو دفن نہ کریں کیونکہ مسیح کی طرح آسمان پر اٹھایا جاؤنگا اور بزرگ و بر تر خدا کے نزدیک یہ ہے کہ تین دن سے زیادہ اس دنیا پر نہ چھوڑے۔ یہ بات ہمیشہ لوگوں کے دلوں میں رہی ۔ پھر جب 12 ربیع الاول یوم دوشنبہ کو 63 برس کی عمر میں 14 دن بیمار رہ کر قضا کی تو لوگوں ان کے کہنے کے موافق اس گمان سے کہ آسمان کو اٹھائے جائینگے مردہ چھوڑدیا۔ پھر جب تیسرا دن ہوا اور نعش سے بد بو آنے لگی اور لوگوں کی امیدیں منقطع ہو گئیں اور

جھوٹے وعدوں سے نا امید ہوئے اور ان کے جھوٹ سے واقف ہوئے تو چوتھے دن مجبور ہو کر گاڑ دیا اور بعض لوگ اس طرح روایت کرتے ہیں کہ سات روز تک ذات الجنب کے عارضہ میں مبتلا رہے اور بے ہوشی طاری ہوئی اور بہکی باتیں کرنے لگے تو علی ابن ابی طالب بہت غصہ ہوئے اور انہیں یہ بہت برا لگا۔ پھر جب مرض سے افاقہ ہوا تو انہوں نے سب حال سے خبر دی۔اس پر حضرت نے کہا کہ عباس بن عبد المطلب کے سوا اور کوئی میرے پاس نہ ٹھہرے پھر جب ساتواں دن ہوا تو وفات پائی اور پیٹ پھول گیا اور دہنی انگلی جسے خنصر کہتے ہیں ٹیڑھی ہو گئی اور ضمران نے ذکر کیا ہے کہ بیماری میں آپ کے نیچے ایک سرخ پگڑی تھی اسی پر بیمار پڑے اور اسی میں بعد موت کے لپیٹے گئے اور بے غسل و کفن گاڑ دا یا اور عمران بن خضیر الخزاعی نے روایت کی ہے کہ آپ کو غسل دیا اور سفید ململ کی تین چادروں میں لپیٹا اور جنہوں نے اس کا اہتمام کیا وہ اسکے چچا کا بیٹا علی ابن ابی طالب اور فضل بن عباس بن عبد المطلب تھے۔ پس سواء چند آدمیوں کے جو کنبہ کے لوگ تھے اور قرابت نسبی رکھتے تھے اور جنہیں ریاست کی طمع تھی سب پھر گئے اور دین اسلام سے رو گردانی کی۔ پھر ابو کر بن ابی قحافہ جو بہت عمر رسیدہ آدمی تھے عجب تدبیر اور مہربانی اور نرمی سے لوگوں کو راہ راست پر لائے۔ اسی سبب سے وہ حضرت کے جانشین قرار پائے اور علی ابن ابی طالب نہایت غصہ ہوئے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ حضرت کا وارث میں ہو نگا۔ پس دنیا کی

حرص اور ریاست کی رغبت کے سبب سے لوگوں نے کل اختیار ان کے ہاتھ سے نکال لیا۔

پھر ابوبکر ہمیشہ نرمی ومدارت سے پیش آیا کرتے اور جو لوگ پھر گئے تھے ان پر کمال مہربانی ظاہر کرتے یہاں تک کہ طرح طرح کے حیلوں اور نرمی سے اور شوق وامید دلانے سے اور مکرو فریب سے بلکہ کبھی ڈر کر اور تلوار سے دھمکا کر اور کبھی دنیا کے مال ومتاع کی اور خواہشات نفسانی اور لذات دنیاوی کی رغبت دلا کر لوگوں کو پھر اپنی طرف پھیر لیا۔اس طرح بظاہر لوگ پھر گئے لیکن دل سے کوئی رجوع نہیں ہوا اور یقین ہے کہ تجھے وہ ماجرا بھی یاد ہوگا جو امیر المومنین کی مجلس میں گذرا تھا۔ کسی نے خلیفہ کے ایک بڑے دوست سے کہا تھا کہ خلیفہ بظاہر مسلمان ہے لیکن دل سے ناپاک مجوسی ہے تو اس نے جیسا کہ تو جانتا ہے یہ جواب دیا تھا کہ خدا کی قسم میں خوب جانتا ہوں کہ فلاں اور فلاں یعنی اس کے سب خاص دوستوں کا نام لے کر کہنے لگا کہ یہ لوگ آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں لیکن درحقیقت مسلمانی سے بیزار ہیں اور میں جانتا ہوں کہ ان کا ظاہر ان کے باطن کے خلاف ہے اور یہ اس سبب سے ہے کہ وہ ایسے گروہ میں تھے جو اسلام میں دین پر رغبت سے نہیں بلکہ ہم سے نزدیکی ڈھونڈنے کو اور سلطان دلت سے عزت پانے کو اس میں داخل ہوگئے ہیں اور مجھے معلوم ہے کہ ان کا قصہ ایسا ہے جیسے کہ عوام کی مثل ہے کہ یہودی اگر آپ کو مسلمان ظاہر کرے تو بھی یہودی رہتا ہے اور اپنی توریت

کے طریق کی حفاظت کرتا ہے۔ ایسا ہی مجوسی و مسلمان ہونے میں ان لوگوں کا حال ہے۔ اور مجھے خوب معلوم ہے کہ فلاں اور فلاں یعنی اس کے سب دوستوں کے نام لے کر کہا کہ وہ سب عیسائی تھے اور بددلی سے اسلام لائے ہیں۔ سو وہ نہ مسلمان ہیں نہ عیسائی بلکہ مکار ہیں۔ پس میں ایسے لوگوں کی نسبت کیا بہانہ ڈھونڈ سکتا ہوں اور کیا کر سکتا ہوں؟ ان سب پر خدا کی لعنت ہے۔ جو لوگ کہ مجوس کے ناپاک مذہب سے جو نہایت بُرا اور پلید اعتقاد ہے اور عیسائیت سے جس کے احکام بہت سخت ہیں نکل کر اسلام کے نور میں اور درست اعتقاد میں داخل ہوئے تھے ان پر واجب تھا کہ جس میں داخل ہوئے اس کو بہ نسبت اس دین کے جسے بظاہر چھوڑ دیا تھا کہ خوب مضبوط پکڑتے لیکن میں دیکھتا ہوں کہ خود آپ کے رسول خدا ﷺ کے اکثر اصحاب اور خاص لوگ اور رشتہ دار آپ کو حضرت کا مطیع اور مددگار بتاتے تھے لیکن وہ جانتے تھے کہ وہ منافق ہیں اور جیسا ظاہر کرتے ہیں اس کے خلاف ہیں اور اس کا ثبوت بھی آپ کو پہنچا اور وہ لوگ ہمیشہ آپ کے واسطے بدی ڈھونڈتے تھے اور برائی چاہتے تھے اور مصیبتوں میں پھنسانا چاہتے تھے اور ازراہِ عداوت مشرکوں کی مدد کرتے تھے یہاں تک انہیں میں ایک گروہ عقبہ کے نیچے چھپ رہا اور حیلہ یہ کیا کہ آپ کا خچر ڈھونڈنے نکلے ہیں اور ارادہ یہ تھا کہ سنگسار کر کے مار ڈالیں۔ مگر خدا نے اس مکرو برائی سے جو لوگ آپ کے واسطے

ڈھونڈتے تھے بچالیا۔ پھر آپ ہمیشہ مرتے دم تک اس قدر ان کی خاطر داری کرتے تھے جیسے کوئی کھلے دشمنوں سے ڈر کر کیا کرتا ہے ۔ پس جبکہ آپ کی زندگی میں یہ صورت تھی تو پھر اس وقت میں ایسا ہونا کیا تعجب ہے ؟ پھر جب آپ نے وفات پائی توسب لوگ آپ سے پھر گئے اور کوئی نہ رہا کہ آپ کی ہدایت کا خیال کرتا اور آپ کو رہنما جانتا ۔ سب گمراہ ہوگئے اور اس کام کو بگاڑنا اور ظاہر و باطن اور علانیہ اور پوشیدہ اس کو باطل کرنا چاہا یہاں تک کہ خدا نے حضرت کی مدد کی اور لوگوں کے تفرقہ کو دور کیا اور بعض کے دلوں میں خلافت کی خواہش اور دنیا کی محبت ڈال دی جس سے بندوبست مربوط ہوا اور پراگندگی دور ہوئی اور طرح طرح کی حکمت عملی سے تفرقہ جاتا رہا اور جو کچھ خدا نے پورا کیا وہ کیا ۔ اس میں کچھ حضرت کا احسان نہیں نہ آپ کی تعریف ہے بلکہ خدا کا احسان اور سب تعریف وشکر اسی کو ہے کہ اس مشکل کو آسان کردیا۔ سو جو کچھ میں دیکھتا ہوں اور جو کچھ میرے دوستوں سے مجھ پر گزرتا ہے وہ کوئی ایسا امر نہیں ہے جو اوروں سے خدا نے دور رکھا ہو اور میرے پاس ایسے لوگوں کے ساتھ بجز مدارات وصبر کے اور کچھ علاج نہیں ہے یہاں تک کہ وہی خود میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کردے اور وہی اچھا فیصلہ کرنے والا ہے اور اگرچہ میرے سردار امیر المومنین نے اپنی مجلس میں جسے خدا نے شرف دیا ہے ایسی باتوں کے علی الاعلان نہیں بیان کیا پھر بھی اس کی خبر پھیل گئی اور دیکھنے والے نے

اسی سبب سے جو میں نے بیان کیا غائب سے وہ سب حال کہا اور تو جانتا ہے کہ میں نے اپنی طرف سے اس میں کچھ نہیں نہیں بڑھایا ہے اور جو باتیں اس مجلس میں گذری تھیں اور جنہیں بہت زمانہ بھی نہیں گذرا ہے وہ بطور یاددہانی کے تیرے سامنے بیان کردیں اور ان کے اعادہ سے میرا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کے مسلمان ہونے کی کیفیت تجھے بتاؤں اور یہ کہ بہت سے لوگ دنیا کی رغبت سے اور جس ملک میں رہتے تھے اس میں منصب پانے کو اس دین میں داخل ہوئے اور اس امر میں جو دانشمند ہمارے اس رسالہ کو دیکھیگا اس کے واسطے انشاء اللہ کافی جواب ہوگا۔ اب مناسب ہے کہ پہلی گفتگو کی طرف متوجہ ہوں اور یہ کہیں کہ حضرت کی کل عمر 63 برس کی تھی جس میں 40 دعویٰ نبوت سے قبل گذرے تھے اور 13 برس مکہ میں اور 10 مدینہ میں دعویٰ نبوت کے بعد گذرے اور یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ جن سے نہ تو اور نہ کوئی اور جو تیری مانند دعویٰ کرتا ہوا انکار کرسکتا ہے اور جن لوگوں نے اس دین کو تجھ تک پہنچایا اور جو حضرت پر ان سب باتوں میں بھروسہ رکھتے تھے جو ان سے نقل کرتے تھے انہوں نے ہی ان خبروں کو بھی نقل کیا ہے اور اول سے آخر تک یہی حضرت کا قصہ ہے۔

پھر اگر تو یہ دعویٰ کرے کہ جب موسیٰ نبی نے اور خدا کے دوست اور موسیٰ کے نائب یشوع بن نون نے فلسطین کے لوگوں سے محاربہ کیا اور تلوار چلائی اور آدمیوں کو قتل کیا اور خونریزی کی اور گاؤں میں اور گھروں میں آگ لگادی اور مال لوٹ لیا تو پھر

ہمارے نبی نے ایسا کیا تو کیا برا کیا ؟ تو ہم کہینگے کہ بیشک ان دونوں نے جو کچھ کیا خدائے عزوجل کے حکم سے کیا تاکہ جو کچھ اس نے چاہا اور ٹھہرایا تھا قائم ہوا اور اس کے وعدے پورے ہوں اور یہ واقعات ایسی قوم کے درمیان تھے جنہوں نے سرکشی و بغاوت اور حد سے تجاوز اختیار کیا تھا۔ پس خدا تعالیٰ نے جیسے کہ کوئی مہربان باپ اپنے بیٹے کے ادب دینے کو کرتا ہے ان کی تادیب مناسب جانی اور اگر تو یہ کہے کہ اس کیا ثبوت ہے کہ جو کچھ موسیٰ اور یشوع نے کیا وہ خدا کے حکم سے کیا اور جو کچھ ہمارے نبی نے کیا وہ خدا کے حکم سے نہیں کیا تو ہم کہینگے کہ خدا کے نبی موسیٰ کے حق میں یہ فعل اس سبب سے جائز ہوا کہ وہ عجیب نشانیاں اور معجزے رکھتا تھا جو اس نے مصر میں فرعون کے اور تمام مصریوں کے روبرو (بعد ازانکہ مصریوں نے بنی اسرائیل کے ساتھ جو کچھ کیا تھا وہ کیا تھا) دکھائے تھے اور پھر بنی اسرائیل کو بالادستی اور بڑی قوت سے نکال لیگیا اور سمندر کو پھاڑ دیا اور جب فرعون نے اور اس کے ہمراہیوں نے ان کا تعاقب کیا تو وہ سب ڈوب مرے اور پتھر پر عصا مارا جس سے بارہ چشمے بہہ نکلے اور سبھوں نے اس کا پانی پیا اور ان کے واسطے من و سلویٰ اتارا اور اسی طرح کی بہت سی اور باتیں دکھائیں جو انسان کی طاقت سے باہر ہیں اور بجز خالق بزرگ و برتر کے یا جسے پروردگار نے اسی طرح کی قدرت دی ہو اور کسی کی طاقت نہیں کہ ایسا کام کرسکے اور یہ سب کام اس امر کے ثبوت روشن اور

شہادت کافی ہیں جو اس نے خدا تعالیٰ کی طرف سے کہا اور کیا۔ وہ سب حق تھا اور دوسری وجہ سے بھی ہم کو ثابت ہوا کہ اس کے بعد کوئی نبی اور رسول خدا کی طرف سے ایسا نہیں آیا جس نے اس کے کلام کو سچا اور اس کی بات کو اور جو کچھ وہ لایا تھا اسے درست نہ بتایا ہو اور ہم نے جانا کہ کافروں کی قتل اور ان کی کھیتی کو اجاڑنا اور مکانوں کو آگ لگادینا اور مال واسباب کو لوٹنا سب خدا کی طرف سے حق تھا اور ایسا ہی یشوع بن نون سے کیا کہ سورج کو وسط آسمان میں اس وقت تک چلنے سے ٹھہرا رکھا کہ اس کے گروہ نے اپنے دشمنوں سے بدلا لے لیا اور ایسے ہی اس نے خدا کے حکم سے چاند کو ٹھہرا دیا اور اس پر کتاب کی گواہی ہے کہ ایسا معجزہ آج تک نہ ہوا اور نہ آئندہ ہوگا کیونکہ وہ نشانی یشوع بن نون سے مخصوص تھی۔ اس واسطے وہ نشانی ابد تک اس کے لئے شہادت اور بزرگی ہوگی۔ اور اس کے علاوہ بہت سے اور عجیب کام ہیں جن کی شرح بہت طویل ہوگی اور نیز اس سبب سے کہ تو کہتا ہے کہ میں نے یشوع بن نون کی کتاب کو پڑھا ہے اور خوب سمجھتا ہوں اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اور ہم اور ہمارے مخالف یہود سب بالاتفاق اس کو جانتے ہیں اور جیسا کہ خدا کی کتاب میں بیان ہے سب حق ہے کچھ شک وشبہ نہیں۔ پس خدا تجھے صلاحیت دے کوئی ذرا سا ثبوت یا نشانی یا کوئی اشارہ ہمیں ایسا دے جو تیرے نبی کیا یا ان کی کتاب میں اس کی صحت کا

اقرار ہوتا کہ ان کے ثبوت کو سچا جانیں اور ان کی رسالت کا اقرار کریں اور ان کی دعوت کو قبول کریں اور جانیں کہ جو کچھ انہوں نے کیا آدمیوں کا قتل اور غلام بنانا اور مال لوٹنا اور ان کے ملک سے انہیں نکال دینا یہ سب خدائے عزوجل کے حکم سے تھا جیسا کہ اور نبیوں نے کیا تھا لیکن ہم جانتے ہیں کہ تیرے پاس درحقیقت اس کا کچھ جواب نہیں اور نہ تو اس کا کچھ ثبوت دے سکتا ہے۔ پس تجھے مناسب نہیں ہے کہ انصافی کرے اور اس شخص کو برا بتادے جس نے تیری بات کو تجھ پر پھیر مارا ہے اور تیرے دعویٰ سے یہ کہہ کر انکار کیا ہے کہ خدا نے تیرے صاحب کو نبی ورسول نہیں کیا نہ کسی سے لڑنے کا حکم دیا اور اس میں شک نہیں کہ وہ شخص فریبی ہے جس نے اپنی نسبت ایسا دعویٰ کیا جیسا کہ کیا۔ پھر اس اس پر اس کی قوم نے جو اس کے دوست اور اہل بیت اور ہم وطن تھے مدد کی۔ پھر جو کوئی اس سے منکر ہو اور نہ ماننے تو اس پر کچھ ملامت یا عیب یا گناہ نہیں بلکہ اگر تو انصاف کرے تو اسے معذور رکھیگا اور اس کی رائے کی تعریف کریگا اور اس کے ارادہ کی درستی سے خوش ہوگا اور کہیگا کہ اپنی جودتِ فکر سے ایسی مخالف بات جو جو اسے باطل معلوم ہوتی تھی نہیں قبول کیا اور تو جانتا ہے (خدا تجھے ہر نیکی کی پہچان دے) کہ عقل وانصاف اس امر کو لازم کرتے ہیں کہ جھوٹی بات کو جو نہ تیرے مذہب میں ہے نہ اخلاق میں ہے بلکہ عوام یہود اور جاہلوں اور کافروں کا ہتھیار ہے اختیار نہ کرے کیونکہ کذب اور بہتان اور مکابرہ انہیں کے قول کی اصل اور انہیں کے کلام کا متن اور انہیں

کے کام کا عقد ہے کیونکہ وہ اپنے باپ شیطان سے جو کاذب ہے اور جھوٹ اور فریب کا بنانے والاہے مناسبت رکھتے ہیں جیسا کہ سیدنا مسیح نے انجیل شریف میں اس پر گواہی دی ہے۔ پھر بھلا تیرے امر سے کدھر کو پھروں اور کیالکھوں اور عقلاً تیری نسبت مجھے کیا لازم ہے ؟ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ تیری بات کو بغیر دلیل و برہان اور کافی ثبوت کے قبول کرلوں ؟ کیا تو اس طرح قبول کرنے کو درست جانتا ہے خدا تجھ پر رحم کرے مجھے یقین نہیں کہ تو میرے واسطے ایسے امر کو درست جانے اور کیونکر ہوسکتا ہے درحالیکہ میرے خداوند مسیح نے انجیل شریف میں فرمایاہے کہ سب نبیوں نے میرے آنے کوقت تک نبوت کی اور جب میرا ظہور ہوا توسب کی نبوت دور ہو گئی اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ پھر جو کوئی میرے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ چور اور بٹ مار ہے ۔ اسے مت مانو۔ اور جس نے ایسا کیا اس نے میرے ساتھ برائی کی اے میرے دوست کیا تو یہ چاہتا ہے کہ جہان کے منجی خداوند مسیح کی وصیت سے پھر کر تیرے غرور وفریب کو قبول کرلوں اور دنیا کی ناپایدار امیدوں اور تشویقات کو بلادلیل وثبوت اختیار کرلوں؟مجھے یقین نہیں کہ تجھ سا تمیز والااور عقلمند ایسی بڑی خطا کی مشورت دے اور نہ اس سے پہلے مجھ سے آدمی نے ایسی بات کو سنا ہوگا۔ پس خدا تجھ پر رحم کرے عقل کی طرف رجوع کر اور دل میں انصاف کر اور سچے قانون کو اختیار

کر اور قرابت کے غرور اور نسب کی طرفداری کو چھوڑ کیونکہ میں تجھے مہربانی کی راہ سے دوستانہ نصحیت کرتاہوں اور جو کچھ تونے انجیل شریف میں پڑھا ہے اس کی یاددلاتا ہوں ۔یعنی سیدنا عیسیٰ مسیح اپنے حواریوں سے فرماتے ہیں۔" بہتیرے نبی اور بادشاہ آرزومند تھے کہ جسے تم دیکھتے ہو وہ اسے دیکھیں لیکن دیکھ نہ پائے اور جو کچھ تم سنتے ہو سنیں لیکن سن نہیں پائے" (انجیل شریف بہ مطابق حضرت لوقا 10 باب 24آیت) پھر بھلا تجھے کب مناسب ہے کہ باوجود ایسی باتوں کے پڑھنے اور دیکھنے کے امور دنیا کی طرف میلان کرے حالانکہ تو جانتا ہے کہ دنیا ناپایدار اور فانی ہے اور ان سب باتوں کے بعد تجھے یہ جاننا مناسب ہے کہ جب نبی نبوت کی شرطیں اور رسالت کے ثبوت اور وحی کی پہچان لائے توہم نے انکی تصدیق کی اور باتوں کو مانا۔ نہ زور وظلم سے نہ طرفداری وحمایت سے ۔ نہ حسب ونسب کی شرافت سے نہ فوج کی کثرت نہ طاقت کے دباؤ سے نہ مال ودولت کی طمع سے نہ راہوں اور طریقوں کوآسان جان کر۔ نہ خواہشات نفسانی کے شوق سے نہ حکومت کے فرق اور تلوار وچابک کے خوف سے بلکہ ان عجیب نشانیوں کو دیکھ کر جوآدمی کی طاقت سے باہر اور انسان کی عیاری کے دائرہ سے خارج ہیں ایمان لائے ہیں۔ پس وہ خدا کی روشن دلیلیں ہیں جیسے نبیوں کی نشانیاں اور ہمارے مولا سیدنا مسیح کے معجزے اور ان کے شاگرد رسولوں کے کام جن پر فیلسوفوں کی عقل اور حکیموں کی حکمت حیران ہے ۔ پس ہم نے ان باتوں کو اور

جو کچھ وہ لائے اسے قبول کیا اور ان نشانیوں کے سبب سے انہیں سچا جانا اور ان کی گواہی دی اور یہ اقرار کیا کہ وہ سب خدا عزوجل کی طرف سے ہیں کیونکہ ان کے ساتھ ایسی سچی شہادتیں ہیں اور ہمارے ہاتھوں میں اس کا ثبوت اور ہمارے پاس اس کے قائم آثار اور روشن علامات موجود ہیں جن سے کوئی انکار نہیں کرسکتا اور نہ اس شخص کے سوا جو حق کا دشمن ہے اور فریب و بد تمیزی کو کام میں لاتا ہے ان نشانیوں کے سوا اور کسی کا دعویٰ کرسکتا ہے اور نہ ان سے منکر ہوسکتا ہے اور خدا تجھے توفیق دے ہم نے چاہا کہ اپنے اس رسالہ میں اس امر کی تھوڑی سی بحث کریں کہ جن طریقوں اور احکام کے سبب سے تو کہتا ہے وہ نبی تھے اور نشانیاں تیرے نبی لائے تھے ان میں اور ان سچی نشانیوں میں کیا فرق ہے پس ہم کہتے ہیں کہ شریعت اوراحکام تین طرح پر ہوتے ہیں کسی انسان کی طاقت نہیں کہ اس سے زیادہ لاسکے یا اس سے کم بتاسکے اور وہ یہ ہے کہ یا تو وہ حکم خدا کا حکم ہوگا اور وہ ایسا بزرگ حکم ہے کہ عقل و طبعیت سے بڑھ کر اور خدا تعالیٰ کی شان کے لائق ہے جس کی کوئی برابری نہیں کرسکتا اور یا وہ حکم طبعی ہوگا جو عقل سے قائم اور فکر سے پیدا ہوا اور تمیز اس کو قبول کرے اور انکار نہ کرسکے اور یا وہ حکم شیطانی ہے یعنی زبردستی اور زیادتی کا حکم ہے اور وہ حکم الہیٰ اور حکم طبعی کے خلاف ہوگا لیکن حکمِ الہیٰ جو عقل و طبعیت

سے بزرگ و برتر ہے وہ ایسا بزرگ حکم ہے جو جہاں کے منجی اور بنی آدم کے سردار مسیح نے دیا جس کا تیرے نبی نے اقرار کیا اور یہ کہہ کر گواہی دی اور پچھاڑی بھیجا ہم نے انہیں کے قدموں پر عیسیٰ مریم کے بیٹے کو سچ بتاتا ہے توریت کو جو آگے سے تھی اور اس کو دی ہم نے انجیل جس میں ہدایت اور روشنی اور سچا کرتی اپنی اگلی توریت کو اور راہ بتاتی اور نصیحت ڈروالوں کو (سورہ مائدہ 50)اور مسیح نے انجیل شریف میں فرمایا ہے کہ اپنے دشمنوں کو پیار کرو اور جو تم پر لعنت کریں انکے لئے برکت چاہو۔ اور جو تم سے کینہ رکھیں ان کا بھلا کرو اور جو تمہیں دکھ دیں اور ستاویں ان کے دعا مانگو تا کہ تم اپنے پروردگار کے جو آسمان پر ہے فرزند ہو کیونکہ وہ اپنے سورج کو بدوں اور نیکوں پر اگاتا ہے اور راستوں اور ناراستوں پر مینہ برساتا ہے (انجیل شریف بہ مطابق حضرت متی 5 باب 44تا45آیت) پس یہ وہی حکم الہیٰ اور خدا کی شریعت ہے جو عقل وطبعیت انسانی سے اعلیٰ واولے ہے اور یہی بزرگی ورحمت وبخشش کا حکم اور خدا بخشندہ ومہربان کے فعل کے مناسب ومشابہ ہے۔ دوسری قسم میں وہ حکم طبیعی اور شریعت قائم ہے جو عقل سے نکلی ہے اور انصاف کے خلاف نہیں ہے اور وہ ایسا حکم ہے جو موسیٰ نبی نے دیا ہے کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت اور جان کے بدلے جان اور مار کے بدلے مار اور خون کا بدلہ خون۔ پس یہ حکم طبیعی ہے جو عقلی قانون میں داخل ہے اور عدل وانصاف مقتضی اس

کا ہے کہ جس طرح لوگ تیرے ساتھ پیش آئیں ویسا ہی تو ان کے ساتھ پیش آ۔ اگر بھلائی کی ہے تو بھلائی کر اور اگر برائی کی ہے تو برائی کر اور یہ حکم الہیٰ کے خلاف نہیں ہے اور خدا مہربان و بزرگ وبخشندہ خلق کے طریق کے منافی نہیں ہے۔ تیسری قسم وہ حکم محال شیطانی ہے جسے سراسر ظلم اور عین بدی کہنا چاہیئے۔ پس خدا تجھے نیکی دے اگر ہم اس امر میں ایسا جواب دیں جو تجھ پر حجت ہو تو برا ماننا نہ چاہئے کیونکہ تو جانتا ہے کہ جب ہم تیرے سامنے میدان میں آگئے تو اب ہم ہر گز نہیں بھاگینگے اور روحانی ہتھیار سے جو ہمارے پاس ہے اس لڑائی کو ہر گز نہیں چھوڑینگے ۔ نہ خدا کے دین مضبوط ہے جس سے ہمیں دشمنوں پر فتح وظفر پانے کی امید ہے ہٹینگے کیونکہ اگر تو اس امر میں ہم پر ملامت کرے تو ناانصاف ٹھہریگا۔ ہم اس امر میں نہ تیری نہ کسی اور کی ملامت کی کچھ پروا کرتے ہیں۔ اور اب میں خدائے عزوجل سے خواستگار ہو کر کہ تیرے دل میں انصاف کو ڈالے اور ایسی ہدایت دے کہ بغیر رووعایت کے میرے باتوں کو پہچان لے اور تیری طرف متوجہ ہو کر یہ پوچھتا ہو کہ تینوں قسم کے احکام جو ہم نے بیان کئے ان میں سے کس قسم کے احکام اور کون سی شریعت تیرے نبی نے بتائی اگر تو کہے کہ انہوں نے احکام الہیٰ بتائے تو ان سے چھ سو برس پہلے ہمارے خداوند مسیح نے یہ احکام بتادئیے تھے اور جب سے ان نے بزرگی پا کر آسمان کو صعود کیا اس وقت

سے آج تک بلکہ جب تک دنیا قائم ہے اس کے اصحاب اور تابعین عمل کرتے آئے اور کرتے رہینگے اور میں نے تیرے لوگوں میں کسی کو نہیں دیکھا کہ ان احکام کو جانتا ہو اور نہ تیرے نبی کے زمانہ میں کوئی ان پر عمل کرتا تھا اور اگر تو یہ کہے حالانکہ مجھے یقین نہیں کہ تو ایسا کہے کہ انہوں نے احکام طبیعی اور شرائعِ عقلی اور انصاف کے طریقے بتائے تو ہم کہینگے کہ ان سے پہلے موسیٰ نے ان احکام کی خبر دی اور صاف صاف خدا کی طرف سے توریت میں بتادیا اور کوئی دوسرا ان کے بتانے کا دعویٰ نہیں کرسکتا کیونکہ وہ احکام اسی اکیلے پر ناطق اور قائم ہیں اور اس کی کتاب میں اس کی گواہی دیتے ہیں اے خدا اگر کوئی زبردستی وفریب سے اس حق کا جو مثل آفتاب کے روشن ہے اور جو اس کے لوگوں کے ہاتھوں میں اور ان کے پاس اور ان کے واسطے اور انہیں کے درمیان پایا جاتا ہے مدعی ہو تو چاہیئے کہ موسیٰ کا نام مٹادے اور ازراہ فریب آپ اس کا مدعی بن بیٹھے پس یہی دونوں قسم کے احکام ہیں جن کے ماننے والوں کو ہم جانتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں کہ انہیں کے واسطے وہ احکام تھے۔ اب باقی رہا تیسرا حکم جو حکم شیطانی اور زبردستی کی شریعت ہے ۔ پس تو نگاہ کامل اور رویتِ صحیح اور ایسی فکر سے جس میں طرفداری وفریب کا کچھ دخل نہ ہو دیکھ کہ اس حکم پر کون قائم ہے اور کون اس کا مددگار اور کس نے اس طریق کو مضبوط پکڑا ہے اور کون اس پر عمل کرتا ہے ؟

ورنہ یہ بتایا کہ کونسا حکم تیرے نبی لائے تھے اور تیری شریعت کے سوا جس کی ہم نے تیرے سامنے شرح کردی اور کونسی شریعت انہوں نے نکالی کہ ہم بھی اگر قبول کرنا واجب ہو تو قبول کریں اور اس کے اختیار کرنے میں تیری پیروی کریں کیونکہ ہم حق کے مخالف نہیں اور کسی بات کی اس سبب سے تردید نہیں کرتے ہیں کہ تیرے نبی نے دی ہے۔ پس خدا تجھ پر رحم کرے اگر تو یہ کہے کہ ہمارے حضرت دونوں شریعتیں یعنی مسیح کی اور موسیٰ کی ایک ساتھ لائے اور اس مطلب کو انہوں نے اپنی کتاب میں اس طرح پر کھولا کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت اور ناک کے بدلے ناک الخ جیسا کہ موسیٰ نے فرمایا اور پھر اس کے بعد مسیح کا قول ہے اگر بالکل بخش دو تو پرہیزگاری سے نہایت مناسب ہے (مائدہ) تو جانتا ہے کہ یہ کلام ایک دوسرے کی نقیض ہے جیسے کوئی کہے کہ کھڑا بیٹھا ہے اور اندھا بینا ہے اور تندرست بیمار ہے۔مجھے یقین نہیں کہ تو ایسی بات کو جائز رکھے کیونکہ یہ بات محال ہے۔ پھر جو کوئی اس امر کا ٹٹولنے والا اور دریافت کرنے والا ہے اس پر پوشیدہ نہیں کہ یہ کلام دو مختلف جگہوں سے یعنی توریت وانجیل سے چرایا گیا ہے۔ پھر اگر تو دونوں شریعتوں کا اقرار ودعویٰ کرے تو بھی تجھے دونوں شریعتوں والا اقرار نہیں دینگے اور شریعت والے تجھے کب چھوڑینگے کیونکہ یہ انہیں کا حق ہے اور وہی اس کے مضبوط پکڑنے والے اور محافظ ہیں۔ وہ ایسی جرات کرسکتے ہیں کیونکہ اس میں شک نہیں

کہ وہی اس کے وارث ہیں اور انہیں کے ہاتھوں میں یہ ورثہ اور انہیں کی سپردگی میں یہ حق مدت سے چلاآتا ہے ۔ پھر تو کیونکر یہ کہتا ہے کہ وہ ہمارا حق ہے ؟ اگر تونے وہ حق لے لیا ہے تو بیشک تو غاصب ہے ۔ تیرا کچھ حق نہیں ہے بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ اگر تیرے ہاتھ میں اور تیرے پاس کوئی ایسی چیز ہو جو ہمارے پاس نہیں ہے تو لاتا کہ ہم جانیں کہ تیرا دعویٰ حق ہے اور تو سچا ہے ۔ کیا اب مناسب نہیں کہ تیسرے امر کی طرف پھریں جس میں تجھ پر گواہِ عادل قائم کرتے ہیں کہ تو ہی اسے لایا ہے اور اس پر عمل کرتا ہے اور اس کا مددگار ہے اور کیونکر ہوسکتا ہے کہ جس پر تو قائم ہے اور جس کا تو اقرار کرتا ہے اور جو تیرے ہاتھوں میں ہے جس پر تجھ سے معارضہ اور مخاصمت کی جاتی ہے اور جو تیری شریعت ہے اور جس پر تو چلتا ہے اس سے منکر ہو تو دوسری بات کو ماننا پڑیگا مگر مجھے یقین نہیں کہ تو اپنے نبی کی نسبت اس پر راضی ہو کہ اسے مسیح وموسیٰ کا تابع گردانے درحالیکہ توخدا رب العالمین کے سامنے ان کی عزت اور قدرت ومنزلت کی نسبت جو کچھ گمان کرتا ہے سو کرتا ہے اور جو کچھ دعویٰ کرتا ہے وہ کرتا ہے اور خدا پر جھوٹ جوڑ کے کہتا ہے کہ اگر تیرا نبی نہ ہوتا تو نہ آدم نہ دنیا پیدا ہوتی اور نشانیوں کے بارے میں تونے یہ فریب کیا جو کہتا ہے کہ اگر اگلوں کی طرح یہ لوگ نشانیوں کو نہ جھٹلاتے تو دی جاتیں۔ پھر اسی طرح شریعتوں کے باب میں بھی کہتا ہے تو کچھ بات بن جاتی۔ کیا یہ امر سچ نہیں ہے کیونکہ چوتھی شریعت تو کوئی تھی

نہیں اور جب تیسری شریعت کے سوا اور کوئی باقی نہ رہی اور موسیٰ و مسیح ان سے پہلے دو شریعتیں لاچکے ہیں تو تیسری شریعت تیرے حضرت لائے۔ پس میں نہیں جانتا کونسا قول اختیار کرتا ہے اور کس کا جواب دیتا ہے ۔ خدا تجھ پر رحم کرے تو اپنے دل کو صاف کر۔ دھوکا مت دے کیونکہ یہ تجھ پر حرام ہے اور دین ایسی چیز نہیں کہ دانشمند اور عقل والے اس کی تلاش و بحث چھوڑدیں اور اس کی تحقیق سے اور اصول واسباب کے واقف ہونے سے غفلت کریں۔ خدا اپنی قدرت سے حق کی توفیق دے اور جھوٹ سے باز رکھے۔ اب گویا میں تیرے پاس ہوں اور تومجھے یہ جواب دیتا ہے کہ پختہ ثبوت ہمارے پاس یہ کتاب ہے اور اس امر کے درست ہونے پر کہ خدا کی طرف سے نازل ہوئی ہے یہ دلیل ہے کہ اس میں پرانی خبریں موسیٰ کی اور ، اور نبیوں کی اور ہمارے مولا سید نا عیسیٰ مسیح کی موجود ہیں اور ہمارے حضرت بے پڑھے آدمی تھے جنہیں کچھ واقفیت نہیں تھی اور نہ ان خبروں کا کچھ علم تھا اگر ان پر وحی نہیں آتی تھی اور الہام نہیں ہوتا تھا تو یہ باتیں کہاں سے پہچانیں اور کیونکر انہیں ترتیب دی اور بیان کیا ؟ پھر تو یہ کہیگا کہ جن وانس میں کسی کی یہ طاقت نہیں کہ اس کی مثل لاسکے اور پھر یہ کہیگا اگر تم شک میں ہو اس کلام سے جو اتارا ہم نے اپنے بندہ پر تو لاؤ ایک سورت اس قسم کی اور بلاؤ جن کو حاضر کرتے ہو اللہ کے سوا اگر تم سچے ہو" (سورہ بقرہ 21) اور اگر ہم اتارتے یہ قرآن ایک پہاڑ پر تو تو

دیکھتا وہ دب جاتا ۔ پھٹ جاتا اللہ کے ڈر سے " (سورہ حشر 21) اور اسی قسم کی اور لغویات بیان کریگا کیونکہ تیرے گمان میں ان کی نبوت کی بڑی دلیل اور نہایت درست اور واضح ثبوت یہی ہیں۔ پس جیسے موسیٰ نے سمندر کو پھاڑ دیا تھا اوریشوع بن نون نے سورج کو ٹھہرایا اور مسیح نے مردوں کو زندہ کیا تھا اور معجزات جوانبیاء سلف نے دکھائے تھے اسی طرح گویا تونے حضرت کے واسطے ان باتوں کو ایک نشانی اور ثبوت قرار دے رکھا ہے۔ مجھے اپنی جان کی قسم ہے ایسی باتوں نے بہتوں کو بہکادیاہے اور تونے اس بات سے ایسی عمارت کے نیچے پناہ لی ہے جس کی بنیاد کمزور ہے اور پائے بودے ہیں اور عمارت گر جائیگی ۔یعنی یہ دلیل نکمی ہے اور تیری اس بات کا جواب آگے بیان ہوگا۔ اول اس قصہ کوکھولنا ہم پر ضرور ہے اگرچہ اس کے کھولنے میں بعض باتیں تجھے ناگوار بھی ہوں کیونکہ جب زخم بہت گہرا ہوجاتاہے تو نہایت ایذا اور تکلیف پہنچتی ہے ۔ سواس تھوڑی سی تکلیف کو صبر سے برداشت کر۔ بعد کو جب تجھ پر حق روشن ہوگا اور اس بات کافائدہ ظاہر ہوگا توراحت پاویگا اور آرام کا مزہ چکھیگا۔ پس ہم کہتے ہیں کہ اول تجھے یہ جاننا مناسب ہے کہ یہ کتاب یعنی قرآن کیونکر بنا۔ پھر توایسے بے بنیاد دعوؤں کو جن کا کچھ ٹھکانا نہیں آپ چھوڑدیگا اور وہ یہ ہے کہ عیسائی راہبوں میں سرجیوش نامی ایک شخص تھا جس نے کوئی براُ کام کیا تھا جو اسکے لوگوں کو نہایت گراں گذرا انہوں نے اسے اپنی

جماعت سے خارج کردیا اور بات چیت اور راہ ورسم ترک کردی جیسا کہ ہمیشہ سے ان لوگوں کا دستور ہے۔ سووہ اپنے دل میں بہت نادم ہوا اور چاہا کہ کوئی ایسا کام کرے کہ اس گناہ سے خلاصی اور اپنے عیسائی لوگوں میں دستاویزہو۔ پس وہ شہر تہامہ کی طرف چل دیا یہانتک کہ مکہ کی سرزمین پر پہنچا اور خیال کیا کہ یہاں بیشتر دو قسم کے مذھب ہیں۔ بہتیرے یہودی مذہب رکھتے ہیں اور دوسرے بت پرست ہیں۔ پس وہ ہمیشہ تیرے نبی کے ساتھ مہربانی کرتا اور چالیں چلتا رہا یہاں تک کہ اپنی طرف پھیر لیا اور اپنا نام ان کے سامنے نسطوریس ظاہر کیا اور نام بدلنے سے اس کا یہ مطلب تھا کہ جس نسطوریس کا وہ معتقد پیروتھا اس کے مذہب کو سچا ٹھہرائے اور اسی رائے کو ثابت کرے سووہ ہمیشہ ان کے ساتھ رہتا تھا اور پاس بیٹھتا اور بات چیت کیا کرتا اور طرح طرح کی باتیں سناتا تھا۔ یہاں تک کہ بت پرستی سے انہیں بالکل پھیر دیا اور اپنا تابع اور شاگرد بنا کے نسطوریس کے دین کی طرف دعوت کرنے لگا۔ جب یہود کواس کی خبر ہوئی تووہ اس کے دشمن ہوگئے اور اس پرانی عداوت کے سبب سے جو ان میں اور عیسائیوں میں ہے اس سے مطالبہ کیا اور بات بڑھتے بڑھتے حد تک پہنچی۔ یہی سبب ہے کہ ان کی کتاب میں مسیح کا اور عیسائی مذھب کا اور اس سے دور پڑنے کا اور عیسائیوں کی یادالہیٰ کا ذکر اور اس امر کی گواہی ہے کہ سب سے نزدیک مسلمانوں کی محبت میں وہی لوگ ہیں

جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں اور انہیں میں عالم اور درویش ہیں اور یہ کہ وہ تکبر نہیں کرتے (مائدہ 85) ۔ سو جب عیسائی مذہب کی بات پختہ ہو گئی اور قریب تھا کہ پوری ہو تو نسطوریس نے انتقال کیا ۔اس کے بعد عبداللہ بن سلام اور کعب جو یہودی عالم کہلاتے تھے ازارہ فریب ومکر ان سے آملے اور یہ ظاہر کیا کہ ہم دونوں آپ کی رائے کے تابع اور آپ کی بات کے قائل ہیں اور ہمیشہ اسی طرح مکرو فریب کرتے اور چالیں چلتے رہے اور جو کچھ ان کے دلوں میں تھا چھپاتے رہے حتیٰ کہ حضرت کے مرنے کے بعد انہوں نے موقع پایا۔ پس جب حضرت نے وفات پائی اور لوگ پھر گئے اور حکومت ابو بکر کے ہاتھوں میں پہنچی اور علی ابن ابی طالب کو حکومت کا پہنچنا ابو بکر کو ناگوارا گذرا تو ان دونوں نے جانا کہ دل کی امید برائی اور جو کچھ ڈھونڈتے اور چاہتے تھے وہ پایا۔ سو وہ علی ابن ابی طالب کے پاس پہنچے اور کہنے لگے کہ تو نبوت کا دعویٰ کیوں نہیں کرتا؟ ہم تیرے شریک حال کسی طرح اس سے کم نہیں ہیں اور علی ابن ابی طالب کو نسطوریس راہب کا سب حال معلوم تھا لیکن جس وقت حضرت کی صحبت پائی بہت کم عمر تھے اور دونوں نے علی سے کہہ دیا کہ کسی کو یہ باتیں نہ بتائے اور ہمارے لوگوں میں کسی کو اس حال کی خبر نہ ہو۔ چونکہ علی کم عمر اور ناتجربہ کار تھے انہوں نے عبداللہ اور کعب کی بات کو مان لیا اور سادہ دلی اور نوعمری

اور نا تجربہ کاری سے دونوں کی بات پر مائل ہوئے مگر خدا کو اس بات کا پورا کرنا اور دونوں کا علی سے شرکت کرنا منظور نہ تھا۔ ابوبکر کو اس حال سے کچھ خبر پہنچی تو وہ علی کے پاس آئے اور حرمت کی یاد دلائی اور علی نے ابوبکر کی طرف نگاہ کی اور ان کی قوت کو دیکھا تو جو کچھ ان کے دل میں آیا تھا اس سے پھر گئے اور جو کتاب موافق مراد انجیل کے علی ابن ابی طالب کے ہاتھ میں ان کے نبی نے دی تھی اس میں ان دونوں یہودیوں نے یہ تصرف کیا کہ توریت کے کچھ اخبار واحکام اور شہروں کے حالات داخل کردئے اور اسے بگاڑا اور بڑھایا یا گھٹایا اور ان سب واہیات باتوں کو اس میں ملادیا۔ مثلاً سورہ بقرہ آیت 107 میں آیا ہے کہ " نصاریٰ نے کہا یہود کچھ راہ پر نہیں اور یہود نے کہا نصاریٰ کچھ راہ پر نہیں اور وہ سب پڑھتے ہیں کتاب۔ اسی طرح کہی ان لوگوں نے جن پاس کچھ علم نہیں انہیں کی سی بات۔ اب اللہ حکم کریگا ان میں قیامت کے دن جس بات میں جھگڑتے تھے۔" اسی طرح کی اور نئی نئی اور خلاف باتیں ہیں جن سے دیکھنے والے پر پوشیدہ نہیں رہتا کہ بات کرنے والے حضرت سے کئی گروہ مختلف ہیں اور ہر گز اپنے نبی کی بات کو توڑتا ہے اور اسی طرح سورہ نحل اور نمل اور عنکبوت وغیرہ ہیں کہ یہ سب بے بنیاد باتیں ہیں۔ الغرض جب علی نبوت پانے سے ناامید ہوئے تو چالیس دن کے بعد اور بروایت بعض 6 مہینے کے بعد ابوبکر کے پاس گئے اور انکی بیعت کی اور ہاتھ پر ہاتھ مارا۔ ابوبکر بولے اے

حسن کے باپ کیا سبب ہوا کہ تو اب ٹھیک بیٹھا رہا اور ہماری متابعت نہیں کی ؟ کہا میں کلام الہیٰ کے جمع کرنے میں مصروف تھا کیونکہ نبی مجھ سے یہ وصیت کر گئے تھے۔ پس تو مصنف ہے تو اس بات کو دیکھ اور سوچ کہ کلام خدا کے جمع کرنے میں مصروف ہونے سے کیا مرا دہے اور تو جانتا ہے کہ حجاج بن یوسف نے بھی قرآن جمع کیا تھا اور بہت باتیں اس میں سے نکال ڈالی تھیں۔ پس اے مغرور خدا کی کتاب کو جمع نہ کرسکتے ہیں نہ اس میں سے کچھ نکال سکتے ہیں اور تو اور تیرے ہم مذہب ان باتوں کو جانتے ہیں اور انکار نہیں کرسکتے کیونکہ تمہارے یہاں کے معتبر راویوں نے ان خبروں کو نقل کیا اور درست ٹھہرایا ہے کہ اور اس باب میں ان کے درمیان کچھ خلاف نہیں اور تو یہ بھی جانتا ہے کہ انہیں راویوں نے یہ روایت کی ہے کہ پہلا نسخہ جو قریشیوں کے درمیان مروج تھا اس کو علی ابن ابی طالب نے سب سے لے لینے کا حکم کیا تھا تاکہ اس میں زیادتی اور نقصان واقع نہ ہو اور اختلاف نہ پڑے اور یہ وہی نسخہ تھا جو خالص انجیل کی مراد کے موافق تھا جسے نسطوریس عیسائی نے حضرت صاحب کو دیا تھا اور یہ وہی نسطوریس ہے جسے تمہارے حضرت اصحاب میں کبھی جبرائیل اور کبھی روح الامین بتاتے تھے۔ جب پہلی بیعت میں علی ابن ابی طالب نے ابوبکر سے کہا کہ میں کتاب کے جمع کرنے میں مشغول تھا تو وہ بولے کہ ہمارے پاس کچھ اور باتیں ہیں اور تیرے

پاس کچھ اور باتیں ہیں پھر بھلا کیونکر خدا کی کتاب جمع ہو سکتی ہے ۔ پس وہ اس کام پر اکھٹے ہوئے اور کچھ ان حافظوں سے لیا جنہوں نے جنگل کے رہنے والے اور شاذوواحد وغیرہ وغیرہ سے جو عرب آئے تھے اس نے لکھ لیا تھا۔ اور کچھ ٹھیکروں سے اور کھجور کے پتوں سے اور ہڈیوں سے اور مثل اس کے اور چیزوں سے لے کر جمع کیا لیکن یہ سب ایک صفحہ میں نہیں جمع کئے گئے اور ان کے پاس بطور یہودی نوشتوں کے مختلف صحیفے اور نوشتے ہوگئے اور یہ امر یہودیوں کی عیاری سے ہوا اور لوگوں کے درمیان قرات میں اختلاف واقع ہوا۔ بعضے علی ابن ابی طالب کے قرآن کے موافق پڑھنے لگے اور وہ آج تک انہیں کی پیروی کرتے ہیں اور بعضوں نے اس مجموعہ کے موافق پڑھا جس کے جمع کرنے کا ہم نے ذکر کیا اور بعضوں نے اس اعرابی کی قرات پر پڑھا جو جنگل سے آیا تھا اور کہتا تھا کہ میرے پاس حرف بحرف آیت بہ آیت اور قلیل وکثیر سب موجود ہے ۔ اس سے سن کر لکھ لیا تھا۔ لیکن اور کچھ حال اس اعرابی کا نہیں معلوم ہوتا کہ کس سبب سے آیا تھا اور بعضے لوگ ابن مسعود کی قرات پر پڑھتے ہیں کیونکہ تیرے نبی نے کہا تھا جو شخص چاہتا ہے کہ قرآن کو ایسی خوش آوازی اور عمدہ طرز سے پڑھے جس طرح پر کہ نازل ہوا تھا تو چاہیئے کہ ابن ام معبد کی قرات پر پڑھنے اور ابن مسعود کا معمول تھا کہ ہر سال ایک مرتبہ سارا قرآن حضرت کو سناتے تھے اور جس سال حضرت کا انتقال ہوا اس سال

دو مرتبہ سنایا تھا۔ اور بعض لوگ ابی بن کعب کی قرات پر پڑھتے ہیں کیونکہ حضرت نے کہا تھا کہ تمہیں ابی کے قرآن پر بڑھایا ہے اور بن مسعود اور ابی بن کعب کی قرائتیں بہت ملتی ہیں۔ پس جب عثمان بن عفان کا زمانہ آیا اور لوگ قرات میں اختلاف ڈالنے لگے تو علی بن ابی طالب نے عثمان پر بہانے ڈھونڈنا اور دقتیں پیدا کرنا شروع کیا اور عیب جوئی اور مخالفت پر کمر باندھی اور یہ سب تدبیریں ان کے قتل کے واسطے تھیں۔ پس کوئی شخص ایک آیت کو کسی طرح پڑھتا تھا اور کوئی کسی طرح اور ہر شخص اپنے امام کی طرفداری کرتا اور کہتا تھا کہ میری قرات تیری قرات سے بہتر ہے اور شخص جس امام کی قرات پر پڑھتا تھا اسی کی حمایت میں دلیلیں پیش کرتا تھا اور اس سے کمی وبیشی اور تبدیل و تحریف واقع ہوئی تھی۔ تب عثمان سے کہا گیا کہ لوگ قرات میں اختلاف ڈالتے اور کمی وبیشی کرتے ہیں اور آپس میں عداوت رکھتے ہیں اور اس سے ان کے درمیان فساد واقع ہوتا ہے اور ہر کوئی اپنی قرات کی طرفداری کرتا ہے اور اندیشہ ہے کہ بات بڑھ جاوے اور کشت وخون پر نوبت پہنچے۔ اور کتاب خراب ہوجاوے اور پھر تجھے درست کرنا دشوار ہو۔ یہ سن کر عثمان آمادہ ہوئے اور جہاں تک ممکن تھا نوشتوں سے اور پارچوں سے اور جو کچھ پہلے گیا تھا اس سے جمع کیا لیکن ابن ابی طالب پاس جو قرآن تھا نہ اس سے اور نہ اس سے اور نہ ان لوگوں سے قرآن تھا نہ اس سے اور نہ ان لوگوں سے جو ان کی قرات پر پڑھتے تھے کچھ تعرض کیا اور نہ اس تالیف

میں انہیں شریک کیا۔ لیکن ابی بن کعب اس نسخہ کے مرتب ہونے سے پیشتر انتقال کر چکے تھے اور ابن مسعود سے جو ان کا نسخہ طلب کیا تو انہوں نے اس کے دینے سے انکار کیا۔ اس پر عثمان نے وہی نسخہ کوفہ سے منگالیا اور ابو موسیٰ اشعری والا نسخہ استعمال کیا اور زید بن ثابت انصاری اور عبد اللہ بن عباس کو اور بعض کہتے ہیں کہ محمد بن ابی بکر کو بھی حکم کیا کہ اسے جمع درست کریں اور جو بات غلط ہو نکال ڈالیں۔ چنانچہ وہ دونوں نوجوان تھے اور ان سے یہ کہہ دیا تھا کہ جب تم کسی بات میں یہ لفظ میں یا نام میں مختلف ہو تو اسے قریش کے محاورہ میں لکھو۔ سووہ بہت سی باتوں میں مختلف تھے۔ ان میں سے ایک لفظ تابوت کا تھا۔ زید کہتے تھے ک یہ تابود ہے اور ابن عباس کہتے تھے کہ نہیں تابوت ٹھیک ہے۔ پس دونوں نے بہ محاورہ قریش لکھا۔ اسی طرح کی بہت سی اور باتیں ہیں۔ غرضیکہ جب دونوں موافق نسخہ مروجہ کے مرتب کر چکے تو اس کی چار نقلیں بڑے خط میں کرائی گئیں۔ ان میں سے ایک نقل مکہ کو اور ایک مدینہ کو اور ایک شام کو بھیجی گئی۔ شام والا نسخہ اب تک ملاطیہ میں موجود ہے اور مکہ دانی نقل آبی سرایا کے زمانہ تک رہی مگر اسی عہد میں (200ء) جب کعبہ ہاتھ سے گیا وہ نقل بھی جاتی رہی۔ ابی سرایا نے اسے ضائع نہیں کیا بلکہ کہتے ہیں کہ اسی فساد میں جل گئی لیکن مدینہ والی نقل ایام ظلم میں یعنی یزید بن معاویہ کے عہد گم

ہو گئی اور چوتھی نقل ملک عراق کے مقام کوفہ میں تھی۔ کوفہ آج تک قبتہ الاسلام اور جمع مہاجرین وصحابہ ہے اور کہتے ہیں کہ وہ قرآن آج تک کوفہ میں موجود ہے حالانکہ یہ درست نہیں ہے بلکہ یہ نقل مختار کے زمانہ میں جاتی رہی تھی اور ان صحیفوں اور نوشتوں سے جو اس طرح دور دور سے منگائے گئے تھے پھر قرآن جمع کرنے کا حکم ہوا اور عاملوں اور حاکموں کر پروانے جاری ہوئے کہ جہاں تک ہوسکے جمع کرادیں اور دیکھ لیں کہ کسی کے پاس کچھ رہ نہ جاوے اور جو کوئی کہنا نہ مانے اور دینے سے انکار کرے اسے سزا دیں۔ سو ان حاکموں نے اس کام میں ایسی سر گرمی و کوشش کی اور اس قدر جدوجہد اور تلاش سے جمع کرایا کہ پھر کسی کے پاس بجز چند متفرق اور پراگندہ سورتوں اور آیتوں کے اور کچھ باقی نہ رہا جیسا کہ کہتے تھے کہ سورہ نور سورہ بقر سے بھی بڑی تھی یا سورہ احزاب کم ہو گئی ہے پوری نہیں رہی اور اسی طرح کہتے تھے کہ سورہ برات اور انفال میں کچھ فصل نہیں تھا۔ چنانچہ اسی سبب سے اس پر بسم اللہ نہیں تھی یا جیسے مسعود کا قول موذتین کی نسبت تھا کہ جب تم اسے قرآن میں پاؤ توجو کچھ اس میں نہیں ہے وہ مت بڑھاؤ یا جیسے عمر نے منبر پر کہا تھا کہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آیت رجم قرآن میں نہ تھی کیونکہ ہم بہ تحقیق اسے پڑھا کرتے تھے۔" مرد عورت جب زنا کریں تو انہیں سنگسار کرو۔" اگر مجھے لوگوں کے اس کہنے کا اندیشہ نہ ہوتا کہ جو کچھ قرآن میں نہیں تھا وہ عمر نے

بڑھادیا ہے تو البتہ میں اپنے ہاتھ سے ان آیتوں کو بڑھاتا اور اسی طرح دوسرے خطبہ میں عمر نے

کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کوئی کہتا ہو کہ آیت متعہ قرآن میں نہ تھی - ہم خود اس آیت کو پڑھا کرتے تھے لیکن اب نکال ڈالی ہے سو جس شخص نے اسے نکال ڈالاہے - خدا نے اسے کبھی جزائی خیر نہیں دیگا- کیونکہ وہ شخص امانت دار تھا لیکن اس نے حق امانت پورا نہیں کیا اور خدا ورسول کی نصیحت کو نہ مانا غرضیکہ بہت سی باتیں جن کا ہم نے ذکر کیا قرآن سے نکال ڈالی گئیں اور عمر نے یہ بھی کہا تھا کہ اس شخص پر لازم نہ تھا کہ آدمیوں کے واسطے خدا کو چھوڑدے حالانکہ خدا نے محمد کو وسیع دین کے ساتھ بھیجا تھا اور ابی بن کعب نے کہا کہ دوسو رتیں قنوت وو تر جو لوگ قرآن میں پڑھتے تھے اور پہلی تالیف میں بھی موجود تھیں وہ اس نسخہ میں نہیں ہیں اور وہ یہ ہیں "اللھم انا نستعینک نوستغفرک ونتنھدیک ونومن بک نتوکل علیک لے آخر الوتر" اے اللہ ہم تجھی سے مدد چاہتے ہیں اور بخشش مانگتے ہیں اور ہدایت طلب کرتے ہیں اور تجھی پر ایمان لاتے ہیں اور تجھی پر بھروسا رکھتے ہیں- اخیر وترک اور اسی طرح آیت متعہ کی جسے علی نے بالیقین نکال ڈالا تھا- اور ابی بن کعب کہتے ہیں کہ میں نے علی کے زمانہ میں ایک شخص کو وہ آیت پڑھتے سنا تو علی نے اسے بلا کر کوڑے لگوائے اور حکم دیا کہ کوئی نہ پڑھنے پاوے- عائشہ پراونٹ والے دن جو انہوں نے تہمت لگائی تھی اس کا کچھ حال بھی ان آیات میں تھا اور ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ عبداللہ بن خزاعی کے گھر پر بی بی عائشہ گئیں اور کہا کہ علی قرآن میں ترمیم کرتا ہے اور کھڑا کھوٹا نکاح ہے اور اس سے منکر ہے اور بہ تحقیق اس نے قرآن کو بدل ڈالا ہے اور تحریف کی ہے اور عبداللہ بن مسعود والا نسخہ ان کے پاس رہ گیا تھا - وہ اب تک چلا آتا ہے اور اسی طرح علی ابن ابی طالب والا نسخہ ان کے لوگوں کے پاس ہے پھر حجاج بن یوسف کے حکم سے جو کچھ ہوا وہ ہوا یعنی کوئی صحیفہ اس نے بغیر جمع

کرائے نہیں چھوڑا اور بہت سی باتیں اس میں کی جنہیں بتایا کہ بنی امیہ کےواسطے ان کی اقنوم کے ناموں سے اور بنی عباس کے واسطے ان کی قوم کے ناموں سے نازل ہوئی تھیں نکال ڈالیں اور جو کچھ حجاج نے چاہا اس طرح پر چھ جلدیں قرآن کی لکھوا کر مرتب کیں اور ایک مصر کو ایک شام کو اور ایک مدینہ کو اور ایک مکہ کو اور ایک کوفہ کو اور ایک بصرہ کو بھیجی گئی اور چاہا کہ لوگ پہلے نسخوں کو چھوڑ کر اس تالیف کو اختیار کریں اور اس امر میں لوگوں پر بہت تشدد اور زیادتی کی جس سے عثمان کی ساری کوشش اور کارروائی باطل ہوگئی اور جو کچھ ہم نے لکھا ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ تو ایسا شخص ہے جس نے خدا کی الہامی کتابوں کو پڑھا ہے اور جانتا ہے کہ تیری کتاب کے اکثر اخبار کس طرح ترتیب دئے گئے اور کیسے الٹے پلٹے ہوگئے ہیں اور یہی ثبوت اس بات کا ہے کہ بہت لوگوں کے ہاتھوں میں قرآن پہنچا اور اس میں ان کی رائیں مختلف ہوئیں اور بڑھایا گھٹایا گیا اور جو جس کے جی میں آیا وہ اس نے کہا اور لکھ دیا اور جو جس کو برا لگا وہ اس نے نکال ڈالا۔ پس خدا تجھے بزرگی دے کیا خدا کی کتب منزلہ کی یہی شرطیں ہوتی ہیں؟ اصل یہ ہے کہ تیرے نبی جنگل کے رہنے والے عرب تھے جو کچھ ان کے دل میں آیا اپنی زبان میں آراستہ کرکے جنگلیوں کو دیدیا اور وہ اس طریق سے ان کے دوست بن گئے حالانکہ وہ خود اپنی کتاب میں شہادت دیتے ہیں کہ عرب گمراہی اور دشمنی میں نہایت سخت ہیں اور جو کوئی سخت گمراہ ہو اسے خدا کا بھید اور اس کی وحی و کتاب جو اس نے اپنی نبی پر نازل کی ہو حاصل ہوتی کیونکر ممکن ہے؟ ابوبکر وعمر عثمان وعلی کے درمیان جو کچھ رنج ودشمنی تھی وہ تجھ پر ظاہر ہے۔ پس کچھ تو انہوں نے بڑھایا اور کچھ گھٹایا اور ہر شخص اپنے نبی کے خلاف اور ان کے قول کی نقیض چاہتا تھا۔ پھر بھلا کیونکر جانیں کہ کونسا

قول درست ہے اور درست نادرست کی تمیز تو کس سے کرسکتا ہے ؟ پھر اس میں حجاج نے بھی تصرف کیا تھا اور حجاج کی روش کل امور میں جیسی کچھ تھی وہ تو خوب جانتا ہے ۔ پھر بھلا خدا کی کتاب میں اس پر کیا بھروسا ہوسکتا ہے اور کیونکر ممکن ہے کہ اس نے کچھ تبدیل تغیر نہ کیا ہو۔ کیونکہ وہ ایسا شخص تھا کہ جس طریق سے ہوسکتا تھا بنی امیہ کے دوست بنانے کوجو کچھ دل میں آتا تھا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ یہودیوں نے بھی لغو باتیں ملادی ہیں بلکہ بعض کو یہ امر ظاہر بھی ہوگیا تھا اور یہ سب باتیں ازراہ مکروفریب اور فساد اٹھانے کواور دین کے بگاڑنے کو کرتے تھے ۔ پس یہی درست ثبوت اور واضح دلیل ہے "جس نے بجزاس شخص کے جس کی آنکھ جہالت سے اندھی ہو اور دل پر تاریکی چھائی ہو اور کون نہیں قبول کریگا؟ ورنہ پھر کونسی دلیل اور شرح ہماری شرح سے بہتر ہے ؟ اور چونکہ تو ایسا شخص ہے کہ خدا کے بھیدوں کے نوشتوں کو پڑھا ہے اور جیسا سمجھنے کا حق ہے سمجھتا ہے اور انصاف تیری عادت کی اصل ہے۔ اس واسطے ہم نے تجھ کو یہ شرح لکھی اور حق بیان کیا کہ جس میں (خدا تجھ پر رحم کرے) بعض باتیں اگرچہ بالفعل تلخ معلوم ہوں لیکن انجام میں حلادت کثیر ہے ۔ پس اسی سبب سے ہم نے اس بیان پر اکتفا کی اور تو بھی اس تھوڑی سی تلخ دوا سے جوآخر کو بڑا نفع دیگی صبر کر کیونکہ تو جانتا ہے کہ اور نیز جو کوئی ہمارے اس رسالے کو دیکھیگا وہ بھی جان لیگا کہ ہم اپنے دل سے کوئی بات بڑھا کر تجھے نہیں لکھی ہے بلکہ جو کچھ تمہارے معتبر اور مصنف راویوں نے جن کے قول تم نقل کرتے ہو اور جو ان خبروں وغیرہ کے صحیح بیان کرنے کے سبب سے بڑے دیندار کھلاتے ہیں صحیح صحیح نقل کیا ہے اسے بیان کرتے ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ ان راویوں نے کوئی بات نہیں بڑھائی ہے اور نہ کسی فریق کی طرفداری کی ہے اور ہم

پر ان کی راستی ثابت ہو گئی ہے اور جو کچھ انہوں نے اس کتاب سے جسے ہم نے دیکھا ہے نقل کیا اس کی حقیقت کو پہچانا کہ وہ ایسا پرا گندہ کلام ہے جس میں نہ کچھ نظم ہے نہ تالیف ہے اور نہ معنی درست بیٹھتے ہیں۔ خلاف سے پر ہے۔ ایک بات دوسری کے مخالف ہے۔ پس ہم پر اور نیز ہر عقلمند پر ثابت ہو گیا کہ جو کچھ راویوں نے اس کی نسبت خبر دی ہے وہ ویسی ہی ہے جیسی ہم نے بیان کی ہے۔ اگر ہمیں طوالت کا اندیشہ نہ ہوتا تو البتہ تناقض کلام اور تفاوت معانی اور اصل اخبار بہ تفصیل بیان کرتے لیکن جس قدر ہم نے ثابت کیا ہے وہ دانشمندوں کے واسطے اور جو لوگ اپنے آپ کو نصیحت دینا چاہتے ہیں ان کے واسطے یہ حجت و دلیل ہے اور نبی مبعوث کی نبوت پر ایسی ہی کافی شہادت ہے جیسے سمندر کا پھاڑنا موسیٰ کے لئے اور مردوں کو جلانا اور گونگوں کو گویائی دینا اور کوڑھ کا دور کرنا ہمارے سردار سیدنا مسیح منجی عالم کے لئے نشانیاں تھیں۔ البتہ جو بالکل نادان واحمق ہو اور بات کے سمجھنے کی عقل نہ رکھتا ہو اس کے نزدیک یہ خیال درست قرار دیا جاسکتا ہے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ جس کو ذرا بھی عقل سے مس ہے یا اس امر میں فکر کرنے کی ادنی تمیز بھی ہے وہ ایسی بات اپنی زبان سے کبھی نہ نکالیگا اور اس شخص کے سوا جو ذہن کا کند اور عقل کا ڈبونے والا اور سمجھا کا کھوٹا اور دل کا کمزور ہو اور کسی کے دل میں ہرگز ایسے خیالات نہیں گذرینگے۔ خدا تجھے عزیز کرے کیا تو نہیں دیکھتا کہ آپ کو بڑا عقلمند اور محقق جانتا ہے اور پھر ایسی کتاب پر دلیل لاتا ہے حالانکہ تو اس کے اخبار واسباب واصول سے خوب

واقف ہے اور جو کوئی میری مانند اصول اخبار کی تحقیق ذبحث کرنے والاہو اس کے نزدیک ایسی حجت بیکار ہے اور تو جانتا ہے کہ میں نے کتابوں کو پڑھا ہے اور اصول کو پہچانا ہے اور اول سے آخر تک اس کی کیفیت دریافت کی ہے۔ میرے نزدیک ایسی لایعنی خبریں اور نکمی باتیں نادرست اور لاحاصل ہیں۔ خدا تجھے توفیق دے یہ بتا کہ اپنے حضرت کے اس قول سے کہ "اگر جمع ہوویں آدمی اور جن اس پر کہ لادیں ایسا قرآن ۔ نہ لاسکینگے ایسا قرآن اگرچہ بڑی مدد کریں ایک کی ایک" (بنی اسرائیل 90) تو کیا مراد لیتا ہے ؟ اگر تو یہ کہے کہ اس کے الفاظ نہایت فصیح ہیں تو ہم جواب دینگے کہ البتہ روم والوں کے نزدیک کلام یونانی اور فارسیوں کے نزدیک زردشت کا کلام اور سریانیوں کے نزدیک سریانی اور عبرانیوں کے نزدیک بیت المقدس کی عبرانی اس سے بھی زیادہ فصیح ہے کیونکہ ہر زبان میں کلام فصیح ہوتا ہے جسے اہل زبان سب زمانوں سے بہتر جانتے ہیں اور الفاظ مرغوب اور موزون ہوتے ہیں جن سے بات چیت کرتے ہیں اور وہ تیرے نزدیک اعجمی ہے۔ اسی طرح تیری زبان عربی جسے تو فصیح جانتا ہے وہ ان کے نزدیک اعجمی ہے۔ جب ہم تیرے قول کے موافق کہینگے کہ تیری کتاب فصیح ہے تو اس سے مراد یہ ہوگی کہ عربی زبان میں فصیح ہے اور چاہے جس زبان کی عبارت ہو جو کوئی فصیح عبارت بیان کرتا ہے وہ غیر زبان کے الفاظ کا محتاج نہیں ہوتا اور نہ اسے اپنے کلام میں غیر زبان سے مدد لینے کی ضرورت پڑتی ہے بلکہ غیر زبان کی فصاحت و علم سے بالکل بے پروا ہوتا ہے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ تیرے حضرت کو اپنی کتاب میں غیر زبان کے

استعمال کی ضرورت پڑی حالانکہ دعویٰ یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو عربی زبان میں اتارا شاید تم سمجھو۔ اور عرب العاربہ کے عربوں سے جو کلام والوں میں بڑے فصیح و بلیغ سمجھے جاتے تھے ان الفاظ سے بات چیت کی۔ جیسے استبرق اور سندس اور اباریق اور نمارق اور مثل اس کے اور ہیں کہ وہ سب فارسی زبان کے الفاظ ہیں جیسے مشکواۃ کہ وہ حبشی زبان کا لفظ ہے۔ عربی میں اسے کوۃ کہتے ہیں۔ اسی طرح بہت سے اور الفاظ ہیں جنہیں حضرت نے اپنی کتاب میں استعمال کیا ہے۔ پس ہم کہتے ہیں کہ آیا عربی ان پر ایسی تنگ ہو گئی تھی یا اس میں اتنی گنجائش نہ تھی کہ خاص کر ان چیزوں کے ناموں کے لئے غیر زبان کی حاجت پڑ گئی؟ حالانکہ تیرا اعتقاد ہے کہ وہ کتاب خدا رب العالمین کی طرف سے جبرائیل روح الامین کے ہاتھ سے نازل ہوئی تھی لیکن یہ بات دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو اس کتاب میں یا کتاب والے میں نقصان ہے۔ سو تو اگر اپنے نبی کی طرف منسوب کرے تو لازم آویگا کہ وہ ان ناموں کی عربی نہیں جانتے تھے اور انہیں اس کا علم نہ تھا۔ اس سبب سے یہ مجبوری ایسے لفظوں کو استعمال کیا۔ اس سے تو امراء القیس کا کلام اس کے سوا سینکڑوں ہزاروں شاعر و خوش بیان متقدین میں ومتاخرین اور بڑے خطیب اور بلیغ جو تیرے نبی سے پہلے گذرے ہیں ان کا کلام عبارت اور معانی میں بدرجہا فصیح تر ہے۔ الفاظ موزون اور معانی دقیق ہیں چنانچہ جب کبھی ایسے لوگوں نے تیرے

حضرت کو دلائل معقول سے قائل کیا تو انہوں نے یہ کہہ کر کہ وہ لوگ ہمارے دشمن ہیں گویا ان کی فصاحت کا خود اقرار کیا۔ سوا گروہ لوگ کچھ خصوصیت بھی رکھتے تھے تو ان کی خصوصیت حق بجانب تھی اور ان کا کلام تیرے حضرت کے کلام سے نہایت فصیح و بلیغ تھا چنانچہ حضرت خود قائل ہیں کہ یہ بیان بیشک جادو ہے۔ پس یہ بات دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو یہ ہے کہ جب کتاب بنی تھی تو اس میں یہ الفاظ عجمی نہ تھے جو کہ کہہ سکیں کہ حضرت پر زبان عربی تنگ ہو گئی تھی باوجودیکہ میں اور تو اور سب لوگ جانتے ہیں کہ ہماری زبان عربی میں سب سے زیادہ وسعت ہے۔ یا یہ بات ہو کہ حضرت کے بعد لوگوں نے یہ الفاظ ملادئے ہوں جیسا قرآن کے آغاز احوال میں بیان کر چکے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ قرآن بہت لوگوں کے ہاتھوں میں اور تصرف میں رہا۔ اب یہ بتا کہ دونوں باتوں میں کونسی بات تو قبول کرتا ہے ؟ کیونکہ بغیر اس کے چارہ نہیں کہ دونوں میں سے ایک کو اختیار کرے اور جو کچھ اس کا نتیجہ ہوگا وہ تو اپنے دل میں جانتا ہوگا۔ اگر تو کہے کہ ان شاعروں میں یہ قدرت نہ تھی کہ ایسی مرصع و مقفی عبارت بیان کرسکتے تو ہم تجھ سے کہینگے کہ شاعروں کے اشعار کا نظم وزن نہایت درست اور اس سے مشکل ہے اور معانی نہایت دقیق ہیں۔ ایک معنی کو دوسرے معنی سے کچھ مخالفت ومغایرت نہیں ہوتی اور خالص عربی کے صاف اور پاکیزہ الفاظ اور ان الفاظ کی نشست اس طرح پر ہوتی ہے جس سے عمدہ معانی

نہایت موثر اور دلچسپ پیدا ہوتے ہیں۔ بخلاف اس کے تیری ساری کتاب کا قافیہ ٹوٹا ہو اور باتیں مختلف اور لایعنی اور فضول مطالب کا بڑھانا پایا جاتا ہے ۔ پس اگر تو یہ کہے کہ اس کے مطالب نہایت درست ہیں اور باتیں نہایت عمدہ ہیں تو ہم تجھ سے پوچھینگے کہ کونسی عمدہ بات تونے اس میں پائی ؟ ہمیں بھی بتا اور سمجھا تا کہ ہم اس کو سیکھ لیں اور کونسے معنی درست تونے اس میں دیکھے اور کیا بات غریب معلوم ہوئی ؟ہمیں بھی بتا اور مطلع کر۔ یا کونسی خبر ہے جسے ہم نے تمام وکمال خوب شرح وبسط اور صحت کے ساتھ اگلی کتابوں سے نہیں سنا ہے ؟ کیا وہ ایسی کتابیں نہیں ہیں جنہیں ہم نے خوب پڑھا اور سمجھا اور اسکی تفسیر کو پہچانا اور اس کے مطالب سے واقف ہوئے اور اس کے اصول واسباب سے بحث کی اور اس کی خبروں کو خوب تحقیق یا اور اس علم میں اکثروں پر سبقت لے گئے اور پختگی حاصل کی ؟ اور تیری کتاب میں کوئی نشانی ایسی عجیب ہے جو آدمی کے امکان سے باہر ہو اور تیرے حضرت کی بعثت پر ایسا ثبوت قطعی ہو کہ جس سے ان کی نبوت اور سالت پر اقرار کرنا اور وحی وبشارت پر ایمان لانا واجب ہو یہاں تک کہ اس پر قیاس کیا جاوے ؟ یا کوئی ایسی نشانی پائی جاوے جیسے سمندر کا پھٹنا اور مردوں کا زندہ ہونا اور بہتیرے اور عجیب نشان نبیوں کے ہیں اور یہ ساری چکنی چپڑی باتیں اور وفصاحت کی تعریف جنگلی عرب کے سامنے تھیں اور یہ امر کہ جن وانس کوئی اس کی مثل نہیں بنا سکتا صرف

اسی سبب سے تھا کہ وہ لوگ بالکل جاہل اور کم رتبہ اور وحشی اور دہقانی تھے۔ ان کی آنکھوں میں یہ کام بڑا معلوم ہوا اور ان کے دلوں میں اس کی عظمت بیٹھ گئی ور نہ جب تو اپنے دل میں ذرا سوچیگا تو اس کی ساری کیفیت کھل جائیگی اور مسلمہ حنیفی اور اسود عنسی اور طلحہ ابن صنو یلد الاسدی وغیرہ نے بھی تیرے حضرت کی طرح کام کیا تھا۔ میں نے مسلمہ کے صحیفہ کو پڑھا ہے اور گواہی دیتا ہوں کہ تیرے لوگوں پر اگر وہ ظاہر ہوتا تو بہتیرے پھر جاتے صرف اتنا فرق ہوا کہ تیرے نبی کی طرح مسلیمہ وغیرہ اپنے واسطے مددگار نہیں مہیا کر سکے۔ تو ایسا سمجھ کہ گویا میں تیرے پاس آیا اور کسی لفظ کا کچھ ذکر چلا۔ میں نے اسے بتایا اور تیرے سامنے بمنزلہ ثبوت کے قرار دیا اور وہ لفظ تیری بول چال میں ہے اسی طرح سے یہ بھی جاننا چاہئے کہ زبان میری اور تیری ایک ہے اور ہم دونوں اس میں شریک ہیں۔ کچھ تجھ کو ہم پر فوقیت نہیں ہے اور نہ تیرے پاس اس زبان کی کوئی ایسی چیز ہے جو ہمارے پاس نہ ہو اور نہ تیرا علم اس میں کچھ ہم سے زیادہ خالص ہے اور اس میں شک نہیں کہ تجھ کو اس امر کا اقرار کرنا پڑیگا کہ ہم گروہ عرب سے ہیں اور ہم سب لوگ زبان میں یعرب سے سند پکڑتے ہیں۔ یعرب یشجب کا بیٹا اور یشجب نابت کا بیٹا تھا اور نابت ہمارے باپ اسمعیل کا بیٹا تھا اور نکمی دلیل وہی بے بنیاد دعویٰ ہے جو تو مجھ پر ان وحشی اور کم رتبہ اور گنوار اور جاہل اور کند ذہنوں کے واسطے جائز رکھتا ہے

جنہیں زبان عربی سے واقفیت نہیں البتہ کسی قدر دخل رکھتے ہیں۔ پس جب ان کے سامنے اس زبان سے کچھ پیش کیا جاوے جسے وہ سمجھ نہ سکتے ہوں تو اسے سچا جاننے لگتے ہیں اور بقدرِ عدم واقفیت اسے حاصل کرتے ہیں لیکن عرب العاربہ کے لوگ جو بدو ہیں ان کی زبان اور لغت ایک ہے اور ان میں ہر شخص اپنے صاحب کے کلام کو جانتا ہے لیکن اہل حضر اور نیز جن لوگوں نے اپنے گھروں میں نشوونما پائی ہے اور عجم وغیرہ سے مخلوط ہوگئے ہیں انہوں نے البتہ مدت تک غیروں سے صحبت پانے اور عادت کے غلبہ سے اپنی زبان کو بگاڑ ڈالا۔ پس تیرے سامنے لغت کے ذکر کی کچھ حاجت نہیں ہے اور نہ تجھے اس میں کچھ رسائی ہے اور نہ کوئی ملجا ہے۔ پھر اگر تو کہے کہ قریش عرب میں نہایت فصیح ہیں اور وہ دلیل برہان سے جھگڑتے ہیں اور وہ بہت ہی فصیح و بلیغ ہیں اور خوش بیانی میں اور بول چال میں بڑے ہوشیار ہیں تو ہم تیرے سامنے ایسی بات پیش کرینگے جس کا تو انکار نہ کرسکے اور نہ اس کی تصدیق میں کلام کرے اور وہ یہ ہے کہ نعمان کندی کی بیٹی بلیکہ کو جب تیرے حضرت نے طلب کیا اور وہ ان کے پاس گئی تو بولی" کیا ملیکہ بازاریوں سے بھی کمتر ہے۔" اور اس میں اور تو کوئی شک نہیں لاتے کہ قریش عرب کے سوداگر اور وہاں کے بنیئے تھے اور کندی لوگ بادشاہ تھے جو تمام عرب پر حکمرانی کرتے تھے اور یہ بات میں تجھ پر

فخر کی راہ سے بدیں جہت کہ کندی ہونے سے میری جنس کو شر ہے اور میرا نسب عربوں میں اعلیٰ ہے نہیں کہتاہوں بلکہ اس لئے کہ تو جان لیں کہ کندی زبردست وفصیح وبلیغ اور خطیب اور شاعر لوگ بادشاہ کے یہاں معزز اور گروہوں کے خلاصہ اور بخشش اور بزرگی والے لوگ تھے۔ یہاں تک کہ روم وفارس کےلوگ ان سے راہ ورسم رکھنی چاہتے تھے اور انہیں اپنی بیٹیاں دینے میں فخر سمجھتے تھے۔ یہ ایسی بات ہے جس سے سوائے جاہل نادان کے اور کوئی انکار نہیں کریگا اور قریش خصوصاً ہاشمی بڑے ذی رتبہ اور عزت والے لوگ تھے جس کا انکار بجز اس شخص کے کہ حسد نے اسکی بینائی کو کھودیا ہو اور نور عقل کو زائل کیا ہو اور کوئی نہیں کریگا اور یہی قول میرا تمام عرب کی اور ان کے سب قبیلوں کی نسبت ہے کہ انہیں خدا نے فضل وکرم میں تمام عجم پر سبقت دی ہے۔ پھر اگر تو یہ دعویٰ کرے کہ عرب کا کلام نظم واشعار سے مدون ہے اور وہاں کے حالات اور قصے شعروں سے مقید ہیں تو ہم اس میں کچھ تجھ سے معارضہ نہیں کرینگے بلکہ تیری خاطر سے اس کو تسلیم کرلینگے اور اس پر چنداں توجہ نہیں کرینگے۔ یہ کوئی ایسی بڑی بات نہیں ہے جس کے قبول کرنے میں ہمارا کچھ نقصان ہو کیونکہ یہ ایسی بات ہے کہ جس کا نقص دانشمندوں پر کچھ پوشیدہ نہیں۔ اس سے تیری دلیل آپ باطل ہوجائیگی اور اہلِ فکر کے نزدیک تو اسمیں قائم نہیں رہ سکیگا کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ بہتیرے لوگ جو عجمی

کہلاتے تھے انہوں نے عربی میں شعر کہے ہیں اور جب کبھی ہم نے ان کے اشعار پڑھے اور ان کو عرب العاربہ کی بدوی زبان کے اشعار وادبیات سے مقابلہ کرکے دیکھا تو ان سے مختلف نہیں پایا بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ لوگ بھی ہمیشہ انہیں کی روش پرچلتے ہیں اور انہیں کے طریقوں کو اختیار کرتے ہیں اور جبکہ ایسی صورت ہے تو تدوین عرب کی کچھ خصوصیت نہیں رہی۔ عرب کے حالات واخبار کا اظہار شعروں میں خدا کے اسرار کی کتابوں پر کسی طرح سے بھی حجت قطعی اور ثبوت کامل نہیں ہے اور اس بات کا کوئی یقین نہیں کرتا ہے کہ جو اشعار قدماء عرب کے طرز پر ہوں ان میں کسی قسم کا فساد اور تغیر اور زیادتی اور نقصان واقع نہیں ہو۔ لیکن اہل تحقیق کے نزدیک شعروشاعری کوئی حجت اور دعویٰ صحیح نہیں ہوسکتے بلکہ عقلمندوں اور فیلسوفوں کے نزدیک محض توہمات اور خرافات ہے۔ البتہ ہم لوگ جو گروہ عرب سے ہیں شعر کو مقدم رکھتے ہیں اور اس کی خوبیوں کو اور اس کے فضائل کو بیان کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ عرب کے دیوانوں میں بڑے بڑے آداب اور عجیب عجیب باتیں ہیں اور اس میں شک نہیں کہ جب ہم اپنے دل میں سوچیں اور دریافت کریں تو معلوم ہوگا کہ اشعار میں البتہ غیروں کی باتیں مخلوط ہوگئی ہیں کیونکہ وہ تو صرف کلام ہے جو فقط عربوں ہی سے مخصوص نہیں۔ جس کو فراغت واطمینان حاصل ہوتا ہے وہ اپنی ہمت کو اس طرف مصروف کرتا ہے۔ سب آدمیوں کے

درمیان پھیلا ہوا ہے۔ جو چاہے اس میں شریک ہو اور جس کسی کو بادشاہوں سے قرب حاصل کرنا اور راہ ورسم پیدا کرنی منظور ہوتی ہے وہ اس زبان کو سیکھ لیتا ہے۔ اس سبب سے احتمال ہے کہ اس میں فساد اور تغیر اور زیادتی اور نقصان واقع ہوا ہو۔ پس اس میں شک نہیں کہ خدا کے بھیدوں کی کتابوں میں شعرو شاعری اور فصاحت کی کچھ اصل نہیں ہے بلکہ نظم لغت فاسد ہے جو عقل کو کم اور ترکیب کو گم کردیتی ہے۔ پس خدا تجھے نیک توفیق دے بیجا تعصب اور طرفداری سے اپنی عقل کے ساتھ ناانصافی مت کر اور حق تمیز کو برباد مت کر۔ کیونکہ ایسی باتیں ان لوگوں کے سامنے چل سکتی ہیں جو وحشی گنوار اور عقل سے بے بہرہ اور علم سے خالی ہوں۔ نہ کتابوں کو دیکھا ہو نہ اگلی خبروں کے اصول کو پہچانا اور کمینے جنگلی عرب کی طرح بالکل جانور کفتار اور گرگٹ کے کھانے والے اور بیابان وریگستان میں محتاجی اور افلاس اور تلخ عیشی میں تربیت پائے ہوئے گرمی کی بادسموم اور جاڑے کی سردی اور بھوک پیاس اور سخت عریانی سے نہایت پریشان ہوں۔ ایسے لوگوں کو دودھ اور شراب کی نہروں سے اور طرح طرح کے میوں اور گوشت کھانے اور تختوں پر بیٹھنے اور سندس اور حریر اور استبرق کے فرشوں پر تکیہ لگانے اور ایسی عورتوں سے نکاح کرنے کی رغبت دلائی جائے جو چھپے موتیوں کے مانند ہوں اور لونڈی غلام خدمت کو موجود ہوں۔ پانی کثرت اور سایہ دراز وغیرہ سب باتیں

ان کے بہشت میں موجود ہوں۔ ایسے لوگوں کے سامنے البتہ اس قسم کی باتیں چل سکتی ہیں بلکہ بعض لوگ تو جب سفر کرتے ہوئے سرزمین فارس پہنچے تو بہت خوش ہوئے اور گمان کیا کہ جس بہشت کا حال سنا کرتے تھے وہ یہی ہے۔ اس واسطے انہوں نے اپنے دل میں ٹھان لیا کہ اہلِ فارس سے لڑ کر اس کو چھین لینا اور فتح کرلینا چاہئے اور تو جانتا ہے کہ بعضوں نے بعض سے لڑائی میں یہ کہا کہ یہ وہی فتح ہے جس میں بہشت کی نعمتوں کا مزہ آتا ہے اور جو کچھ وہاں تھا خوب مزوں سے کھایا پیا اور کہنے لگے خدا کی قسم ہے اگر لڑائی کرنی واجب ہوتی سو وہ اس گروہ نجس اور ناپاک سے جس نے خدا سے سرکشی اور زیادتی کی تھی لڑے اور خدائے عزوجل نے ان پر ایسی قوم کو مسلط کیا جس نے بڑی بے رحمی سے انہیں قتل کیا اور ان کے گھروں کا اجاڑا اور خوب خونریزی کی۔ ظالموں کے واسطے خدا کا یہی حکم ہے اور وہ ان کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتا ہے کہ ایک دوسرے سے بدلہ لے لیتا ہے اور ایسے کم رتبہ وحشیوں کو ان پر مامور کرتا ہے جنہوں نے جانوروں کی مانند جنگلوں میں نشوونما پائی ہو جنہیں نہ ادب سے کچھ بہرہ نہ خوبی سے کچھ سروکار ہے۔ نہ انہیں کچھ علم ہے نہ معرفت۔ پس جب کبھی یہ لوگ عربی میں بات کرتے تو جس زبان کا لفظ چاہتے

بولنے لگتے اور یہ سمجھتے کہ عربی بولتے ہیں اور لوگوں پر زیادتی کرتے۔ کوئی ان میں اپنی زبان سے دعویٰ کرتا کہ میں مسلمان ہوں لیکن اس کے دل میں اپنے پہلے مذہب یہود یا مجوس کا کچھ مرض ضرور ہوتا تھا اور وحشی ایسے تھے کہ اتنا نہیں جانتے تھے کہ ہمارا خالق کون ہے اور اگر ان سے پوچھا جاتا کہ وہ کونسی تعریف ہے جس سے تو اپنے اور خالق کے اور جانوروں کے درمیان فرق کرتا ہے تو ان میں اتنی عقل نہ تھی کہ اس میں کچھ تمیز کرتے اور نہ یہ جانتے تھے کہ اس کی حقیقت کیا ہے اور اس بات کا کیا جواب دینا چاہئے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ لوگ مثل جانوروں کے بلکہ نہایت گمراہ تھے۔ جنگل کے چارپایوں کے طرح محض ہوس سے منہ ڈالتے اور یہ نہیں جانتے کہ جس دین میں داخل ہوئے ہیں اور جس پر پہلے تھے کیا فرق ہے۔ یہی حال بت پرستوں اور مجوسیوں اور جاہل اور نادان یہودیوں کا تھا جو حاکم وقت سے عزت پانے اور مخلوق پر ظلم وزیادتی کرنے اور ذی رتبہ اور آزاد لوگوں کی اولاد پر اہل خوبی ومعرفت پر اور اہل دین وعلم ومروت پر اور آبرو والوں اور شریفوں اور نجیبوں پر زبان درازی کرنے کو دیہ دین اختیار کرتے تھے اور یہی حال ان مکاروں اور دغابازوں اور گنہگاروں کا تھا جو دین عیسوی میں رہ کر محرمات کا ارتکاب اور بہت سی عورتوں سے نکاح جو خدا نے ان پر حرام کی تھیں نہیں کرسکتے تھے اس واسطے اس کو چھوڑ کر اس دین میں داخل ہوئے اور یہی حال ان

لوگوں کا ہوا جنہوں نے کمال حرص سے خواہشات جسمانی کو اپنے واسطے جائز رکھا اور دنیا پر اس کی لذتوں اور نعمتوں پر اور ناچیز وفانی عزت کی طلب میں اور ناپایدار ثروت کی ہوس میں جھک گئے اور آخرت کی دولت کو جو دائم وباقی ہے اور نہ کبھی دور ہوتی ہے نہ گھٹتی ہے چھوڑ دیا اور اس دین کی طرف مائل ہوئے اور اپنی مراد حاصل کرنے اور اس مراد تک پہنچنے کے واسطے اس دین کو ایک سبب گردانا اور سیڑھی قرار دیا کیونکہ دنیا کہ نہایت پختہ اسباب جو سوچے جاتے ہیں وہی ہیں جو دنیا کا بادشاہ بتادے اور کبائرومعاصی کے ارتکاب کی اس میں راہ نکالے۔ اور وہ لوگ بھی اس دین میں داخل ہوئے جنہوں نے جانا کہ اس وسیلہ سے ہم کو رزق کافی ملیگا اور فکر واہتمام سے بے پرواہ ہوجائینگے ورنہ تونے کبھی دیکھا یا سنا کہ جس کو دین میں کچھ بصیرت یا دانائی یا سمجھ یا امور کی تحصیل ہے یا کتابوں کو پڑھا اور تحقیق کیا اور اعتقاد درست رکھتا ہے یا دانائی پر نظر ہے یا عقل صحیح اور فکر درست کی حکمت کا مدعی ہے وہ سوای دین عیسوی کے کسی دوسرے دین کا متبع ہوا؟ اور سوائ دنیاوی سبب کے جس کی طرف مجبوری واضطراب نے بلایا ہوتا کہ تیرے دین اور بادشاہ سے اس کی مراد برآوے اور جو ناچیز کام کہ نفس چاہتا تھا اور دین عیسوی میں ممنوع مقبوح تھا بلکہ اس کا مہیا ہونا اور عمل میں لانا غیر ممکن تھا اس کو حاصل کرے کیا کسی اور سبب سے

اس دین کو چھوڑ کر اس کی باتوں سے انکار اور اس کے معرفت سے اعراض کیا ؟ نہیں۔ وہی لوگ اس دین میں داخل ہوئے جو چاہتے تھے کہ بے خوف وخطر بادشاہ وقت کے سایہ میں اور اس دین والوں کے کہنے کے موافق ان کی متابعت کا اظہار کرکے چین وآرام سے جو دل چاہتا ہے کریں۔ پس خدا تجھ پر بخشش کرے یہی پختہ اسباب ان لوگوں کے واسطے ہیں جنہیں تو دیکھتاہے کہ تیرے دین پر قائم ہیں اور تیری مانند تیرے مذہب پر چلنے ہیں۔ اور بہتیرے ایسے ہیں کہ جو کچھ ظاہر کرتے ہیں اس کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں اور دل میں چھپاتے ہیں ۔ انہیں میں بعض ایسے ہیں جو تیرے نبی کے حسب ونسب پر بٹہ لگاتے ہیں اور بعض برُا بھلاکہتے ہیں اور جھوٹ اور افترا ان پر اٹھاتے ہیں اور انہیں میں بعض ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ نبوت دوسرے کا حق تھا۔ غلطی اسے انہیں مل گئی اور بعض کہتے ہیں کہ روح القدس تین طرح پر منقسم ہے ایک طرح کی روح عیسیٰ میں اور ایک طرح کی موسیٰ میں ایک طرح کی دوسرے شخص میں جس کا نام لینا بھی مکروہ جانتا ہوں اور تیرے حضرت اس سے بیشک خالی تھے ۔ پس ایسے لوگ میرے نزدیک بالکل جاہل اور دوزخی اور بڑے گمراہ ہیں حالانکہ آپ کو مسلمان بتاتے ہیں اور بظاہر اسلام پر فخر کرتے ہیں اور یہ سب باتیں اس واسطے ہیں کہ بادشاہ وقت سے بمقابلہ ان عیسائیوں کے عزت پاویں جودل کے غریب اور عیار بھیڑیوں

کے درمیان میں بھیڑ کی مانند سیدھے ہیں کہ جیسا کہ اوپر مذکور ہوا کہ ان کے خداوند اور منجی مسیح نے جو کچھ ان پر گذرنے والا تھا بتادیا۔ اگر میں تیرے اصحاب کی (معاذ اللہ وہ تیرے اصحاب نہیں بلکہ ان کو شیطان کے اصحاب اور دوست اور گرہ اور فرقہ سے کہنا چاہیے) سب باتیں تیرے روبرو بیان کرتا اور وہ موضعی و جعلی حدیثیں جن سے تعجب ہے کہ پہاڑ نہیں ٹوٹ پڑتے اور جن سے اول تو انہوں نے خدائے عزوجل پر افترا کیا ہے دوسرے تیرے حضرت پر جو اس سے بالکل مبرا ہیں بے وجود جھوٹ جوڑا ہے۔ اگر وہ سب باتیں ذکر کرتا تو میرا رسالہ بہت طویل ہوجاتا۔ بھلا تو ایسے شخص کو کہیگا جو ان اصحاب سے اس طرح روایت کرتا ہے کہ وہ کہتے تھے جب ہمارا دل کسی کام کو چاہتا تھا تو ہم حدیث بنالیتے تھے ؟ اور مجھے یقین نہیں کہ تو ان لوگوں میں ہو جو خدا پر افترا کرکے کہتے ہیں کہ اس نے ابوبکر سے خطاب کیا کہ " اے ابوبکر میں تو تجھ سے راضی ہوں تو بھی مجھ سے راضی ہو۔" پس خدائے عزوجل پر جو کچھ افترا کرتے اور جھوٹ جوڑتے ہیں اس کے واسطے یہی ایک ثبوت کافی ہے اور ایسی ہی کتنی اور حدیثیں انہوں نے بناڈالی ہیں اور ان پر حاشئے چڑھاتے ہیں۔ مجھے اپنی جان کی قسم ہے تیرے حضرت نے سچ کہا ہے کہ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس پر اس کی امت نے کچھ جھوٹ نہ جوڑا ہو اور اسی طرح بلاشبہ میری امت بھی مجھ پر جھوٹ جوڑیگی لیکن میں نے ایسی کوئی امت نہیں دیکھی جس نے یہود کی طرح اپنے نبی پر جھوٹ جوڑا اور میں نہیں جانتا کہ ان لوگوں کی نسبت اور ان کے جھوٹ

کی نسبت کیا کہا جائے۔ اور جو خلاف کہ اذان اور تکبیر جنازہ اور تشہد اور نماز عیدین اور قراتوں اور سہو وغیرہ کی نسبت ہے وہ ایک ایسا امر ہے جس کی بحث طویل ہے۔ اگر میں جانتا کہ تونے ان حدیثوں کی تحقیق و تفتیش نہیں کی ہے اور ان کے حسن و قبح کو نہیں پہچانتا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ وہ کہاں سے آئی ہیں تو البتہ اس فن میں بہت کچھ خوب شرح و بسط سے تجھ کو لکھتا لیکن مجھے خوب معلوم ہے کہ ان سب باتوں سے واقف ہے اور تجھے اس میں کچھ شک وشبہ نہیں ہے۔ یہ تحقیق سلطنت نے ان عیبوں کو ڈھانک لیا اور دینداری کی باتوں اور اسلام کا نام روشن کردیا اور ان کے عجیب اعتقادوں اور کذب و بہتان پر جو خدا پر اور اس کے نبیوں پر اور رسولوں پر اس کے ولیوں اور نیک بندوں پر لگاتے تھے پردہ ڈال دیا اور جو کچھ وہ لوگ ازارہ نفاق چھپاتے ہیں اور بظاہر آپ کو صاف باطن اور نیک طینت بتاتے ہیں سو حال یہ ہے کہ وہ سب مکار ہیں اور خدا پر اور اس کے نبیوں اور رسولوں پر جھوٹ جوڑتے ہیں۔ اس واسطے کہ وہ خدا سے اس قسم کی باتیں روایت کرتے ہیں۔ تعجب ہے کہ لرزہ انہیں نہیں گھیرتا اور عذابِ آسمانی ان پر نہیں ٹوٹ پڑتا جو ایسی لمبی چوڑی باتیں بناتے ہیں۔ لیکن حال یہ ہے کہ خدائے عزوجل ہمیشہ ایسے کاموں میں ڈھیل دیتا ہے کیونکہ اسے ان کے فوت ہونے کا کچھ اندیشہ نہیں اور ان لوگوں کو آخر اس

کی طرف جاناہے ۔ پس خدانے اس دن تک مہلت دے دی ہے جس دن سب عیب کھل جائینگے۔ خدا کی پناہ ہے اس سے کہ ناانصافوں میں ہوں۔ اور خدا تجھے نیکی دے جو توکہتا ہے کہ کلمہ لاالٰہ اللہ محمد الرسول اللہ عرش پر لکھا ہے سومجھے بڑا تعجب ہوا کہ تیری ہوشیاری اور دقیق عقل اور درست فکر نے کیونکر اس بات کو جائز رکھا اور تعجب ہے کہ تیری سمجھ میں اس قسم کی باتیں کیونکر درست معلوم ہوتی ہیں یہاں تک کہ مجھ سے اہل یقین کے سامنے اور نیز ایسے شخص کے سامنے جسے توجانتاہے کہ بات کو خوب پرکھتا ہے اور سوچتا ہے ایسی بات کو بیان کرتا اور لکھتاہے۔ اور اس امر میں تیرا جواب میرے نزدیک عوام الناس اور جاہلوں کی طرح ہوگا۔ بیشک تواپنے نفس کو فریب دیتاہے اور عقل اوردین کو برباد کرتاہے کیونکہ تیری اس حکمت سے کوئی بات یہودیوں کے تشبہ سے چھوٹ نہیں رہتی جوکہتے ہیں کہ خداعرش پر بیٹھاہے ۔ بھلا تو اس پر کیونکر راضی ہے کہ خدا کو محدود کرتا اور عرش پر بٹھاتا ہے یہاں تک کہ اس کا نام اور دوسرا اس کے مخلوق کا نام اس عرش پر بٹھاتاہے یہاں تک کہ اس کا نام اور دوسرا اس کے مخلوق کا نام اس عرش پرلکھا ہواقرار دیتاہے ؟ اور یہ بتا کہ آیا وہ نام کتاب کی غرض سے یااپنے واسطے لکھا تھااور کیوں لکھا تھا ؟ اس لئے کہ آپ بھول نہ جاوے یااس لئے کہ فرشتے اس نام کوپہچانیں ؟ سو فرشتے تواسی وقت سے جانتے تھے جب خدا نے نورپیدا کرنا چاہا تھا اور فرمایا تھا کہ نور ہوجاوے۔ پس اسی وقت ہوگیا تھا اور اس وقت اس کے فرشتوں نے اس کی تعریف کی اور یہ کہہ کر یاد کیا

کہ نور کا پیدا کرنے والا پاک ہے اور جانا کہ ہم اس کے مخلوق ہیں اور وہ ہمارا خالق ہے اور یہ بات تو فرشتے ہمیشہ سے جانتے تھے کیونکہ وہ ان کا خالق تھا اور انہیں کچھ حاجت نہ تھی کہ کوئی کتاب ان کی آنکھوں کے سامنے ایسی رکھی جاتی جو اس خالق کی یاد دلائی اور وہ اس کو بھول نہ جاتے درحالیکہ وہ ہمیشہ لگاتار اس کے نام کو پاکی سے یاد کرتے رہتے ہیں اور ہر لحظہ وہر آن اس خدا اے عزوجل کے حکموں پر چلتے ہیں۔ اگر وہ کلمہ آدمیوں کی غرض سے لکھا گیا ہو تو انہیں اس سے کچھ نفع نہیں پہنچتا کیونکہ انہوں نے نہ کبھی اس عرش کو دیکھا نہ اس تحریر کو پڑھا جو عرش پر لکھی ہے اور اگر کہے کہ اس لئے لکھا گیا کہ قیامت کو لوگ پڑھیں تو ہمارے واسطے اس پر کوئی دلیل قائم کرا اور ایسا ثبوت کافی لا جس سے تجھے معلوم ہوا ہے کہ قیامت کے دن سب آدمیوں کو اپنے خالق کی پوری پہچان عطا ہو گی اور اس وقت کل شکوک باطل اور سب گمان دور ہوجاینگے اور یقین صحیح سے اس روز کو پہنچینگے جس میں کچھ شک نہیں اور جس روز کہ ہر متنفس اپنے اعمال کا بدلہ پاویگا اور جو کچھ اس نے کیا ہے وہ اس کے روبرو آویگا۔ پس تیرا قول غلط ہوا اور یہ دعویٰ کہ عرش پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہے باطل ٹھہرا۔ دوسری یہ بات ہے کہ میں نے تیرے لوگوں میں کسی کو اس پر متفق نہیں دیکھا۔ نہ تیری رائے کے مطابق پایا بلکہ سب کے سب اور اکثر ان میں کے جو پختہ علم والے ہیں اس کو باطل سمجھتے ہیں اور رد کرتے ہیں اور نہایت لغو اور

جھوٹ جانتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ یہ بات محال ہے۔ اس کے ذکر سے کچھ حاصل نہیں اور نہ اس کتاب میں اس کا ذکر ہے جسے تو منزل من اللہ جانتا ہے۔ پھر بھلا کہاں ہے سے یہ بات تو ہمارے پاس لایا ؟ خدا تجھ پر رحم کرے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تو یہود کی چکنی چپڑی باتوں میں آگیا۔ جنہوں نے لطائف الحیل سے تمہارے دھوکہ دینے کو اور تم پر عیب لگانے کو اور آدمیوں میں فساد ڈلوانے کو ایسی لایعنی باتیں وضع کرکے تمہارے مذہب میں ملادی تھیں۔ پھر خدا تجھے صلاحیت دے اگر تو اپنے دل میں سوچیگا تو ٹھیک معلوم ہوگا کہ یہ امر محال ہے۔ نہ اس کے کچھ معنی ہیں نہ اس سے کچھ حاصل ہے۔ اور خدا کی دانائی ایسی نہیں کہ غیر ممکن ومحال کو اور ایسے کام کو کرے جس سے کچھ مطلب حاصل نہ ہو۔ میں نے تمہارے لوگوں کو دیکھا ہے کہ جب کوئی امام تمہارے درمیان کھڑا ہوتا ہے تو اپنی دعا میں مبالغہ کرتا ہے اور یہ سوچتا ہے کہ میں نے دعا کو حد تک پہنچادیا اور کہہ کر دعا شروع کرتا ہے کہ " اے میرے خدا تو محمد پر اور ان کی اولاد پر برکت بھیج جیسی کہ تونے ابراہیم پر اور اسکی اولاد پر برکت بھیجی تھی۔" میں دیکھتا ہوں کہ تیرے گمان میں حضرت کے واسطے نماز ودعا میں ایسا درود پڑھنا بہت بڑی بات ہے کیونکہ تونے ان کے لئے یہ آرزو کی اور خواستگار ہوا کہ ابراہیم کی مانند یا ابراہیم کی اولاد میں سے کسی ایک کی مانند ہوجائیں لیکن میرے نزدیک اس میں نہایت برائی ہے کہ جس شخص کا نام خدای عزوجل کے نام کے ساتھ نور

کے عرش پر لکھا ہو اور جس کے سبب سے آدم بلکہ ساری دنیا پیدا ہوئی ہو جیسا کہ تم لوگوں کا گمان ہے اس شخص کے واسطے تو ایسی آرزو کرے کہ اولادِ ابراہیم میں سے کسی ایسے آدمی کی مانند ہوجاوے جسے تو خوب جانتا ہے اور جس کا نام لینا مجھے اس جگہ پسند نہیں ۔ پھر جس کتاب کو تو آسمان سے اتری ہوئی سمجھتا ہے اس میں جا بجا اس قسم کی شہادت پائی جاتی ہے کہ "اے اسرائیل کی اولاد یاد کر میرا احسان جو میں نے تم پر کیا اور جو میں نے تم کو بڑا کیا سارے جہاں میں" (بقر44) پس اس قول سے تجھ پر لازم ہوا کہ بنی اسرائیل کو آپ سے اور نیز اس شخص سے جس کو بڑائیوں سے یاد کرتا ہے افضل جانے ۔ اس میں شک نہیں کہ یہ خرابیاں یہود کے فریب سے ان پر واقع ہوئیں اور مجھے یقین نہیں کہ عقلمند مسلمان ایسی باتوں کا اعتقاد رکھتے ہوں۔ خدا تجھے ہدایت کرے ہمارا جواب تیرے واسطے ہمارے اس رسالہ سے اسی قدر ہے جس قدر کہ کلام سے محتمل ہوتا ہے کیونکہ ہم نے اپنے اور تیرے درمیان اپنے کلام کی جڑا انصاف قرار دی ہے اور حکومت وغرور ونسب کی شیخی کو دور پھینکا ہے کیونکہ جب ہمیں اپنی ذات کا علم حاصل ہوا اور ہم نے سوچا تو ہم کو معلوم ہوا کہ ازروی نسب کسی کو کسی پر فضیلت نہیں ہے ہم سب ایک ہی ماں باپ سے اور ایک ہی طینت پر پیدا ہوئے ہیں۔ نہ ہمارا گوشت کسی دوسرے شخص کے گوشت سے اور نہ ہمارا خون کسی دوسرے کے خون سے زیادہ پاک ہے ۔ اس میں شک نہیں کہ ساری فضیلت وپیش دستی عقل وعلم پر ہے

اور میرے نزدیک کسی کہنے والے نے بہت اچھا کہا ہے کہ ہر شخص کی قیمت اس کے علم و عمل سے پہچانی جاتی ہے اور بہت مرتبہ میں نے اس کلام کی خوبی کو آزمایا ہے اور اگرچہ یہاں پر اس بات کی کچھ بحث نہ تھی مگر میں اس واسطے اس قول کو یہاں لایا ہوں کہ جو کوئی اس رسالہ کو دیکھے گمراہی اور نادانی کی نگاہ سے جس کا نتیجہ رشک و حسد ہے باز رہے اور اپنے دل کی کمزوری اور حماقت پر نہ جاوے اور میں نہیں جانتا کہ جو حقوق تم اہل بیت سے منسوب کرتے ہو اور جو بزرگی و فضیلت تم ان کے واسطے بتاتے ہو وہ کس طرح اور کیونکر ہے ؟میرے نزدیک آدم کی سب اولاد برابر ہے لیکن میں نے حکیموں کے اس قول پر عمل کیا ہے کہ جواب کے موقع پر جواب نہ دینا عقل کے ساتھ نا انصافی و ظلم ہے۔ پس مجھے پسند نہ ہوا کہ اپنی عقل پر ظلم کروں اور چونکہ میں نے اس حاسد پر اور اسکی بے ہودگی اور نادانی پر کچھ خیال نہ کیا اور اسکی بات کو پس پشت ڈال دیا سو تو سوا اس کے اور کچھ نہ سمجھ کہ میرا خیال اور میری توجہ اس سے برتر ہے کہ ایسی بات کی طرف پھیروں اور وہ جو تونے نمازِ پنجگانہ اور ماہِ رمضان کے روزوں کی نسبت مجھے لکھا ہے سو اس کا جواب یہ ہے کہ تونے اپنی زبان سے اپنے خط میں اقرار کیا ہے اور اپنے ہاتھ سے ہماری نماز اور روزوں اور وردو وظائف کا حال لکھا ہے اور بچشم خود اس کا معائینہ کیا ہے اور اپنے کانوں سے سنا ہے اور خدا کے ان کاموں کو خود مشاہدہ کیا ہے جو ایسے لغو اور بیجا کاموں کے سراسر خلاف ہیں جن کی طرف تو مجھے بلاتا ہے۔ پس خدا تجھے

گرامی کرے جو کچھ تونے دیکھا اسی پر اکتفا کر او وہی تیرے واسطے دلیل کافی اور جواب شافی ہے۔ جو کچھ اس بارہ میں توجانتاہے اس سے زیادہ جواب نہیں دونگا۔اسی قدرت ثبوت تیرے واسطے کافی ودانی ہے اور جو کہتاہے کہ مجھے وضو اور غسل جنابت کرنا اور اس لئے کہ اپنے باپ ابراہیم کی سنت پر قائم ہوں ختنہ کرانا چاہیئے اس میں ہم وہی جواب دینگے جو سیدنا مسیح نے یہودیوں کو دیا تھا۔ جب انہوں نے ان سے پوچھا کہ تیرے شاگرد غسل کیوں نہیں کرتے توانہیں جہاں کے منجی سیدنا مسیح نے یہ جواب دیا کہ کون پسند کریگا کہ اس کے گھر میں اندھیرا ہو۔گھر کے باہر چراغ جلے اور اندر اندھیرا پڑا رہے ؟ پس نیتوں کو صاف رکھنا اور دل کو برے خیال اور خطاؤں سے پاک رکھنا چاہیئے ۔اوپر کا بدن دھونے کی تکلیف اٹھانے سے کیا حاصل ہے ؟ اے منافقوں اور باتوں کے بنانے والو تم ان قبروں کی مانند ہو جن کے اوپر سفیدی اور آراستگی ہے اور اندر سڑی ہوئی نعش ہے ۔ تم اوپر سے بدن کو دھوتے ہو لیکن تمہارے دل گناہوں کی نجاست سے ناپاک ہیں۔ ہاتھ پاؤں دھونے اور نماز پڑھنے سے کیا حاصل ہے اور حالیکہ تمارے دل لوگوں کے قتل کرنے اور مال واسباب لوٹنے پر ہیں۔ پس خدا تجھے نیک توفیق دے دیکھ کر سیدنا مسیح نے یہودیوں کو کیا اچھا جواب دیا۔ آدمی کو چاہئیے کہ اول دل کو دھودے اور برے خیالوں سے جو بدی کی طرف پہنچاتے ہیں پاک کرے اور خدا کی مخلوق کو آزار نہ پہنچائے اور جب تو ایسی

بری باتوں سے نیت کو صاف اور دل کو پاک کرے اس وقت اوپر کے بدن کو پانی سے دھو۔ پس خدا تجھے نیک بنادے اس بات میں تمیز کر اور اپنی عقل سے اس میں سوچ۔ کیا یہ بات کافی اور جواب شافی نہیں ہے ؟ اور ختنہ کی نسبت جو تو کہتا ہے سو تجھے چاہیئے کہ اول اس کا حال جانے اور پھر لوگوں کو رغبت دے اور اپنے باپ ابراہیم کے طریق کی پیروی کرے ۔ پس میں کہتا ہوں کہ جب خدا تعالیٰ نے چاہا کہ ابراہیم کی اولاد بنی اسرائیل کو مصر میں داخل کرے اور وہ ہمیشہ سے جانتا تھا کہ خواہش نفسانی سے وہ برے کام جو ان پر حرام اور ناپاک تھے کرنے لگینگے تو اس نے ان کے لئے یہ قاعدہ نکالا تاکہ کوئی اسرائیلی مصری عورت کے پاس جا کر بدکاری کاارادہ کرے تو وہ عورت اس علامت یعنی ختنہ کو دیکھ کر اس کے پاس جانے سے پرہیز کرے ۔ پس اسی سبب سے یہ نشان خدا نے ان کے واسطے مقرر کیا۔ پھر تو لوگوں کو کیونکر ختنہ کی رغبت دیتا ہے حالانکہ تو جانتا ہے کہ تیرے حضرت کا ختنہ نہیں ہوا تھا جیسا کہ تیرے ہم مذہب موافق روایات راویوں کے سمجھتے ہیں کہ وہ بیشک مختون نہ تھے کیونکہ وہ یہ دعویٰ کرتے تھے کہ اس امر میں آنحضرت آدم ابوالبشر اور شیث اور نوح اور خنظلہ بن ابی صفوان کی مانند تھے اور یہ ایسی خبر ہے کہ تیرے ہم مذہبوں میں کسی کو اس کی صحت میں شک نہیں ہے ۔ پھر اگر تو یہ کہے کہ مسیح کا ختنہ ہوا تھا تو ہم کہینگے کہ بیشک اس کا ختنہ ہوا کیونکہ وہ توریت کے احکام پر چلتا تھا تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ توریت کی باتوں میں سے گھٹانا چاہتا ہے چنانچہ اسی تاکید میں یہ فرمایا ہے کہ " میں کم کرنے کو نہیں بلکہ پورا کرنے کو آیا ہوں ۔" (انجیل شریف بہ مطابق حضرت متی 5 باب)اسی طرح رسولِ برحق پولوس نے فرمایا کہ اگر تم اس واسطے ختنے کرتے ہو کہ مسیح کا ختنہ ہوا تھا تو یہ بات تمہیں کچھ فائدہ نہیں

دیگی نہ اس کو ترک کرنے سے تمہارے کامل ایمان اور پاک دل کو کچھ نقصان پہنچے گا کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو تم پر یہ بھی واجب ہوتا کہ قربانیاں کرو اور سب کو مانو اور عید فصح کو نگاہ رکھو اور توریت کے سب احکام پر اسی طرح چلو جیسا کہ ہمارے سیدنا مسیح چلتے تھے۔ اس نے تو خود ہی ان کاموں کو کرکے ہم سے ان کا بوجھ اٹھالیا اور آپ انہیں کرکے پورا کردیا۔ اب ہم کو ان پر عمل کرنے کی کچھ حاجت نہیں ۔ اور خدا کی اچھی باتیں اور روحانی شریعت ہمیں دیکر ان احکام سے بے پرواہ کیا جن کی نسبت خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان سے یہ فرمایا ہے کہ اے بنی اسرائیل جو احکام میں نے تم کو دئے تھے وہ اچھے نہ تھے اور جو شریعت میں نے تم کو بخشی تھی پختہ نہ تھی ۔ پس اگر تو انصاف کریگا تو جان لیگا کہ ختنہ تجھ پر فرض وواجب نہیں کیونکہ جس کتاب میں تو اپنے دین کی باتیں بتاتا ہے اس میں یہ ذکر نہیں ہے کہ ختنہ کرنا واجب ہے کیونکہ یہ ایسا فعل ہے جو چاہے اسے اچھا سمجھے اور اس پر عمل کرے اور ہمارے لوگوں میں جس کسی نے ختنہ کیا اور وضو اور غسل جنابت کو مانا کوئی سنت یا واجب سمجھ کر نہیں مانا بلکہ اس زمانہ کی رسم ودستور کے موافق جن لوگوں میں رہتے تھے ان کی دیکھا دیکھی ظاہری صفائی کے واسطے یہ کام کرلیا کرتے تھے ور نہ ہم جانتے ہیں کہ جو شخص بول و براز کرےاس کو بطریق اولے غسل واجب ہوتا ہے کیونکہ جو فضلہ آدمی سے نکلتا ہے نہایت بدبودار اور نفرت کی چیز ہے بخلاف اس چیز کے جس سے غسل جنابت چاہئیے۔ نہ اس کا رنگ برا ہے نہ کسی طرح کی بدبو ہوتی ہے بلکہ اس سے بڑے خدا شناس اور عقلمند اور علم والے پیدا ہوتے ہیں۔ اس سے نبی ورسول اور بادشاہ زبردست اور حکیم کھوٹے کھرے کے پرکھنے والے اور نیک بندے جو رات دن خدا کی یاد کرتے ہیں پیدا ہوتے ہیں ۔

اسی طرح اس شخص کا فعل ہے جو سور کا گوشت کھانے پر ہم سے ایسے ہی پرہیز کرتا ہے جیسے گدھے اور اونٹ کا گوشت کھانے والوں سے پر ہیز کرتا ہے حالانکہ ان میں کوئی جانور اس پر حرام نہیں ہے۔ خدا نے کسی چیز کو برا نہیں بنایا جیسا کہ توریت کی کتاب پیدائش میں موسیٰ نبی کی زبان سے فرمایا ہے کہ جب خدا نے اپنی پیدا کی ہوئی سب چیزوں پر نظر کی تو اسے بہت اچھی لگیں۔ پس بلکہ خدا نے اپنی کل مخلوق کو اچھا بتایا تو کیا ہماری یہ مجال ہے کہ اس کے مخالف ہو کر کسی چیز کو برا یا حرام بتائیں۔ معاذ اللہ ہم میں یہ قدرت کہاں کہ اس کے خلاف کہہ سکیں بلکہ خدا کی تمام پیدا کی ہوئی چیزوں میں جسے ہمارا نفس قبول کرے اور جس چیز کا کھانا ہمارے دل کو بھاوے اس میں ہمارے واسطے اور تمام آدمیوں کے واسطے کچھ قید نہیں البتہ خون اور مردار اور جو جانور بتوں کے نام پر ذبح ہو وہ حرام ہے کیونکہ اس کی حرمت لض سے ثابت ہے اور سور اور اونٹ وغیرہ کا گوشت بنی اسرائیل پر جس سبب سے حرام ہوا تھا وہ مشہور ومعروف ہے کیونکہ جس زمانہ میں وہ لوگ مصر میں رہتے تھے انہوں نے دیکھا کہ مصری ان بتوں کو پوجتے ہیں جو بھینس اور گائے اور بھیڑ بکری کی صورت ہیں۔ کیا تو نہیں جانتا کہ موسیٰ نے فرعون کو یہ کہہ کر کیا جواب دیا تھا کہ درست نہیں کہ خدا کو وہ قربانیاں چڑھائیں جو مصر کے لوگ چڑھاتے ہیں کیونکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ جن چیزوں کو وہ لوگ پوجتے اور اپنا معبود بتاتے ہیں انہیں کی قربانی کریں۔ اور جب ان کے سامنے ان کے معبودوں کو قربان وذبح کرینگے تو ہمارا امن جاتا رہیگا اور وہ ہمیں سنسار کر ڈالینگے۔ پس اس بات سے ثابت ہوا کہ مصر والے بیلوں اور گایوں اور مینڈھوں کو پوجا کرتے تھے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ جب موسیٰ کوہ سینا پر تھے تو بنی اسرائیل موسیٰ کے بھائی ہارون سے کہنے لگے کہ ہمارے لئے ایک معبود بناتا کہ اس کی پرستش کریں کیونکہ موسیٰ نے بہت دیر لگائی۔

نہیں معلوم اس کا کیا حال ہوا۔ چنانچہ ہارون نے ایک بت بچھڑے کی صورت جس طرح کہ مصر والوں کی پوجا میں دیکھا کرتے تھے ان کے واسطے بنایا۔ پس مصر کے لوگ جانوروں میں اسی کو پوجا کرتے تھے اور سور اور گدھے اور اونٹ وغیرہ کی جو ان کے نزدیک ان کے معبودوں سے رتبہ میں کمتر تھے قربانیاں اس بت پر چڑھایا کرتے تھے ۔ پس خدا نے موسیٰ کو قربانی کا حکم دیا کہ گائے اور بیل اور ہر قسم کی بکری وغیرہ کے سوا اور کوئی جانور میرے نام پر قربان نہ کرے۔ سور اور اونٹ اور گدھے اور گھوڑے کو حرام ٹھہراوے تاکہ وہ جان لیں کہ جب اس کا چڑھانا منع ہے توکھانا بھی ناپاک اور حرام ہے کیونکہ اسے مصر والے اپنے معبودوں کے نام پر قربان کیا کرتے تھے بلکہ تم گائے اور بیل اور بینڈھے اور بکری جو ان کے معبود ہیں ان کا گوشت خوب مزے سے کھاؤ اور میرے نام پر چڑھاؤ اور سور اور اونٹ اور گدھے اور گھوڑے وغیرہ سے پرہیز کرو اور میرے لئے ہر گز مت چڑھاؤ کیونکہ وہ اسی سبب سے ناپاک ہیں۔ پس بیلوں اور بکریوں اور بینڈھوں اور گایوں کی پوجا سے بنی اسرائیل کو اس طرح بچایا کہ ان کا گوشت کھانا اور قربانی چڑھانا جائز رکھا اور سور اور اونٹ اور گدھے اور گھوڑے وغیرہ کی پرستش سے اس طرح بچایا کہ انہیں ناپاک ٹھہرا کر لوگوں کو نفرت دلائی۔ پس دونوں قاعدوں سے انہیں سب جانوروں کی پرستش سے بچایا۔ پس بیل اور گائے اور بکری اور بھیڑ اور سور اور اونٹ اور گدھے اور گھوڑے کا گوشت کھانا کچھ حرام و نجس نہیں ہے بلکہ ان کی پرستش کرنی اور سوائے خدای عزوجل کے انہیں معبود قرار دینا حرام ہے لیکن آدمی ان کی پرستش نہ کرے اور انہیں معبود نہ جانے یا ان میں سے کسی کو بتوں کے نام پر قربان نہ کرے تووہ نہ اس پر حرام ہیں نہ اس کے نزدیک ناپاک ہیں اور گائے بیل اور بھیڑ بکری اور سور اور اونٹ اور گدھے وغیرہ کا گوشت حلال ہے اور اللہ کی طرف سے پاک روزی ہے ۔ جس کا دل چاہے اور جس

کی طبیعت قبول کرے ان میں سے جسے چاہے بے قید کھائے اور اگر سب کا یا ان میں سے بعض کا کھانا چھوڑدے تو یہ بھی درست ہے کہ کچھ اس میں برائی نہیں لیکن کل جانوروں میں فقط سور کا گوشت حرام کرنا اور اونٹ کو حلال کر۔ اور اسکی قربانی کرنی اور گدھے اور گھوڑے کے گوشت کو جائز رکھنا جیسا کہ تیرے حضرت نے کیا صرف دو یہودیوں عبد اللہ بن سلام اور وہب بن منبہ کی عیاری سے ہے جنھوں نے دنیا کو بگاڑا اور تمہارے گروہ کو برباد کیا۔ تیرے حضرت کا اس میں کچھ قصور نہیں لیکن عورت کو چھوڑدینے کا قصہ اس طرح پر ہے کہ جب ابراہیم کودے ڈالا تھا اور اجازت دیدی تھی کہ اس سے ہم صحبت ہوا ابراہیم گرویدہ ہوگیا ہے تو اسکو جیسا کہ عورتوں کا قاعدہ ہے غیرت معلوم ہوئی اور چاہا کہ اسے چھڑا کر نکال باہر کرے اور اس جگہ کی ہتک کرے جس کے سبب سے اسے گمان ہوا کہ ابراہیم اس پر گرویدہ ہے۔ پس یہ اس سبب سے ہوا کہ اس نے اپنی لونڈی ہاجرہ پر عیب لگایا اور نکال دیا۔ پس جب ہاجرہ شہر تہامہ پہنچی اور اسماعیل کا بیاہ کیا تو اس کی بی بی کو بھی اس سے اسی طرح چھڑالیا تاکہ کوئی ہاجرہ پر نکالے جانے کا عیب نہ لگادے اور ہاجرہ نے یہ بھی گمان کیا کہ یہ ابراہیم کی سنت (طریق) ہے۔ پس جب اسماعیل کے بیٹا پیدا ہوا تو اس نے اولاد ذکور یعنی بیٹوں اور پوتوں میں ابراہیم کی سنت قائم کی اور اسماعیل کی جورو نے اپنی اولاد کی بیویوں کو ان سے چھڑالیا اور وہ علامت ان کے درمیان قائم کی جو اسے ہاجرہ سے پہنچی تھی بدیں خیال کہ جیسے مردوں کے واسطے ختنہ ہے اسی طرح عورتوں کے واسطے یہ رسم سنت ہے اور ثبوت اس کا یہ ہے کہ اس بات میں کوئی حکم نہیں نازل ہوا۔ نہ کتب الہامی میں اس کا کچھ ذکر ہے اور عرب والے اسے اپنے شہر کی رسم سمجھ کر عمل کرتے

رہے اور اگر دینداری حسب جسمانی سے جو ناپائیدار ہے اور برتر اور اشرف نہ ہوتی تو میں ان امور میں سکوت اختیار کرتا کیونکہ میں بھی اولاد اسماعیل سے ہوں لیکن مذہب عیسائی رکھتا ہوں اور مجھے اسی دین سے سابقہ ہے اور اسی کو میں اپنا نسب اور شرافت جانتا ہوں اور اسی پر مجھے ناز اور فخر ہے کہ میں عیسائی ہوں اور خدا سے یہ آرزو رکھتا ہوں کہ اسی دین پر مروں اور اسی میں میرا حشر ہو کیونکہ انتہا میری امیدوآرزو کی یہی ہے کہ اسی دین کے وسیلہ سے عذاب دوزخ سے نجات پاؤنگا اور خدا کے فضل واحسان اور وسیع رحمت سے بہشت میں داخل ہو کر ہمیشہ اس میں رہونگا اور یہ جو تونے مجھ سے چاہا ہے کہ خدا کے گھر کا جو مکہ میں ہے حج کروں اور کنکریاں پھینکوں اور لبیک پڑھوں اور رکن اور مقام کو بوسہ دوں سبحان اللہ کیا بڑی بات کہی ہے اور ایسی بناوٹ کی ہے کہ گویا کسی بچہ سے کلام کرتا ہے یا کسی کند ذہن سے مخاطب ہے کہ یا گنوار سے مباحثہ ہے کیامکہ ایسی جگہ نہیں ہے جسے سب لوگ جیسا کہ چاہئے جانتے ہیں اور اس کے اصل سببوں پر خبردار ہیں اور سارا حال معلوم ہے کہ جس طرح اور کیونکر حج وغیرہ کی رسوم اس حد تک پہنچیں کیا تو نہیں جانتا کہ یہ آتش پرستوں اور برہمنوں کا فعل ہے جسے وہ اپنے بتوں کے واسطے ہندوستان میں کیا کرتے ہیں؟ وہ لوگ بعینہ اسی طرح کرتے ہیں جس طرح کہ مسلمان فی الحال حج میں کیا کرتے ہیں یعنی بال منڈانا اور فقط ایک لنگ باندھ کر باقی بدن کو ننگا رکھنا جسے احرام کہتے ہیں اور بت خانوں کے آس پاس گھومنا جسے طواف کہتے ہیں۔ یہ سب باتیں اب تک بدستور ان لوگوں میں جاری ہیں۔ نہ تونے ان میں کچھ بڑھایا نہ گھٹایا۔اب تک وہی بدستور چلا آتا ہے۔ پس اس میں شک نہیں کہ یہ

فعل جسے عبادت کہتے ہیں تونے اسے پرانی عادت کے موافق اختیار کیا ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ تمہارے یہاں سال میں ایک دفعہ باختلاف موسم حج ہوا کرتا ہے اور وہ لوگ ایک برس میں دو دفعہ کیا کرتے ہیں۔ ایک دفعہ تو اس وقت جب آفتاب برج حمل کے پہلے وقیقہ میں داخل ہوتا ہے جسے ربیع کہتے ہیں اور دوسرے جبکہ میزان کے پہلے دقیقہ پہنچتا ہے جسے خریف کہتے ہیں۔ پہلی دفعہ شروع گرمی کے لئے اور دوسری مرتبہ شروع جاڑے کے لئے وہ لوگ بھی تیری طرح اپنے بتوں کی بندگی کرتے اور نذریں چڑھاتے ہیں۔ پس تیرے حج اور عبادت کا اور ان مقامات میں قیام کرنے کا اور طرح طرح کے عجیب وغریب دستورات کے عمل میں لانے کا یہی سبب ہے اور تو اور تیرے سب لوگ جانتے ہیں کہ اہل عرب میں قدیم الایام سے یعنی جب سے کہ اس گھر کی بنا پڑی یہی رسوم ودستور برابر جاری ہیں۔ پس جب تیرے حضرت نے اسلام ظاہر کیا تو انہوں نے بھی ان رسوم ودستور میں کچھ کمی وبیشی نہیں کی بجز اس کے محنت اور سفر کو دور کیا اور وقت میں کمی کردی کہ سال میں صرف ایک حج رکھا اور تلبیہ کے ساتھ جو کچھ لغویات کہے جاتے تھے وہ بالکل دور کردیئے۔ لیکن حج کی سب باتیں بعینہ ایسی ہیں جیسی کہ آفتاب پرست اور برہمن وغیرہ آج تک ہندوستان کے شہروں میں اپنے بتوں کے واسطے کیا کرتے ہیں۔ اور میں خطاب کے بیٹے عمر کی بات کو پسند کرتا ہوں کہ انہوں نے رکن ومقام پر

کھڑے ہو کر کہا" خدا کی قسم میں خوب جانتا ہوں کہ تم دونوں پتھر ہو۔ نہ تم سے کچھ فائدہ ہے نہ نقصان ہے لیکن میں نے چونکہ رسول خدا کو دیکھا کہ تم کو بوسہ دیتے تھے اس واسطے میں بھی ایسا کرتا ہوں۔ پس جن سچے راویوں نے اس روایت کو ان سے نقل کیا ہے خواہ ان پر جھوٹ جوڑا ہو یا نہ جوڑا ہو لیکن اس میں شک نہیں کہ جو کچھ انہوں نے دونوں پتھروں کی نسبت بیان کیا ہے سب سچ ہے۔ اگر درحقیت عمر نے ایسا ہی کہا تھا جیسا کہ راویوں نے بیان کیا ہے تو عمر کا کہنا بہت ٹھیک تھا۔ پھر بھلا اے دوست تونے یہ بات کیسے کہی اور سچی باتوں میں سے اسے خارج کیوں نہیں کیا۔ لیکن سر منڈانا اور ننگا ہونا اور احرام باندھنا اور کنکریاں پھینکنا ایسا فعل ہے کہ جس کی عقل ڈوب گئی ہو اور سمجھ جاتی رہی ہو اور شیطان نے جسے ورغلایا ہو وہ البتہ ایسا کرے۔ ہمارے نزدیک سراسر عیب و نقصان ہے اور جب کبھی کسی نے تم پر اس امر میں اعتراض کیا تو ہم نے اس سے حجت کی اور یہ کہا کہ وہ لوگ عبادت کی غرض سے یہ کام کرتے ہیں اور عبادت میں کچھ عیب نہیں تو اس نے یہ جواب دیا کہ خدائے عزوجل حکیم ودانا ہے اور اس کی مخلوق ایسے بد اور ہیچکارہ طریقوں سے جن سے طبعیت نفرت کرے اور جنہیں عقل معیوب جانے اس کی بندگی نہیں کرتے بلکہ ان طریقوں سے عبادت کرنی چاہئے کہ جنہیں عقل اچھا سمجھے اور بہتر جانے یعنی ان روشن راہوں سے جن کو خدا نے پسند کیا ہے

اور اپنے بندوں پر ان راہوں میں چلنا اور نزدیکی ڈھونڈھنا فرض کیا ہے ورنہ ناپاک مجوسیوں کو اس پر کیوں براکہتے ہو کہ اپنی ماؤں اور بیٹیوں اور بہنوں سے نکاح کرتے ہیں اور جب لڑکا پیدا ہوتا ہے تو ان عورتوں کو موابذہ کے سامنے بیٹھا کر ان کی شرم گاہوں کو پیشاب سے دھوتے ہیں اور اسے پاک جانتے ہیں۔ اگر عبادت میں یہ بات بری ہے تو تم جو سر منڈاتے اور ننگے ہوتے اور کنکریاں پھینکتے اور طواف کرتے ہو یہ اس سے بد تر ہے بلکہ ان سب سے بد تر وہ باتیں ہیں جو طلاق کے باب میں ہیں کہ طلاق دی ہوئی عورت کو دوسرا شخص نکاح میں لائے اور ہم بستر ہو۔ اس کے بعد وہ عورت پہلے مرد سے نکاح کرے اور اس کے پاس رہے حالانکہ ان عورتوں کے جوان لڑکے اور لڑکیاں گھر والیاں اور خاوند بڑے حسب و نسب والے موجود ہوتے ہیں اور وہ عورتیں اپنی قوم میں مشہور اور اپنے ہم جنسوں میں ممتاز اور اپنے گھر میں معزز اور بڑی بوڑھی اور گھر بار والی ہوتی ہیں۔ پس یہ فعل ناپاک اور نجس مجوسیوں کے فعل سے بھی بد تر ہے۔ اگرچہ ان کا فعل بھی نہایت نادرست اور ناپاک و نجس ہے پس خدا تجھے صلاحیت دے کیا تجھے معلوم نہیں ہوتا کہ ہمیں ایسے کام کی طرف بلاتا ہے جسے جانور بھی برا جانتے اور مکروہ سمجھتے ہیں ؟ کیونکہ مجھے اس میں ذرا شک نہیں کہ اگر جانوروں کی زبان ہوتی اور ان سے پوچھا جاتا تو بتاتے کہ یہ کام نہایت برا ہے اور اگر ہم تیری دعوت کو قبول کرلیتے تو وہ ہمیں خبر دیتے کہ ہم

نے اپنی تمیز و عقل کے ساتھ بڑی نا انصافی کی اور خدا کی پناہ ہے اس سے کہ نا انصافوں کے گروہ میں ہوں۔ اور یہ جو تونے کہا کہ رسول خدا کے حرام کو دیکھے اور اس مبارک و عجیب جگہ کو مشاہدہ کرے سو خدا تجھے گرامی کرے تونے سچ کہا ہے کہ در حقیقت وہ مقامات عجیب ہیں اور عقل و تمیز والوں کے نزدیک کونسی جگہ اس سے زیادہ عجیب ہے جہاں لوگ اپنی عقل و تمیز پر جسے خدا نے انہیں بخشا ہے اور جس کے سبب سے انسان کو سب جانداروں پر شرف حاصل ہے ظلم و نا انصافی کرکے وہ کام کرتے ہیں جو کرتے ہیں۔ لیکن تیرا یہ کہنا کہ وہ جگہ مبارک ہے سو مجھے بتا کہ کونسی برکت تونے وہاں دیکھی ؟ کس بیمار نے اس کے وسیلہ سے شفا پائی اور کونسی پرانی تپ اس جگہ کی برکت سے دو ہوئی اور کونسا کوڑھی وہاں رویا اور اس کا کوڑھ وہاں جاتا رہا اور کونسا اندھا وہاں پہنچا اور اس کی آنکھیں وہاں کھل گئیں ؟ کس دیوزدہ کو وہاں لے گئے کہ صحیح وسالم لوٹا ؟ پس خدا تجھے ہمیشگی دے مجھے اس امر میں تیرے کہنے کا کچھ یقین نہیں اور کیونکہ تجھ اکیلے کی بات کا یقین کروں درحالیکہ میں نہیں پاتا ہوں کہ جو شخص تیری بات کی پیروی کرتا ہو اور تیری رائے کو دیکھتا ہو وہ ایسی بات سوچتا اور کہنا روا رکھے کہ اس جگہ کوئی کرامت ظاہر ہوئی یا کوئی ایسا شخص ہم کو بتایا جائے جس نے وہاں کسی قسم کی شفا پائی اور اس حال سے پھر گیا ہو جس کی نسبت ہم نے تجھ سے مطالبہ کیا اور میں کیا کہوں تو اور تیرے ہم مذہب اور تیرے نبی جن پر تجھے فخر ہے اور جو کوئی کہ اس روئے زمین پر آسمان کے نیچے رہتا ہے یہ قدرت نہیں رکھتا جو ایسی کسی چیز کا دعویٰ کرسکے یا

ثبوت دے سکے جس کا ہم مطالبہ کرتے ہیں بجز اس شخص کے جو دین عیسوی رکھتا ہو۔ پس تیرے واسطے اور کل مذہبوں اور دینوں کے واسطے یہی دلیل قاطع ہے اور تو جو ان جگھوں کو بزرگی وبرکت سے نسبت دیتا ہے اس کے کیا معنی ہیں؟ ہم جانتے ہیں کہ برکتیں اس جگہ ہوتی ہیں جہاں کہ خدا کی بندگی اس طرح کی جاتی ہے جیسا کہ بندگی کا حق ہے اور جہاں کہ اس کے پاک اور نیک اور پرہیز گار بندے جنہوں نے اپنے دل وجان کو اسی کے نام پر دے دیا ہے پناہ گزیں ہوتے ہیں اور دن رات اس کی عبادت وطاعت میں مصروف رہتے ہیں۔ کوئی چیز انہیں اس کی یاد سے نہیں پھیر سکتی۔ انہوں نے دنیا سے منہ موڑ لیا ہے اور ہوو ہوس سے اور امور دنیا کی فکر واہتمام سے دلوں کو بالکل خالی کردیا ہے۔ ایسے لوگ البتہ مستحق ہیں کہ ان پر اور ان کے گھروں پر خدا کی برکتیں نازل ہوں اور ان کے ہاتھوں میں شفا وصحت بخشی جائے اور جس وقت وہ لوگ خدا تعالیٰ سے اس پاک مرضی کے مطابق کوئی درخواست کریں تو وہ انہیں عطا فرماتا ہے اور جس وقت کچھ خدا سے مطلب کرتے ہیں ان کی طلب کو پورا کرتا ہے اور جب اس سے شفاعت چاہتے ہیں تو شفاعت دیتا ہے اور جب اس سے کچھ دعا کرتے ہیں تو ان کی دعا قبول کرتا ہے کیونکہ خدا اپنے وعدہ میں خلاف نہیں کرتا اور اس کے یہاں نیکی کرنے والوں ک اجر کچھ رائیگاں نہیں ہوتا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ نے داؤد نبی کی زبان سے فرمایا ہے کہ نیک لوگ جو مانگتے ہیں سو پاتے ہیں اور پھر دوسری

جگہ فرمایا ہے کہ "پروردگار ان سب سے جو اس کو سچائی سے پکارتے ہیں نزدیک ہے۔ وہ ان لوگوں کی مراد پوری کریگا جو اس سے ڈرتے ہیں۔ وہی ان کی فریاد سنیگا اور بچائے گا۔ پروردگار ان سب کی جو اس سے محبت رکھتے ہیں حفاظت کریگا۔" (زبور شریف 34 و140) اور اسی قول کی تائید میں سیدنا مسیح نے انجیل شریف میں فرمایا ہے "مانگو تو دیا جائیگا۔ ڈھونڈو تو پاؤ گے۔" پھر دوسری جگہ فرمایا ہے کہ " اگر تم میں سے دو شخص زمین پر کسی بات کے لئے میل کرکے دعا مانگیں تو وہ میرے باپ کی طرف سے جو آسمان پر ہے ان کے لئے ہوگی۔" (انجیل شریف بہ مطابق حضرت متی 18 باب) پس اس میں شک نہیں کہ اس کا وعدہ پورا ہوا اور اس کی بات ثبوت کو پہنچی اور جو کچھ ہدایت اور روشنی انجیل میں لایا تھا اس میں سچا ٹھہرا۔ پس ایسا کوئی مصیبت زدہ اور غمگین اور بیمار اور فریادی نہیں جس کے واسطے مسیح کے دوست اس کے پاک نام پر درست ایمان اور سچی نیت اور نیک دل سے درخواست کریں اور پھر بھی اس کا درد و غم اور سختی جاتی نہ رہے اس کی تکلیف کا زمانہ ختم نہ ہو جائے اور خدا کی طرف سے اس کو آرام وشفا اس کے دوستوں کے وسیلہ سے اور اس کے نیک بندوں کی دعا کے ذریعہ ہے حاصل نہ ہو کیونکہ اس نے اپنے مقصد کو اس جگہ سے ڈھونڈا اور اپنی حاجت کو اس طرف سے مانگا جہاں سے سب حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ پس یہ سب عبادت خانے اور وہ مقامات جہاں کہ سارے جہان کے منجی مسیح کا نام لیا جاتا ہے اور جن میں راہب

یعنی عیسائی درویش رہتے ہیں اس قسم کی برکتوں سے مالامال ہیں جو کوئی ان مکانوں میں جاتا ہے اور خالص نیت اور سچے دل سے برکتیں مانگتا ہے اور جو لوگ وہاں رہتے ہیں ان سے مدد کا طلبگار ہوتا ہے اور صدق دلی سے یقین رکھتا ہے کہ ان لوگوں کے ہاتھوں سے خدا تعالیٰ وہ برکتیں عطا فرمائے گا اسے ضرور ملتی ہیں اور وہ لوگ کسی سے اس کی قیمت یا عوض نہیں چاہتے اور نہ اس پر کچھ جزا پاتے اور نہ کسی سے احسان کے متوقع ہوتے ہیں کیونکہ جہان کے منجی سیدنا مسیح نے انجیل شریف میں فرمایا ہے " تم نے مفت پایا مفت دو اور نہ سونا اور نہ روپیہ اپنی کمر میں رکھو۔" (انجیل شریف بہ مطابق حضرت متی 10 باب) پس وہی لوگ مسیح کی وصیت نگاہ رکھنے والے اور اس کے حکم کے تابع اور اس کے نقشِ قدم پر چلنے والے ہیں اور وہ انکا نگہبان ہے اور انکی دعائیں سنتا ہے اور برکتیں دیتا ہے اور لوگوں پر ان کے وسیلہ سے رحمت نازل کرتا ہے اور ان کے ہاتھوں سے شفا دیتا ہے لیکن جو کوئی حق سے دشمنی رکھے اور مایوسانہ سرتابی کرے اور پرہیز گاری سے روگردانی اختیار کرے وہ البتہ نامراد رہتا ہے اور نقصان اٹھاتا ہے مگر جب کبھی اس کی طرف لوٹ آتا ہے تو وہ قبول کرلیتا ہے جیسا کہ باپ نے اپنے پیارے بیٹے کے ساتھ کیا تھا۔ بیٹا اپنے باپ کے گھر سے ناراض ہو کر نکل گیا تھا۔ پھر جب اس پر مصیبت پڑی تو اپنے دل میں شرمندہ ہو کے اور توبہ کرکے اور باپ کے حق کو

جو اس پر واجب تھا پہچان کر اور اپنی خطاؤں کا اقرار اور گناہوں کا اعتراف کرکے اور اپنی ناشائستگی اور بدی سے سرنگوں اور ذلیل وخوار ہو کر باپ کے پاس لوٹ آیا تو باپ نے مہربانی سے اسے قبول کیا اور اسکی توبہ اور عذر پر خوش ہوا اور اس کے ملنے اور لوٹ آنے سے محظوظ ہوا اور جو کچھ اس لڑکے نے کم سمجھی اور لڑکپن سے کیا تھا اس پر کچھ مواخذہ نہ کیا اور باز پرس نہ کی بلکہ یہ کہا کہ تو مردہ تھا اب زندہ ہوا اور گمراہ تھا سو ہدایت پائی اور بھٹک گیا تھا اب راہ پر آیا۔ پس خدا تجھے نیکی کی توفیق دے دونوں امور پر لحاظ کر اور تعصب بیجا کو دخل مت دے کیونکہ تعصب شیطان کے مکر کا نتیجہ ہے اور شیطان آدمی کا سخت دشمن ہے۔ پس خدا تجھ پر رحم کرے کیا تو مجھ سے یہ امید رکھتا ہے کہ اس بڑی نعمت کو جو میرے پاس ہے اور جس کا مرتبہ ایسا بزرگ ہے کہ فرشتے اس کے سبب سے بنی آدم پر رشک کرتے ہیں اور نبی اور بادشاہ اور نیک لوگ ہمیشہ اس کے امیدوار اور آرزومند تھے اس کو چھوڑ کر جو کچھ تونے مجھے لکھا ہے جس سے میری طبعیت نفرت کرتی ہے اور میری تمیز انکار کرتی ہے اور جس سے میری عقل مجھے ملامت کرتی ہے اور دور بھاگتی ہے اور جو بشرطِ عمل کرنے کے کامل یقین ہے کہ کچھ نفع نہیں دیگا اسے اختیار کرلوں؟ پھر تو یہ کہتا ہے کہ میں تجھے خدا کی اس راہ پر بلاتاہوں جسے دشمنوں سے اور کافروں اور منافقوں سے لڑنا (جہاد) کہتے ہیں اور یہ کہ

مشرکوں کو تلوار سے قتل کروں اور ان کا مال واسباب لوٹوں اور ان کو غلام بناؤں تا کہ وہ خدا کے دین میں داخل ہوں اور گواہی دیں کہ خدا کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں یا مغلوب ہو کر جزیہ دینا اختیار کریں پھر اے عقلمند اور دانا کیا تو شیطان کے کام کی طرف مجھے بلانا چاہتا ہے جو رحمت سے دور جا پڑا ہے اور جس کے حسد و دشمنی نے آدم کو اور اس کی اولاد کو بہکا کر اس رحمت سے بے پرواہ کیا ہے اور اپنی دشمنی کو ان میں ڈال دیا ہے اور تمرد اور سرکشی کو ان میں بھر دیا ہے اور اپنے واسطے اور اپنے دوستوں کے واسطے جو اس کی خواہش کے محکوم اور اسکی مرضی پر چلنے والے اور اسکی خوشی کے بجالانے والے ہیں اور اسکی غلامی و محبت میں حد سے بڑھے ہوئے ہیں جن کو کشت وخون اور لوٹ مار کا ایک آلہ اور وسیلہ قرار دیا ہے۔ پھر بھلا یہ بتا کہ تیرے دونوں قولوں میں کس طرح تطبیق دوں اور دونوں کے خلاف کو کس طرح دور کروں حالانکہ تو اپنی کتاب میں جسے خدا کی طرف سے اتری ہوئی بتاتا ہے اس کے خلاف کہتا ہے ؟" یعنی چاہئے کہ رہے تم میں ایک جماعت بلاتی نیک کام کی طرف اور حکم کرتی رہے پسند بات کو اور منع کرتی رہے نا پسند سے اور وہی مراد کو پہنچے۔" (آل عمران 100) تیرا ذمہ نہیں ان کو راہ پر لانا لیکن اللہ جسے چاہے راہ پر لائے (بقر 274)۔ پھر اس میں ایک بات یہ بڑھاتا ہے کہ اگر تیرا رب چاہتا تو

جتنے اس زمین پر ہیں سب ایمان لاتے ہیں۔ اب کیا تو زبردستی سے لوگوں کو با ایمان کرلیگا اور کوئی بغیر حکم اللہ کے ایمان نہیں لاتا" (یونس 99) کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ یہ بات کس قدر تیرے قول کے خلاف ہے ؟ توکہہ لوگوں آچکا حق تمہارے رب سے ۔ اب جو کوئی راہ پر آئے سوراره پاتا ہے اپنے بھلے کو اور جو کوئی بھولا پھرے سو بھولا پھریگا اپنے برے کو اور میں تم پر نہیں ہوں مختار اور توچل اسی پر جو حکم پہنچے تیری طرف اور ثابت رہ جب تک کہ فیصلہ کرے اللہ اور وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے (یونس 108) پھر دوسری جگہ تو یہ لکھتا ہے کہ اور اگرچاہتا تیرا رب کرڈالتا لوگوں کو ایک راہ پر اور ہمیشہ رہتے ہیں اختلاف میں مگر جن پر رحم کیا تیرے رب نے اور اسی واسطے انکو پیدا کیا ہے (ہود 120)۔ پھر اسی قول کی تاکید میں تونے اپنے حضرت کی نسبت لکھا ہے کہ بنی آدم کے گروہ پر رحمت کے ساتھ معبوث ہوئے ۔" پس قتل اور خونریزی اور لوٹ مار کے ساتھ کونسی رحمت تھی ؟ اور جیسا بعض یہودی کہا کرتے ہیں میں جا بجا دیکھتا ہوں کہ تیری کتاب اپنے نفس کا نقیض ہے لیکن تیری کتاب کا یہ نام میں نے نہیں رکھا ہے بلکہ میں تو تیری بات کو کہتا ہوں کہ وہ در حقیقت اپنے نفس کے مخالف ہے ۔ خبردار ہو کہ اول توایک بات کا دعویٰ کرتا ہے پھر اس سے پھر کر اپنے ہی کلام کے خلاف بیان کرتا ہے ۔ لیکن میں تجھ سے پوچھتا ہوں کہ شیطان کی راہیں کونسی ہیں ؟آیا سوا قتل اور خونریزی اور لوٹ مار اور چوری وغیرہ کے شیطان کی کوئی

اور راہ ہے ؟ کیا تو یا کوئی اور اس بات میں کہہ سکتا ہے کہ جیسا کچھ میں نے تجھے لکھا ہے ویسا نہیں ہے ؟ اگر تو ہم پر یہ اعتراض وارد کرے کہ خدا تعالیٰ کے نبی موسیٰ نے کافروں اور بت پرستوں سے لڑائی کی تو ہم تجھ سے کہینگے کہ یہ بتا کہ توریت میں تونے کیا پڑھا ہے ؟ کتنے معجزے اور کتنی نشانیاں موسیٰ نے دکھائیں یہاں تک کہ ہم نے اس کو اس امر میں سچا جانا کہ بت پرستوں سے اس کا لڑائی لڑنا اور کشت وخون کرنا خدا کے حکم سے تھا اور ایسے ہی یشوع بن نون نے جب سورج اور چاند کو ٹھہرانا چاہا تو ٹھہر گئے اور یہ نشانی اس کا معجزہ تھا جس کی مانند بجز اس شخص کے جو خدای عزوجل کے دوستوں میں ہو اور کوئی نہیں کرسکتا۔ پس تو کونسی نشانی بتا سکتا ہے یا کونسا معجزہ ہمارے سامنے بیان کرسکتا ہے جو تیرے حضرت اپنی نبوت کی شہادت کو لائے تھے جس سے ہم پر ان کی بات کو حق سمجھنا اور جو کچھ وہ لائے تھے اسے سچا جاننا لازم ہو؟ خصوصاً یہ امر کہ لوگ اس کے حکم سے قتل کئے جائیں اور ان کا مال ومتاع لوٹ لیا جائے اور ان کی اولاد کو قید کریں اور ان کاموں کا ارادہ اس قوم کے حق میں کیا جائے جو خدا کے دوست ہیں اور اس کی عبادت میں مصروف اور اس کے فرضوں اور سنتوں پر قائم ہیں اور جنہوں نے اپنی عمروں کو اسی راہ میں صرف کرڈالا اور مسیح پر ایمان لائے اور جیسا کہ چاہیئے اس سے محبت رکھتے ہیں۔ پس خدا نے انہیں سچائی کی طرف ہدایت کی اور ان کے منہ دنیا وآخرت میں روشن ہیں۔ پھر اس پر بھی تونے اکتفا نہ کی بلکہ اس کا نام خدا کی راہ رکھا۔

ماشا اللہ یہ خدا کی راہ نہیں۔ نہ ایسی بری باتوں کو اس کے کسی دوست نے یا بند گی کرنے والے نے کبھی قبول کیا کیونکہ خدای عزوجل مفسدوں کے کام کو پسند نہیں کرتا اور میں کیا بتاؤں کہ اس امر میں کس قدر خلاف اور کیسا تناقض ہے کیونکہ تو لکھتاہے کہ " دین میں زبردستی نہیں ہے۔" اور گمان کرتاہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ فرمایاہے کہ "توکہہ دے کتاب والوں اور پڑھوں کہ تم بھی اسلام لاتے ہو پھر اگر اسلام لائے تو راہ پر آئے اور اگر ہٹ رہے تو تیرا ذمہ یہی ہے پہنچادینا اور اللہ کی نگاہ میں ہیں سب بندے۔" (آل عمران 19)۔اور توکہتاہے کہ اگر اللہ چاہتا نہ لڑتے ان کے پچھلے بعد اس کے پہنچے ان کو صاف حکم لیکن وہ پھٹ گئے۔ پھر کوئی ان میں یقین لایا اور کوئی منکر ہوا اور اگرچاہتا تو اللہ نہ لڑتے لیکن اللہ کرتاہے جوچاہے (بقرہ 254) اور توہی یہ بھی کہتاہے کہ "اے کافرو" پھر اس کے اخیر میں کہتا ہے کہ " تمہارے واسطے تمہارا دین اور ہمارے واسطے ہمارا دین ہے۔" (الکافرون) پھر کہتاہے کہ جھگڑا مت کرو کتاب والوں سے مگر اس طرح پر جو بہتر ہو (عنکبوت 45) پھر توہی یہ رغبت دلاتاہے کہ لوگوں کو تلوار سے مارو اور لوٹ مار کرو یہاں تک کہ زبردستی وظلم سے خدا کے دین میں داخل ہوں۔ اب میں نہیں جانتا کہ کیا کروں اور تیرے دونوں قولوں میں سے کس کو مانوں؟ آیاپہلے قول کو یا دوسرے کو ؟ پس ہم تیرے قول پرآتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہاں پر ناسخ ومنسوخ دونوں ہیں کیونکہ تیرے دعویٰ سے ایساہی پایا جاتاہے۔ اگر تو اس کا

دعویٰ کرے تو بھی یہ ثابت نہیں ہوگا کہ تو جانتا ہے کہ کونسی آیت ناسخ ہے اور کونسی منسوخ ہے۔ شاید وہی ناسخ ہو جو تیرے نزدیک منسوخ ہے یا برعکس اس کے ہو یعنی جو تیرے نزدیک ناسخ ہے وہی منسوخ ہو۔ پس ثابت ہوا کہ تو اس بات سے واقف نہیں اور تو اس کیفیت سے آگاہ نہیں اور نہ تو اس میں کوئی حجت لاسکتا ہے نہ تجھ سے یہ ممکن ہے کہ جو کوئی صحیح دلیل طلب کرے اس کے سامنے تو کوئی درست ثبوت پیش کرسکے۔ پس نہ تجھ کو اور نہ مجھ کو اس کے ذکر کی کچھ حاجت ہے اور اب ہم تجھ سے اس بات میں فارغ ہوئے کیونکہ تونے اپنے نفس کے خلاف کیا اور اپنی بات کو جھوٹ ٹھہرایا اور دلیل کو گرادیا اور یہ جو تو دعویٰ کرتا تھا کہ تیرے حضرت آدمیوں کے گروہ کی طرف رحمت کے ساتھ بھیجے گئے اور یہ کہ دین میں کچھ زبردستی نہیں۔ ان باتوں میں اور تیرے اس قول میں سراسر خلاف ہے کہ لوگوں پر تلوار چلادے اور مال ومتاع لوٹے تاکہ مجبور ہوکر تیرے دین میں داخل ہوں اور لاچار ہوکر جو توکہتا ہے اسے مانیں اور زبردستی تیری شہادت پر گواہی دیں۔ پس جبکہ ہم نے یہاں تک ثابت کردیا تو اب تیرے دونوں قولوں میں کسی کو صحیح نہیں جانینگے اور دونوں میں کسی کو اس طریق پر تحقیق نہیں کرسکتے کہ حق وباطل کا فرق دریافت ہوجاوے اور ان دونوں میں جو کوئی معتبر سمجھا جاوے اسے اختیار کیا جاوے کیونکہ نتیجہ یہی نکلیگا کہ دونوں باطل اور بے بنیاد ہیں۔ جو تیرے نزدیک حق اور واجب التعمیل ہے شاید

وہ باطل اور متردک ہو اور لائق اختیار اور واجب التعمیل نہ ہو اور اس میں شک نہیں کہ خدا تعالیٰ نے دونوں میں سے کسی کو نہیں فرمایا اور خدا تجھ پر رحم کرے کیا تونے کبھی سنا یا کسی کتاب آسمانی میں یا کسی اور کتاب میں یہ پڑھا کہ تیرے حضرت کے سوا اور بھی کسی نے لوگوں سے زبردستی اپنی بات منوائی ہو یا زیادتی اور ظلم اور تلوار کے زور سے اور لوٹ مار اور قید سے ڈرا کر اپنے دعویٰ کا اقرار کرایا ہو؟ موسیٰ کا قصہ اور جو معجزات اس نے دکھائے وہ تجھے خوب معلوم ہیں اور اسکے بعد جو نبی گذرے ان کے احوال تونے پڑھے ہیں اور جو کام انہوں نے کئے ان سے توآگاہ ہے جن سے تحقیق ہوا اور شہادت گذری کہ جو کچھ وہ لائے تھے وہ خدا کی طرف سے تھا لیکن جو دعویٰ تو کرتا ہے اور جو بات تیرے گمان میں ہے اس سے تو ناپاک مجوسیوں کا دعویٰ بہتر ہے اور زردشت کی نسبت کرتے ہیں کہ جب وہ سیلان کے پہاڑ پر پہنچا تو اس پر وہاں وحی نازل ہوئی اور تب اس نے گستاسپ بادشاہ کو اور اس کے لوگوں کو اپنے دین کی طرف بلایا۔ سب نے اسے قبول کیا اور اسکا حکم بجالائے کیونکہ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اس نے ازارہ سحر و کرامت ایسی نشانی دکھائی جو کسی سے نہیں ہوسکتی تھی مثلاً ایک گھوڑے کو مرنے کے بعد پھر جلادیا اور ایسی ہی اور لغویات زمزمہ کے باب میں ہیں جس کی نسبت لوگوں کا گمان تھا کہ ہر زبان کو شامل ہے اور سب باتیں جو آدمی بولتے ہیں نہایت کمال سے اس میں جمع ہیں جنہیں میٹھے کی

بارہ ہزار وفقتیوں پر اس نے لکھا تھا اور اس کا نام اوستاژوند یعنی دین کی کتاب رکھا۔ پھر جب ان سے اس کی تفسیر پوچھو تو جاننے سے انکار اور عدم واقفیت کا اقرار کرتے ہیں اور ایسے ہی ہندوستان میں یودھ لوگوں کا حال ہے جن کو میں نے دیکھا کہ ایسا گمان کرتے ہیں کہ عنقا ایک پرند مغرب میں رہتا ہے اور پیٹ میں ایک عورت ہے جو اس نہیں خبر دیتی ہے کہ بدھ معبود برحق ہے اور جو کچھ کہتا اور بتاتا ہے وہ سب درست ہے ۔ پس جو خبریں اور فریب کی باتیں اپنے دین کی نسبت وہ لوگ پیش کرتے ہیں انہیں میں بعض یہ ہیں۔ پس خدا تجھے بزرگی دے کسی دعویٰ کرنے والے کو خواہ وہ حق کی طرف بلاتا ہو یا باطل کی طرف تونے ایسا پایا جو کوئی حجت ودلیل ایسی نہ لاتا ہو جو قرین عقل نہ معلوم ہوتی ہو اور جسے عقل کی ترازو میں تولنے سے کھرا کھوٹا نہ ظاہر ہوتا ہو ؟ اسی طرح جتنے دعویٰ کرنے والے ہیں ان کے کام اسی قسم کے ہوتے ہیں بخلاف تیرے حضرت کے جنہوں نے ہم دیکھتے ہیں لوگوں کو تلوار چلانے اور لوٹ مار کرنے اور لونڈی غلام بنانے اور شہروں کے ویران کرنے کے لئے بلایا تھا۔ ہم نے نہیں سنا کہ ان کے سوا کسی اور اس امر کا اقرار نہ کرے کہ میں پروردگار عالم کا رسول ہوں اسے تلوار سے قتل کرو اور اس کا مکان لوٹ لو اور اسکی اولاد کو بے وجہ اور بے قصور لونڈی غلام بنالو۔ لیکن بنی آدم کے سردار اور جہان کے منجی مسیح کا مرتبہ اس سے

برتر ہے کہ ایسی جگہ اس کی دعوت کا تو ذکر کرے حالانکہ تجھے اس کا حال معلوم ہے۔ پھر تو دیکھتاہے کہ کون اپنے واسطے تیری سمجھ اور طریق کے موافق نیکی چاہتا ہے یعنی ایسی صورت میں تومجھے اپنی طرف بلاتا ہے (حالانکہ میں ایسی باتوں کو جن کی طرف تو بلاتا ہے خوب آزماچکا اور دریافت کرچکا ہوں) علےٰ الخصوص اس وقت میں کہ اپنے مولاوآقا سید نا مسیح کے کلام کورات دن پڑھتا رہتا ہوں اور اسی کے موافق چلتا اور عمل کرتا ہوں اور میں نے اس کو یہ کہتے سنا ہے کہ سب آدمیوں کو پیار کرو اور رحم دل ہو تا کہ اپنے باپ کے جو آسمان پر ہے فرزند ہو کیونکہ وہ اپنے سورج کو بدوں اور نیکوں دونوں پر چمکاتا ہے۔ اور راستوں اور ناراستوں پر مینہ برساتا ہے (انجیل شریف بہ مطابق حضرت متی 5 باب)۔ پھر کیونکر تو مجھ جیسے آدمی کی نسبت ایسا خیال پکاتا ہے حالانکہ مسیح مجھ سے اس طرح فرماتا ہے اور میں نے اس نعمت میں تربیت پائی ہے اور اس برکت کو حاصل کیا ہے اور وہ میرے تمام جوڑوں اور بدن میں اور خون میں اور ہڈیوں میں سما گئی ہے اور اسی رحمت اور برکت میں میں نے نشوونما پائی ہے اور میرا گوشت پوست سب اس ہی سے منحصر ہے ؟ پس پنا ہے اس سے کہ اپنے دل کو سخت کرلوں اور شیطان بن کر سرتابی حتیٰ کہ ابلیس ملعون جو خونخوار دشمن ہے اس کی صورت میں ہو کر تلوار چلاؤں اور اپنے ہم جنسوں کو اور اولادِ آدم کو جنہیں خدا تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے اپنی صورت پر بنایا ہے قتل کروں

اور خدا جو بڑی قدرت والا ہے یہ فرماتا ہے کہ مجھے پسند نہیں کہ کوئی گنہگار مرے کیونکہ جو آج گنہگار ہے شاید کل توبہ کرے اور میں اسے بڑے مہربان کی طرح قبول کروں۔ دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ نے نوع انسان کو شرف دیا ہے کیونکہ اس کے متولہ کلمہ نے اسی انسان کی صورت میں مجسم ہونا اور اختیار کیا اور ربوبیت وکہانت اور الوہیت اور غلبہ اور قدرت اس کو بخشی اور فرشتے اسے سجدہ کرنے لگے اور اس کے نام کی تقدیس اور خدا کے نام کی طرح اس کی یاد کرتے ہیں اور خدا ہیں اور اس میں کچھ فرق نہیں جانتے۔ پھر اس جسم کی بزرگی کے لئے جو ہم میں سے اور ہمارے باپ آدم کی اولاد میں سے پہلے بخشش پر دوسری بخشش اور یہ بڑھائی گئی کہ خدا رب العزت کے داہنے ہاتھ بیٹھنا نصیب ہوا۔ پس وہ کلمہ طبعیت میں ہمارے مانند اور ہمارا بھائی ہے لیکن متولد کلمہ ہونے کی حیثیت سے در حقیقت ہمارا خالق وخدا ہے۔ پھر بزرگی اور بخشش کی راہ سے تمام آسمان وزمین کی قدرت اور تمام مخلوق کی تدبیر اور قیامت اور دین سب اسی کو ملا اور یہ قدرت دی گئی کہ فرشتوں اور آدمیوں اور شیطانوں پر اپنا حکم جاری کرے۔ پھر بھلا اے دوست تو یہ چاہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے حکم کے خلاف کروں اور آدمیوں پر تلوار چلاؤں اور مال ومتاع لوٹوں اور لونڈی غلام بناؤں ؟ در حقیقت یہ خدا عزوجل کے ساتھ زیادتی اور اس کے حکم کے خلاف اور اسکی بخشش کی ناانصافی اور اس کی معرفت کا انکار اور اسکے احسان کا کفران اور اس کی رحمت

کی ناشکری ہے ۔ میں خدا کے غضب سے پناہ مانگتا ہوں ۔ پھر اگر تو یہ کہے کہ خدا تعالیٰ کو دیکھتے ہیں کہ وہ بھی آدمیوں کو مارتا ہے اور بیماری اور درد و غم میں ڈالتا ہے تو اس امر میں جو اسی طرح پر ہے کیا قباحت ہے تو ہم یہ جواب دینگے کہ خدا تجھے نیک کرے صاف جواب لا اور جیسا کہ روح کی نسبت جواب دیتا ہے یعنی جب تجھ سے پوچھتے ہیں کہ روح کیا ہے تو یہ جواب دیتا ہے کہ وہ خدا کے حکم سے ہے حالانکہ یہ ایسا جواب ہے کہ کسی سننے والے نہیں سنا ہوگا لیکن تجھے اس کا جواب دینگے اور یہ کہینگے کہ بیشک خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر بیماری و موت بھیجتا ہے مگر ازراہ ضرر رسانی اور عداوت وہ ایسا نہیں کرتا۔ اگر ایسا ہوتا تو انہیں پیدا کیوں کرتا اور پھر یہ کیونکر کہا جاتا کہ ازارہ فضل و کرم انسان کو پیدا کیا اور عدم سے وجود میں لایا اور نیست سے ہست کیا تا کہ اس نا پایدار اور فانی و ناقص دنیا سے پایدار اور باقی اور کامل بہشت میں پہنچادے ۔ پس جو کوئی بری جگہ سے اچھی جگہ پر یا پستی سے بلندی پر لیجاوے اسے کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ لوگوں کے ساتھ برائی چاہتا ہے یا ان پر زیادتی و ناانصافی کرتا ہے ؟ بلکہ ایسے شخص کو ہمیشہ نیکی و فضل کرنے والا کہینگے لیکن جب تو یہ کہ دکھ دینے والی بیماریوں اور ایذا پہنچانے والے درد میں ڈالتا ہے تو ہم یہ جواب دینگے کہ اس سے وہ یہ چاہتا ہے کہ ہم اجر و ثواب کے مستحق ہوں اور جو کوئی ہم میں سے اس کے لائق ہو اسے اپنے فضل و کرم سے عطا فرمائے۔ پس بھر

صورت خدا عزوجل حاذق اور مہربان طبیب کی مانند ہے جو تلخ دواؤں اور ناگوار کھانوں سے بیمار کو اچھا کرتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی مریض کو آگ سے جلاتا ہے اور کسی عضو کو کاٹتا ہے اور بعض کو کھانے اور پینے کی چیزوں سے ازراہ عنایت ومہربانی باز رکھتا ہے۔ پھر بھلا تو یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ کام دشمنی اور بغض سے ان کے ساتھ کرتا ہے ؟ بلکہ اس سے ان کی بہتری اور بدن کی صحت اور تکلیف دینے والی بیماریوں اور درد سے بچانا اور جس خراب حالت میں مبتلا ہوتے ہیں اس سے نکال کر آرام اور چین کی حالت میں پہنچانا مقصود ہوتا ہے۔ پھر اگر تو یہ کہے کہ اس کو بغیر بیماری ودرد کی تکلیف پہنچانے کے ان پر فضل کرنا اور ثواب پہنچانا ممکن تھا تو ہم یہ کہینگے کہ اسے تو یہ بھی ممکن تھا کہ دنیا کو پیدا ہی نہ کرتا اور آخرت وبہشت کو بناتا اور بغیر امتحان اور استحقاق کے لوگوں کو اس میں رکھتا۔ اس کی قدرت میں یہ بھی ممکن تھا کہ لیکن اس نے ایسا نہیں کیا کیونکہ اس وقت میں بھی یہ اعتراض ہوتا کہ ایک طرح کے مخلوق کے سوا اور طرح پر خدا کے امکان میں نہیں تھا۔ اسی واسطے خدا عزوجل نے اس دنیا کو پیدا کیا اور فانی اور تکلیف اور دکھ کی جگہ اسے اقرار دیا اور جو لوگ اس میں رہتے ہیں ان کو بطور مسافر کے گردانا جیسے سرائے میں مسافرت کو آرام کے لئے اترتے ہیں۔ کچھ قیام مقصود نہیں ہوتا۔ پھر وہاں سے کوچ کر کے اس جگہ پہنچتے ہیں جو ان کے قیام کی جگہ ہوتی ہے تاکہ وہاں آرام سے رہیں اور یہی بہتر تدبیر ہے۔

پس خدا تعالیٰ نے ازراہ بخشش انہیں پیدا کیا اور بیماریوں اور دکھوں میں جو اس دنیا کی چند روزہ زندگی تک ہیں مبتلا کیا تاکہ ازراہ فضل و کرم اس کا بدلہ اور اجر ان کو دیوے اور ثواب کا مستحق ٹھہرادے اور اپنی بخشش کو ان کے واسطے اس گھر میں پورا کرے جہاں ان کی زندگی کو کبھی زوال نہیں اور ہمیشہ تک رہینگے جہاں ان کی خوشی کبھی دور نہ ہوگی۔ پس اگر یہ وہی بات ہے جس کا دعویٰ تونے اپنے حضرت کے واسطے کیا اور اسی سبب سے تو ان کی پیروی پر ہم کو بلاتا ہے یعنی یہ کہ جو انہوں نے لوگوں کو تلوار سے قتل کیا اور مارا پیٹا اور لونڈی غلام بنایا اور جلاوطن کیا تو اگر اس سے یہ مراد تھی کہ جس حال میں وہ لوگ تھے اس سے نکال کر بہتر حال میں پہنچادیں تو مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے انہوں نے بہت اچھا کیا اور خداِ خالق کے کام کے مانند کام کیا لیکن انہوں نے یہ کام اس لئے نہیں کیا نہ ان کے دل میں کبھی ایسا خیال پیدا ہوا۔ نہ انہیں یہ بات سوجھی نہ انہوں نے یہ بات چاہی۔ اس کے سوا آپ کو اور اپنے دوستوں کو فائدہ پہنچادیں اور دنیا کی ناپائیدار دولت کو حاصل کریں اور اسکی دلیل انہیں کا قول ہے یعنی جزیہ دیں اور زبردست ہو کر رہیں۔ پس اے بات کے پرکھنے والے کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ جو کچھ تیرے حضرت نے کیا اس سے ان کا ارادہ یہ نہ تھا کہ جو لوگ شرک و کفر میں پڑے ہیں انہیں ازراہ مہربانی اس سے نکال کر ان کے فائدہ اور بہتری کے واسطے دین میں لے جائیں جسے وہ مضبوط

سمجھتے تھے بلکہ اس سے ان کا مقصود خود نفع اٹھانا اور اپنا مطلب نکالنا اور غلبہ پانا تھا جیسا کہ ہر عیار کا قاعدہ ہے کہ ایسا ہی کیا کرتا ہے۔ حالانکہ وہ اپنی کتاب میں جسے خدا کی طرف سے اتری ہوئی بتاتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ توکہہ دے کتاب والوں کو اور ان پڑھوں کو تم بھی اسلام لاتے ہو پھر اگر اسلام لائے تو راہ پر آئے اور اگر ہٹ رہے تو تیرا ذمہ یہی ہے پہنچادینا اور اللہ کی نگاہ میں ہی سب بندے" کیا تو نہیں دیکھتا کہ تیرے حضرت کو یہی حکم تھا کہ فقط زبان سے لوگوں کو سمجھادیں اور کسی طرح کی سختی اور خونریزی اور لوٹ مار نہ کریں؟ پس خدا تجھ پر رحم کرے اس بات کو غور سے دیکھ اور اس خلاف بیانی کو اچھی طرح پہچان اور سمجھ۔ پھر اس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ تیرے لوگ جو لڑائیوں میں مارے گئے انہیں تو شہید کہتا ہے جو مسیحی فارس وغیرہ کے بادشاہوں کے عہد میں مارے گئے تھے ان کے حالات کو دیکھیں کہ آیا وہ لوگ اس نام یعنی شہادت کے مستحق تھے یا تیرے لوگ جو دنیا کی طلب میں اور جاہ وحشمت پانے کو لڑتے تھے؟ پس ہم کو خوب معلوم ہے کہ وہ مسیحی کیسے صبر واستقلال کو کام میں لائے اور اپنی اور اپنی اولاد کی جانوں کے دینے اور مارے جانے میں اور دنیا کے چین اور آرام کے چھوڑنے میں ذرا دریغ نہیں کیا اور اپنے دین پر کیسی ثابت قدمی اور درست نیت اور دل سے یقین کرنے والے رہے اور کیسے شوق سے اپنے آپ کو خدا کے واسطے قربان کرنے کو طرح طرح کی تکلیفیں اٹھاتے اور مقتول ہوتے تھے۔

ایک مسیحی مارا جاتا تھا اور اسی وقت اسی جگہ سینکڑوں اور ایمان لاتے تھے۔ چنانچہ انہیں وقتوں میں روم کے بادشاہوں میں سے کسی گمراہ بادشاہ نے بڑی خونریزی کی اور بڑا جدال و قتال بپا کیا تو اس کے لوگوں نے اس سے کہا کہ اے بادشاہ تو خیال کرتا ہے کہ قتل کرنے سے یہ لوگ گھٹ جائینگے حالانکہ وہ اور بڑھتے جاتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا اس کا کیا سبب ہے انہوں نے کہا لوگ کہتے ہیں کہ کوئی شخص انہیں آسمان سے مدد دیتا ہے اور قوی دل کرتا ہے ۔ یہ سنتے ہی بادشاہ نے حکم کہ ان سے تلوار اٹھا لو اور کسی کو مت مارو بلکہ وہ بادشاہ خود عیسائی ہو گیا اور کفر کو چھوڑ دیا اور خدا کے دوستوں کا قتل موقوف کیا۔ پس ان لوگوں کو دیکھ کہ دین میں کیسی بصیرت والے تھے۔ طرح طرح کے عذاب اور تکلیفیں اٹھائیں اور تلواروں سے قتل ہوئے مگر ایمان نہ چھوڑا اور جو کچھ مصیبتیں اور آفتیں پہنچیں سب کو صبر و تحمل اور خوشی سے برداشت کیا اور یقین جانا کہ ہم اسی لئے آتے تھے اور اپنے دلوں میں جانا کہ دین عیسوی میں داخل ہونے جو بخشش اور احسان ہم پر ہوا اس کا حق ہم سے ادا نہیں ہوسکتا ہے۔ پس خوشی سے انہوں نے اپنے دل وجان کو اس پر نثار اور اپنے بدن کو اس پر قربان کیا۔ بعضے زندہ پوست کندہ ہوئے اور بعضوں کے ہاتھ پاؤں کٹے اور وہ اپنی آنکھوں سے اس کو دیکھ رہے تھے اور بعضوں کو آگ میں جلایا اور بعضوں

کو درندوں کے سامنے پھینکا اور بعضوں کو تیروں سے چھیدا بلکہ آج تک جو لوگ اس دین پر چلتے ہیں ان پر اسی قسم کی مصیبتیں آتی رہتی ہیں۔ کوئی زمانہ اس سے خالی نہیں کہ لوگ خوشی سے اور رضا و رغبت کے ساتھ دنیا کی زندگی سے اور اس جہان کی سب نعمتوں سے ہاتھ دھو کر اپنی جان دیتے ہیں اور میں اور تو جتنے حق پسند ہیں سب جانتے ہیں کہ کسی اور دین میں کوئی ایسا نہیں ہوا اور اس دین والوں کے سوا اور کسی نے اپنے اوپر یہ تکلیفیں گوارا نہیں کیں کیونکہ باوجود طرح طرح کے عذابوں کے جن کی سختیاں بیان سے باہر ہیں اور جن میں وہ مبتلا تھے اپنے دین پر نہایت مستقل اور بڑے خوش رہے اور جو کسی عذاب دینے والے عذاب دیتے وقت پوچھا کہ اس کا کیا سبب ہے کہ تیرے دونوں ہاتھ بھی کاٹے گئے اور پھر بھی ہنس رہا ہے حالانکہ ایسی تکلیف میں گرفتار ہے کیا تجھے کچھ درد نہیں معلوم ہوتا تو وہ جواب دیتے تھے کہ ہمیں کچھ درد معلوم نہیں ہوتا کیونکہ جب تکلیف دی گئی اور ہاتھ کاٹے گئے تو میں نے دیکھا کہ ایک جوان آدمی میرے پاس کھڑا ہوا مجھے ہنسا رہا ہے اور میرے خون کو جو زخموں سے بہتا ہے سفید چیز سے جو اس کے پاس ہوتی ہے چھو دیتا ہے تو مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ تکلیف تکلیف دینے والے پر جا پڑی۔

اس سے ہم نے جانا کہ وہ لوگ بات کے سچے تھے ورنہ کیا بات تھی کہ ایسی سخت تکلیف پر صبر کرتے تھے ؟ اور تو جانتا

ہے کہ خداِ پاک اپنے فرمانبرداروں پر مہربانی کرتا ہے اور تکلیفوں پر صبر دیتا ہے ۔ پھر اگر تو کہے کہ خدا نے اگر فرشتوں کو ان لوگوں کی ہمت بڑھانے کو اور ان کے زخموں پر ہاتھ پھیرنے کو حکم دیا تھا تو اس نے تکلیف دینے والوں کو کیوں نہ روکا کہ وہ بھی اس حال کو دیکھ کر توبہ کرتے اور دین عیسوی کی طرف پھرتے تو میں یہ جواب دونگا کہ تو جانتا ہے اگر خدا تعالیٰ چاہتا کہ تمام آدمی ایمان لے آویں اور ان پر زبردستی کرتا تو کرسکتا تھامگر اس نے یہ نہیں چاہا بلکہ اختیار وآزادی دی تاکہ ان کے کاموں کے بموجب ثواب یاعذاب دے نہ یہ کہ ان پر زبردستی کرے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو جو لوگ اسے قبول نہیں کرتے ہیں ان پر کچھ حجت نہ ہوتی۔ اسی واسطے اس زمانہ میں ان لوگوں کے ہاتھوں میں نشانیاں اور معجزات دئے گئے تاکہ پختگی سے دین کو اختیار کریں اور باقیماندوں کے واسطے دستاویز چھوڑیں اور یہ ظاہر ہو کہ اپنے اختیار سے اسے قبول اور اگر اس سبب سے (جو تو کہتا ہے) قبول کرتے تو ان کے واسطے اس میں کچھ ثواب نہ ہوتا کیونکر زبردستی اور لاچاری کی توبہ ہوتی بلکہ اس نے انہیں چھوڑدیا کہ اپنے ارادوں کو پورا کریں اور ادھر اپنے اولیا کی مدد سے بھی غافل نہ رہا تاکہ خود مختاری میں فرق نہ آوے اور اپنی عقل اور سمجھ سے دریافت کریں کہ اگلوں نے کیونکر اس دین کو اختیار کیا تھا کیونکہ یہی پختہ ثبوت اور روشن دلیل ہے۔ ہر دانشمند کو یہ جاننالازم ہے کہ مختلف قوموں

اور دینوں کے لوگ نشانیاں اور معجزے دیکھ کر ہی اس دین میں داخل ہوئے ہیں اور اس کے ساتھ ہی یہی بھی ہے کہ اصل قوت ان نشانیوں کی اس دین کی اصل میں اب تک قائم اور باقی ہے جس کے آثار ہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اور اپنے کانوں سے سنتے ہیں اور جو کرامات اس کے لوگوں سے اور عیسائی درویشوں سے اور عالموں سے ظاہر ہوئی ہیں یعنی جنون اور سودا کا دور کرنا اور طرح طرح کی بیماریوں سے شفا دینا جو اکثر کلیساؤں اور عبادت خانوں اور ان مزاروں میں اکثر ہوتا رہتا ہے جو شہیدوں کے نام پر بنائے گئے ہیں جن کے صبرو تحمل اور دکھ سہنے کا حال ہم بیان کر چکے ہیں اور درحقیقت وہ لوگ اس کے مستحق تھے کہ شہید کہلاتے ۔ انہیں مکانوں میں بعض میں ان کی قبریں ہیں اور بعض میں ان کی ہڈیوں کے بقے ہیں۔ پس انہیں سے پورب اور پچھم اور ملک روم اور سرزمین شام وایران اور حبش اور سمندر کے جزیروں اور عراق کے شہروں اور ملک خراسان میں ہر جگہ لوگوں کی مرادیں برآتی ہیں اور جو کوئی سچے دل سے ان سے التجا کرتا ہے اسے اس قسم کی برکت ملتی ہے۔ غرضیکہ کوئی ایسی جگہ اس برکت سے خالی نہیں ہے کیونکہ وہاں اس قسم کے لوگوں میں سے کوئی نہیں گذرا اور اس طرف کوئی ایسا نہیں ہوا جو اس دین پر چلتا ہو سوا دو شخصوں کے جنہیں تو بھی خوب جانتا ہے یعنی ایک سرجیوس جس کا نام نسطوریس

تھا اور دوسرا یوحنا جو بحیرا کے نام سے مشہور تھا - پس یہ بزرگی کسی اور دین میں نہیں پائی جاتی اور سوا دین عیسوی اور کوئی اس کا دعویٰ نہیں کرسکتا کیونکہ یہ عیسائیوں ہی کی میراث ہے جو اس وقت تک ان کے درمیان قائم ہے اور دنیا کے خاتمہ تک رہیگی۔ پس جو لوگ حق کے طالب ہیں ان کے واسطے اس سے زیادہ واضح دلیل اور اس سے زیادہ روشن حجت اور کیا ہے ؟خدا تجھے گرامی کرے آؤ اس امر میں ہم نظر انصاف ویقین اور کمال تحقیق سے دیکھیں اور عقل کی آنکھ سے ایسی نگاہ ڈالیں جو اپنے نفس کو نصیحت دے اور طرفداری و تعصب سے دور رکھے اور خدا تجھے نیک بنادے یہ بتا کون اس کا زیادہ مستحق ہے کہ شہید کہلائے اور کس کی نسبت یہ گواہی دی جائے کہ اس نے راہ خدا میں جان دی ؟آیا وہ شخص جس نے اپنے دین کی خاطر جان کو قربان اور جب اس سے کہا گیا کہ چاند اور سورج اور چاندی اور سونے کے بتوں اور پتھر کو جسے ہاتھوں نے بنایا ہے سجدہ کر اور خدا کے سوا انہیں اپنا معبود قرار دے اور خدا کی اور اس کے کلمہ کی اور روح القدس کی بندگی چھوڑ تو اس نے اس سے انکار کیا اور اپنی جان ومال اور لوگوں کو اور اولاد کو قربان کرنا گوارا کیا یا وہ شخص جو لوٹ مار اور چوری کرنے اور لونڈی غلام بنانے اور پرائی عورتوں سے نکاح کرنے کی خاطر نکلا اور اس کا نام خدا کی راہ پر جہاد کرنا رکھا اور کہا کہ جو کوئی مارا جائے وہ بہشت میں جائیگا۔ اے دوست ذرا انصاف کر۔ اگر ایسے دو شخص تیرے پاس آویں اور تجھے پنچ مقرر کریں تو اگر تو حق کی پیروی کرے اور

عدل وانصاف پر راضی ہو تو کیا فیصلہ کریگا؟ پس ہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی چور چوری کے واسطے کسی کے گھر میں نقب لگاوے اور اس پر دیوار گر پڑے یاوہ چور کنوئیں میں جا پڑے یا گھر والاجرات کرکے اس قدر زدوکوب کرے کہ اس کی جان نکل جاوے تو بتا کہ اس چور کے لئے دیتا لازم آئیگی؟ مجھے یقین نہیں کہ کوئی قاضی ایسا فیصلہ کرے ۔ پس کیونکر ایسے شخص کو بہشت مل سکتی ہے جو ان لوگوں کو ایذا پہنچادے جو چین اور آرام سے اپنے گھروں میں بیٹھے ہیں نہ یہ شخص انہیں جانتا ہے نہ وہ اسے جانتے ہیں ۔ پس یکایک ان کے گھروں میں گھس پڑا اور لوٹ مار اور خونریزی کی اور زن وفرزند کو لونڈی غلام بنایا ۔ پھر یہ نہیں کہ اسی پر کفایت ہو اور اپنے گناہوں سے شرمندہ ہو کر خدا کی طرف رجوع کرے اور معافی مانگے اور توبہ کرے بلکہ یہ کہے کہ جو قتل کرے یامقتول ہووہ بہشت میں جائیگا۔ پھر اس کا یہ نام رکھے کہ خدا کی راہ میں شہید ہوا۔ اگر تجھ میں کچھ انصاف ہے تو یہ بتا کہ شیطان جو ہمیشہ سے آدم کا اور اس کی اولاد کا دشمن ہے اس کا حکم تیرے حکم کے سوا اور کیاہے ؟ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تیری عقل وانصاف تجھے اس بات سے ضرور منع کرینگے اور کبھی تیرے واسطے اسے جائز نہ رکھینگے اور جو کچھ تونے دلیل پر صبر کرنے کی شرط ہمارے واسطے کی تھی اور ہم جانتے ہیں کہ تونے یہ شرط قرار دی تھی کہ جب کوئی حجت تجھ پر قائم ہو یا اعتراض وارد ہو تو اس پر صبر کرنا لازم ہوگا کیونکہ یہ مسئلہ کچھ ہماری طرف سے نہیں تھا بلکہ حجت کو حد تک پہنچانے میں تیری طرف سے ابتدا تھی۔ پس ہم نے تیری اس بات

کو بہر حال قبول کیا اور اس واسطے جو کچھ ہم نے لکھا ہے نہایت اختصار سے لکھا کیونکہ اگر اس فن میں کچھ کلام کرتے تو ویسا ہی کرنا پڑتا جیسا کہ اور کرتے چلے آئے ہیں اور ہمارا یہ کلام اور یہ جواب فقط تیری ابتدا کے سبب سے ہے اور اگر اب تو اس بات میں انصاف کریگا تو جان لیگا کہ ہر امر مثل اس آگ کے ہے جو پتھروں اور لوہے میں چھپی رہتی ہے۔ جب تو آپس میں انہیں رگڑیگا تو شعلہ پیدا ہوگا اور میری بات اس امر میں تیرے واسطے اور نیز تیرے سوا اور جو کوئی اس رسالہ کو دیکھے اس کے واسطے یکساں ہے لیکن وہ چیز جس کی طرف تو نے مجھے بلایا ہے اور وہ کام نام پایدار اور فانی جو سونے والے کے خواب کی مانند اور اس بجلی کی طرح ہے جو ذرا سی چمک کے غائب ہوجاتی ہے اور امیدواروں کو (یعنی ایسے شخص کو جو اس کی روشنی سے راہ چلنا چاہتا ہے) اندھیرے میں کھڑا چھوڑ جاتی ہے اور بالفرض اگر یہ چیزیں ہمیشہ رہنے والی ہوتیں اور ناپایدار نہ ہوتیں تو اس وقت میں بھی کسی دانشمند کو لازم نہ ہوتا کہ ان پر رغبت کرتا یا ان کی طرف مائل ہوتا اور کیونکر لازم ہوتا درحالیکہ اس میں سوروں اور کتوں کی شرکت اور گدھوں کی اور تمام چوپاؤں کی مشابہت ہے جنہیں کھانے اور پینے اور سونے نے ایسے کاموں پر آمادہ کیا ہے اور اس میں شک نہیں کہ عقلمند کے نزدیک ساری دنیا کی کچھ قدر و قیمت نہیں کیونکہ دنیا کے سب کام بہت جلد گذارنے والے ہیں اور کچھ عجب نہیں کہ ساری دنیا بالکل فنا اور نابود ہوجائے۔

اور ایسے کاموں کی طرف وہی شخص مائل ہوتا ہے جس کی طبعیت پر خواہشاتِ نفسانی نے غلبہ کیا ہومجھے یقین نہیں کہ تومجھے ایسے کاموں کی طرف راغب پائے۔ پھر بھلا تو کیونکر چاہتا ہے کہ مجھے ایسے پھندوں میں پھنسائے اور ناچیز باتوں کی رغبت دلائے جن کی طرف بجز اس شخص کے جس کی طبعیت جانوروں کی سی ہو اور کوئی مائل نہ ہوگا؟ لیکن جو بزرگ تمیزوالے ہیں وہ ایسے کاموں سے پرہیز کرتے ہیں کیونکہ جو کچھ تونے بیان کیا اور بتایا ہے وہ اس سے بالکل پاک ہیں اور بدن کی آفتوں کو جن کا قیام اسی وقت تک ہے جب تک کہ بدن قائم ہے وہ دور کرنے میں نہایت درجہ کوشش کرتے ہیں اور جب کبھی کسی برائی کا وجود ہوتا ہے توفوراً طبعیت سے اسے دور کرتے ہیں اور اس کا نام و نشان تک مٹا دیتے ہیں پھر تو کیونکر چاہتا ہے کہ اس کے خلاف کوئی راہ یا چال چلیں؟ خدا تعالیٰ نے اپنے مخلوق کو اس واسطے نہیں پیدا کیا۔ نہ موت کے بعد قیامت کو اس مطلب کے واسطے اٹھائیگا۔ پس تو اپنی کتاب میں یہ گمان کرتا ہے کہ نہ پیدا کیا میں نے جن وانس کومگر اس لئے کہ عبادت کریں (زاریات 25)۔ میں دیکھتا ہوں کہ تو اپنے ہی قول کے خلاف کہتاہے کیونکہ توہی نے یہ کہا کہ وہ بندگی کے واسطے پیدا ہوئے ۔ پھر توہی اپنے دعویٰ کے خلاف یہ کہتا ہے کہ نکاح میں لاؤ جتنی عورتیں تمہارا دل چاہے ۔ دو دو یا تین تین یا چار چار اور لونڈیاں جن کے مالک ہوئے تمہارے ہاتھ۔ اور چاہیئے کہ جانوروں کی طرح کھائیں اور پیئں جن پر نہ عقل کی شرم کا اندیشہ نہ کتاب

کا الزام ہے اور طلاق اور حلالہ کے بارے میں اور دوبارہ نکاح کرنے کی بابت جسے تیرے حضرت نے جائز رکھاہے اگر مجھے کتاب کا طول ہونا برا نہ معلوم ہوتا تو میں تجھے وہ سب حال پڑھ سناتا جو خدا نے یرمیاہ نبی کی زبان سے ایسے شخص کی نسبت فرمایا ہے لیکن تو خوب جانتاہے کہ اس کام کو سب قومیں اور تمام مذاہب والے کیسا عیب جانتے ہیں اور کیسا برا جان کر اس سے انکار کرتے ہیں اور میں بھی اپنے دل کو ایسی پوچ اور نادانی کی باتوں میں گفتگو کرنے اور اسکی تردید سے باز رکھتا ہوں ۔میرے رسالہ کا مرتبہ ایسا نہیں کہ ان لغویات کا ذکر کروں اور یہی میرا جواب ہے لیکن یہ کہنا کہ بے خوف وخطر خوب اطمینان سے جو کچھ تیرے دل میں آئے لکھ البتہ ایسا ہے کہ تو اپنے ساتھ نا انصافی نہیں کرتاہے کیونکہ جہان کے منجی سیدنا مسیح نے اپنی انجیل شریف سے مجھے یہ جرات عطا کی ہے اور جو کچھ مجھے کرنا چاہیئے تھا بتایا ہے یعنی " ان سے جو بدن کو قتل کرتے ہیں پر جان کو قتل نہیں کرسکتے ہیں مت ڈرو بلکہ اسی سے ڈرو جو جان وبدن دونوں کو جہنم میں ڈال سکتاہے ۔" (انجیل شریف بہ مطابق حضرت متی 10 باب 28آیت) پس مجھے اسی کے فرمانے سے یہ اطمینان حاصل ہوا کہ جس نے میری جان وبدن کو پیدا کیاہے اس کے سوا اور کوئی میری ذات پر قادر نہیں۔ دوسرے میرا اطمینان اس سے اور بھی زیادہ ہوگیاہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے بادشاہ امیر المومنین کے عدل وانصاف اور دانائی کو مجھ جیسے ضعیف کے حال پر

بڑی وسعت دی ہے جو اسکی بخشش کا امید وار اور اس کی ظلِ حمایت میں زندگی بسر کرتا ہے کیونکہ اس کا عدل ہم سب کو شامل اور اس کا انصاف ہم سب پر عام اور اس کی رحمت وسیع ہے۔ خدا تعالیٰ اسے اس کا بدلہ دے اور اس کے دل کی مرادیں برلادے اور دنیا میں اسے بیٹا عطا کرے اور اپنے احسان سے میری اس نیک دعا کو اس کے حق میں قبول فرماوے لیکن تیرا یہ کہنا کہ یہ دین پختہ ہے اور یہ کہ تیری اور نیز جو کوئی اسے قبول کرے اس کی شریعت وسنت ہے اور یہ کہ جس وقت میں اس دین میں داخل ہونگا اور تیری گواہی دونگا تو تیرے مانند ہوجاؤنگا اور دنیا وآخرت میں تیری طرح بزرگی پاؤنگا وغیرہ میں ان سب باتوں کو سمجھا لیکن تیرے دین اور شریعت وطریق کی نسبت جو کچھ ہم بیان کرچکے ہیں وہ ایمان والوں کو کافی ہے اور دنیا وآخرت کے شرف کی نسبت جو تو نے لکھا ہے سو مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے اگر خدا تعالیٰ اس دنیا میں تجھے وہ سلطنت وخلافت بخشے جو تیرے دین والوں میں ہے تو ہم خدا تعالیٰ سے یہی چاہینگے کہ ہمیشہ اس پر قائم رکھے اور کبھی تم سے اس کو دور نہ کرے لیکن آخرت کی بزرگی سوای نیک کام کے اور کسی طرح سے نہیں حاصل ہوتی اور تیرے حضرت سے نقل ہے کہ انہوں نے فرمایا اے عبد مناف کی اولاد میں تمہیں خدا کی طرف سے ذرا بے پرواہ نہیں کرسکتا ۔ تم میرے سامنے خاندانی عزت کو مت جتاؤ اور اپنی نسبت پر مت بھروسا کرو درحالیکہ غیر لوگ نیک

کام لے کر میرے پاس آتے ہیں کیونکہ خدا کے نزدیک تم میں وہی بہتر ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے ۔ پس اگر تیرے حضرت نے درحقیقت ایسا کہا تو ظاہر ہے کہ آخرت کے شرف کو انہوں نے نیک کاموں پر منحصر کیا اور ہم یہ کہتے ہیں کہ خدا کے دوست وہی لوگ گذرے ہیں جنہیں دنیا میں کچھ بزرگی اور حسب نہ تھا لیکن آخرت میں نیک اعمال ان کے شرف کا باعث ہونگے۔ پس اگر تونے یا جس کسی نے نیک کام کئے ہونگے اسی کو بزرگی ونسب ہے اور ہم کو یہ پسند نہیں کہ عرب ہونے پر یا اس پر کہ ہمارے باپ دادا بڑے شریف عرب تھے فخرو غرور کریں کیونکہ یہ تو کوئی چھپی بات نہیں ہے ۔ مشہور ہے اور ہر جاننے والے اور دانشمند پر روشن ہے کہ شاہانِ کندی جن کی اولاد میں ہم ہیں کیسے تھے اور تمام عرب پر کس قدر شرف ان کو حاصل تھا لیکن ہم وہی کہتے ہیں جو رسولِ برحق پولوس نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہ فخر کرے چاہیئے کہ خدا پر اور نیک کام پر فخر کرے کیونکہ بزرگی وشرافت کی انتہا یہی ہے پس آج کے دن ہمیں کوئی ایسا شرف حاصل نہیں ہے جس پر ہم فخر کرسکتے بجز دین عیسوی کے کیونکہ وہی معرفت الہیٰ ہے اور اسی سے نیک کام کی ہدایت پاتے ہیں اور جیسا خدا کے پہچانے کا حق ہے پہچانتے ہیں اور نزدیکی حاصل کرتے ہیں اور وہ دین ایک دروازہ ہے جو حیاتِ ابدی تک پہنچاتا ہے اور دوزخ کی آگ سے بچاتا ہے ۔ لیکن تیرا یہ کہنا کہ قیامت کے روز جب سب لوگ اپنی اپنی فکر میں پڑے

ہونگے تو تیرے نبی اہل بیتی اور امتی امتی پکارتے ہونگے یعنی انہیں اپنے کنبہ والوں کی اور اپنے لوگوں کی فکر ہو گی اور ان سب کے واسطے شفاعت کے خواستگار ہونگے کیا ہے ؟ اے میرے دوست شائد تو نیند میں ہے اور خواب دیکھ رہا ہے۔ یہ سب سٹھی ہوئی بوڑھیوں کی سی باتیں اور لاحاصل امیدیں ہیں جن کا کچھ ٹھکانا نہیں کیونکہ اس میں شک نہیں کہ ہمارے سردار اور منجی سیدنا مسیح نے اپنی کتاب میں اس کی شہادت دی ہے کہ وہی دنیا وآخرت میں عزت والا ہے اور قیامت کے دن اس کے سوا اور کسی کو یہ مرتبہ نہیں ہوگا۔ اس واسطے ہر متنفس کو لازم ہے کہ نیک کام کرے جس نے نیکی کی ہے وہی اچھا ہے اور جس نے بدی کی ہے وہ برا ہے اس کے یہاں کچھ کسی کی رورعایت نہیں ہو گی بلکہ لازم ہے کہ آج کے دن مخلوق کے درمیان انصاف کرے اور حق پر چلے۔ ہم تیری بھلائی اور فائدہ کی بات کہتے ہیں سو تو اسے مان اور جھوٹے لاحاصل لالچ میں مت پڑ اور جو نیک کام تجھ پر لازم ہیں بجا لا کیونکہ تجھے اس دنیا میں ہمیشہ نہیں رہنا ہے اس لئے مناسب ہے کہ جو چیز تیرے فائدہ کی ہے اسے بڑھا اس دن سوائے پرہیزگاری اور کچھ تیرے کام نہیں آویگا۔ پس ایسی لغو اور واہیات باتوں میں مت پڑ اور راہِ خدا میں کوشش کرنی واجب جان کیونکہ کوچ کا وقت آپہنچا ہے اور موت سر پر کھڑی ہے اور مسیح کے پاس پناہ لینا صحیح دیانت اور سچی دینداری ہے۔ دوسرے حساب کا کھٹکا بھی لگا ہوا ہے۔

جس دن کچھ دم مارنے یا عذر کرنے کی جگہ نہ ہوگی اس دن کوئی عذر یا حیلہ یا توبہ نہیں سنی جاویگی۔ پس اے شخص اپنے جی میں خدا سے ڈر اور جان لے کہ اچھی سوداگری جس میں تجھے بغیر کچھ نقد صرف کرنے کے سراسر فائدہ ہو خدا سے ڈرنا ہے ۔ تونے عیسائی درویشوں کو دیکھا کہ دینداری میں کیسے سرگرم ہیں اور اپنے بدن پر کیسی تکلیفیں خدا کے واسطے گوارا کرتے ہیں۔ خدا نے تجھے تمیز اور سمجھ دی ہے ۔ تجھے کسی عذر و حیلہ کی گنجائش نہیں۔ تجھ پر ان باتوں کا ماننا لازم ہے ۔ پس اگر تو مانے تو میں تیرے فائدہ اور نصیحت کی بات کہتا ہوں ۔ اور وہ جو تونے اپنی شریعت کی آسانیوں کا ذکر کیا ہے سو حال یہ ہے کہ مجھے اس پر افسوس ہے اور کیونکر ایسا ہوسکتا ہے ۔ درحالیکہ ہمارے سیدنا مسیح نے انجیل شریف میں جہاں کی نصیحتیں دی ہیں نہایت تاکید سے فرمایاہے کہ جب تم نے اسی قدر کیا جس کا تمہیں حکم ہے اور ہر طرح کی نیکی کو پورا کیا تو کہو ہم سست بندے ہیں کیونکہ جتنا ہمیں حکم ہے اگر اتنا ہی کریں تو ہم میں کیا فضیلت ہے اور اسی خداوند نے یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ دروازہ چوڑا ہے اور وہ راستہ کشادہ ہے جو ہلاکت کو پہنچاتا ہے اور بہت ہیں جو اسی سے داخل ہوتے ہیں اور کیا تنگ ہے وہ دروازہ اور سکڑی ہے وہ راہ جو زندگی کو پہنچاتی ہے اور تھوڑے ہیں جو اسے پاتے ہیں (انجیل شریف بہ مطابق حضرت متی 7 باب 13تا14آیت)۔ پس خدا تجھ پر رحم کرے یہ بات تیرے دعویٰ کے خلاف ہے اور تیری

عجیب آسان راہوں اور چوڑے دروازوں کی نسبت یہ راہ اور ہے تنگ دروازہ امور آخرت کے مناسب ہے اور وہ جو تونے غور توں کی نسبت لکھاہے جو اچھی لگیں انہیں نکاح میں لاؤ اور اسی طرح بہت سی اور باتیں جو تیرے دل میں آئیں اور جنہیں تونے اپنی سمجھ میں صحیح اور بہتر جان کر لکھاہے مجھے بڑا تعجب ہے کہ ان کی لغویت تجھ سے اب تک پوشیدہ ہے۔ پس خدا سے جو گمراہی سے راہ پر لاتاہے یہ دعا کرتاہوں کہ تجھ پر نور معرفت کو چمکادے جس سے تو ہدایت پائے اور اس کے نور سے منور ہو اور اس گمراہی کی تاریکی سے جس میں تو پڑاہے نکل جائے کیونکہ مجھ پرواجب ہے کہ بالخصوص تجھے اور بالعموم سب آدمیوں کو اس دین کی طرف بلاؤں کیونکہ ہم عیسائیوں کے نزدیک ہماری عبادت پوری نہیں ہوتی جب تک کہ تمام آدمیوں کی ہدایت کے واسطے دعا نہ مانگیں اور جو لوگ راہ حق سے برگشتہ ہیں ان کے لئے دعا نہ کریں کہ خدا انکی بینائی کو کھول دے اور ان کے دلوں سے غفلت کا پردہ اٹھائے تاکہ جن خطاؤں میں وہ پڑے ہیں ان کو دیکھیں اور خدا کی بندگی کی طرف رجوع کریں۔ اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں ان کے واسطے یہ دعا کرتے ہیں کہ جو نعمت خدا نے انہیں بخشی ہے انہیں اس پر قائم رکھے اور خدا سے یہ آرزو ہے کہ اپنی قدرت سے تجھ کو بھی اور نیز ہمارے سب بھائیوں کو یہ برکت عطا فرمائے لیکن تیرا یہ کہنا کہ کفر وگمراہی کو چھوڑ اور باپ اور بیٹے

اور روح القدس کی تخلیط سے کچھ فائدہ نہیں نقصان ہے ۔ سو حال یہ ہے کہ کفر وگمراہی کا حال تو جیسا چاہیئے بیان کرچکے ۔ اب دوبارہ ذکر کرنے کی کچھ حاجت نہیں اور جس شخص پر دونوں لفظ صادق آتے ہیں اور جو اس کفر پر قائم ہے اس کو بھی دلیل سے ثابت کردیا۔ اب اس سے زیادہ تر ذکر کرنے کی کچھ حاجت نہیں ۔ رہی تخلیط سو حال یہ ہے کہ جو بات تو نہیں سمجھتا ہے وہ تیرے نزدیک تخلیط ہے بقول شخصیکہ آدمی جس بات کو نہیں جانتا اس کا دشمن ہے اور اس سے خدا کی پناہ ہے جیسا گمان کرتا ہے وہ بات نہیں ہے ۔ اپنے مقابل کی عدم موجود گی میں اس کی کسی بات پر اپنی ذات کے واسطے کوئی حکم لگانا اور کوئی امر اس پر قرار دینا اہل ادب کا کام نہیں ہے کیونکہ جس کو تو تخلیط کہتا ہے اور جس پر اس قسم کی بات بتاتا ہے وہ خدا کا بھید ہے کہ مقرب فرشتے اور بنی مرسل اس کے آرزومند تھے اور جب سے خدا تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا ہے اس وقت سے اس کا جاننا چاہتے تھے لیکن انہیں اس کا پورا حال نہیں بتایا گیا بطور رمز پوشیدہ کے برائے نام خبر دیدی تاکہ وہ پیارا بیٹا اپنے باپ کی گود سے اترا اور اپنے دوستوں اور فرمانبرداروں پر اس بھید کو کھول دیا اور اپنی پہچان ان کے دلوں میں ڈال دی اور خوب شرح وبسط اور تفصیل سے ساری کیفیت انہیں بتادی ۔ پھر ان سے خوب تصریح سے فرمایا کہ " تم جاکر سب قوموں کو شاگرد کرو اور انہیں باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام سے بپتسمہ دو۔

چنانچہ حواریوں نے اس بات کوقبول کیا اور ہم لوگوں کو جو مسیح پر ایمان لائے ہیں یہ حکم پہنچایا اور ہم نے ان سے کرامتیں دیکھ کر اسے قبول کیا اور خدا کے فضل ورحمت سے ہمیشہ تک اس پر قائم رہینگے۔ اور جو یہ توکہتا ہے کہ صلیب پرستی سے کچھ فائدہ نہیں نقصان ہے۔ اس سبب سے کہ تونے ہم کواس کی تعظیم کرتے ہوئے اور اسے بوسہ دیتے ہوئے اور اس سے برکت پاتے ہوئے دیکھا ہے سو ہم تجھے اس کا یہ جواب دیتے ہیں کہ اس سبب سے ہم ایسا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے واسطے مسیح کے کاموں کا نشان ویادگار ہے کہ کس طرح اس نے ہمیں نجات دی اور ہلاکت سے بچایا اور آپ ہماری خاطر صلیب کی موت موا کیونکہ اسی سے ہم کووہ نعمت ملی جس کا وصف وشکر ہمارے بیان سے باہر ہے اور صلیب اسی نعمت کا نشان ہماری آنکھوں کے سامنے قائم ہے جو ہمیں اپنے مالک کی یاد دلاتا ہے اور اپنے منعم کے شکر پرآمادہ کرتا رہتا ہے اور در حقیقت ہم اسی مالک کی تعظیم وتکریم کرتے ہیں نہ یہ کہ اس لکڑی وغیرہ کی جس سے ک صلیب بنتی ہے اور اگر ہم لکڑی کی تعظیم کرتے جیسا ک توگمان کرتا ہے تو لکڑی کے سوا اور کسی چیز کی صلیب نہ بناتے لیکن ہم لکڑی اور سونے اور چاندی اور پتھر اور جواہرات وغیرہ کی صلیب بناتے ہیں اور اس کا نشان کھینچتے ہیں اور یہ دلیل اس بات کی ہے کہ جس چیز کی ہم صلیب بناتے ہیں اس کی کچھ تعظیم نہیں کرتے بلکہ اس شخص کی تعظیم کرتے ہیں جس کا نشان صلیب ہے اور جیسا کہ

قاعدہ ہے کہ بادشاہ کی ہر چیز اور جو کچھ اس سے منسوب ہو علیٰ الخصوص جس پر بادشاہ بیٹھتا ہے اس کی تعظیم کرتے ہیں کیونکہ تمام دنیا میں یہ رسم جاری ہے کہ بادشاہ کے تخت کو تعظیماً بوسہ دیتے ہیں۔ اسی طرح ہم بھی صلیب کی تعظیم وتکریم کرتے اور اسے بوسہ دیتے ہیں کیونکہ وہ ہمارے خداوند اور بادشاہ مسیح کا نشان اور اس نعمت کی یادگار ہے جو ہم کو اس کے مصلوب ہونے سے ملی۔ چنانچہ اس زمانہ کے لوگوں میں بھی اس رسم کا بقیہ پایا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ اپنے بادشاہوں کے ہاتھوں اور قدروں کو اور فرمانوں کو ان کی تعظیم کے واسطے چومتے ہیں اور اس سے بہت خوش ہوتے اور اپنے دل میں اسے اچھا جانتے ہیں۔ پس جب ہم جو صلیب کی تعظیم کرتے اور اسے بوسہ دیتے ہیں تو کیا برا کرتے ہیں؟ حالانکہ ہمارے نزدیک جو کچھ اس کا مرتبہ ہے وہ بیان کرچکے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ ہم نے خدا کے کلام میں دیکھا ہے کہ بڑے بڑے نبی اس تابوت (عہد نامہ کے صندوق) کو اٹھاتا تھا یہ کہتا تھا کہ اٹھ اے خداوند تیرے دشمن تتر بتر ہوں" اور جب اسے رکھتا تھا تو یہ کہتا تھا ہزاروں ہزار اسرائیلیوں میں پھر آ۔ پھر یشوع بن نون نے اسرائیلیوں کی نسبت لکھا ہے کہ سجدہ کرتے ہوئے اور تعظیم بجالاتے ہوئے اور جو کچھ ان پر گزرا تھا اس سے

پناہ مانگتے ہوئے صندوق کے سامنے گر پڑے پھر جب داؤد نبی تابوت کو یروشلم میں لے گیا تو بڑی تعظیم کی اور ذبیحے اور قربانیاں چڑھائیں اور اس کے ساتھ یاد الہیٰ کرتا تھا اور جب اسے کھولا تو موسیٰ نبی کی طرح یہ پڑھا کہ خدا اٹھے اور اس کے دشمن تتر بتر ہوں۔ جو اس سے کینہ رکھتے ہیں اس کے حضور سے بھاگیں۔ یہ تعظیم وہ لوگ صندوق کے ساتھ خدا کے واسطے کرتے تھے۔ لکڑی وغیرہ کی تعظیم نہیں تھی۔ پس ہم بھی اسی طریق کے موافق صلیب کی تعظیم کرتے ہیں اور جو کچھ نیک نبیوں نے کیا تھا اسی پر چلتے ہیں پھر تجھے اس جگہ کیسا سہو نسیان واقع ہوا ؟ شاید تجھ میں اسلام کی حرارت آگئی ہے اور تعصب وحمایت ہاشمی نے تجھے مجبور کیا ہے ۔ اس سبب سے تو راہ حق سے پھر گیا ہے اور خلاف اس کے تجھ سے سرزد ہوا جس کا تونے اپنے منہ سے اقرار کیا تھا اور اپنی زبان سے اس وقت اقبال کیا تھا جب تجھے صلیب کی طاقت سے فائدہ پہنچا تھا یعنی جب تو اپنی سواری سے گر پڑا تھا اور جس وقت تو ایک شخص کے سامنے سے بھاگا تھا اور جس وقت تو عمر الکرخ کی طرف جاتا تھا اور راہ میں تجھے جس کا سامنا ہوا تھا اس کا ہوا تھا اور جب تجھے راہ میں شیر ملا تھا اس وقت تونے صلیب کی پناہ مانگی تھی تو اس کی طاقت وقدرت سے بچ گیا تھا۔ اے شخص خدا تجھے نیکی دے کیا تو ان جگھوں کو بھول گیا ؟ اگر درحقیقت بھول گیا ہو تو ہم تجھے یاد دلاتے ہیں۔ پھر کس واسطے کفرانِ نعمت کرتا ہے اور بدی سے اس کا عوض دیتا ہے اور

شکر میں کمی کرتا ہے اور معروف سے منکر ہوتا ہے ؟جو شخص تیری مانند ادب والا اور سچائی کا اختیار کرنے والا ہو اس سے ایسی روش بہت بعید ہے اور یہ تونے کیونکر کہا کہ صلیب پرستی سے کچھ فائدہ نہیں نقصان ہے ؟جب تونے صلیب کی پناہ مانگی تھی توتجھے کیا نقصان پہنچا تھا ؟اور توخوب جانتا ہے کہ عیسائی صلیب کی پرستش نہیں کرتے بلکہ جو قدرت صلیب میں موجود ہے اور جومدد کہ ہمیں اس سے ملی ہے اور جو نجات اس کے سبب سے حاصل ہوئی ہے اس کے سبب سے اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ کیا وہ بحث و گفتگو جو تیرے اور میرے درمیان اس شخص کے روبرو ہوئی تھی جس کے سامنے تولاجواب ہو گیا تھا کافی نہ تھا اور کیا تو بھول گیا کہ اس جگہ تجھ پر کیا حکم لگایا گیا تھا۔ پھر بھلا جو بات تیرے نزدیک درست تھی اور جس کی صحت کا تونے خود اپنی زبان سے اقرار کیا تھا یہاں تک کہ تونے صاف کہہ دیا تھا کہ میں نے اس کو بغور آزمایا تو نہایت صحیح پایا کہ اس شخص نے جسے تو خوب جانتا ہے وہ حکم تجھ پر درحقیقت لگایا تھا یا تونے ازراہ دفع الوقتی ایسا اقرار کیا تھا ؟مجھے امید ہے کہ تو ازروئِ اعتقاد ایسی بات نہیں کہتا ہے اور نہ اس فضیلت کو جو تونے صلیب میں پائی تھی باطل کرتا ہے لیکن تیرا یہ کہنا کہ میں محبت کے سبب سے یہ چاہتا ہوں کہ تو دوزخ سے بچے اور جو چیز میں نے اپنی ذات کے واسطے چاہی اور پسند کی ہے وہی تیرے

واسطے پسند کرتا ہوں اس بات سے بظاہر مجھ پر تیرا شکر واجب ہے لیکن برعکس اس کے جب تو میری بات مانیگا تو بباطن تجھ پر میرا شکر واجب ہوگا۔ پس خدا تجھے عزت دے اس بات کو سوچ اور سمجھ کیونکہ اول سے آخر تک یہی بات اچھی ہے اور جس بات سے کچھ فائدہ یا بھلائی نہ ہو وہ لاحاصل ہے اور میں کیا کہوں درحالیکہ تو ہر روز پانچوں وقت کی نماز میں خدا سے یہ درخواست کرتا ہے اور رو کر کہتا ہے کہ اے اللہ تو مجھے وہ سیدھی راہ بتا جو تونے ان لوگوں کو بخشی تھی جن پر تیرا غصہ نہ تھا اور جو گمراہ نہ تھے۔ پس خدا تجھ پر رحم کرے اگر تو ہدایت پاچکا ہے تو ہر وقت نماز کے شروع میں ہدایت چاہنے کی درخواست کرنے اور رونے سے کیا حاصل ہے کیونکہ جب تو ہدایت پاچکا ہے تو پھر اس کے مانگنے کی کیا حاجت ہے اور اگر تونے ہدایت نہیں پائی ہے اور خواستگار رہتا ہے تو مجھے بتاوہ کون لوگ ہیں جن درخواست کرتا ہے کہ ان کی سی راہ بتادے اور انہیں میں تجھے بھی شامل کرے؟ حالانکہ تو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ تم سب گروہوں سے بہتر ہو جو آدمیوں میں پیدا ہوئے اور خدا کے نزدیک وہی دین ہے جو تونے اپنی ذات کے واسطے اختیار کیا ہے اور کوئی دین وملت اس کے سوا مقبول نہ ہوگا۔ پھر یہ بتا کہ وہ لوگ جن کی راہ پر تو چلنا چاہتا ہے کیا ناپاک شریعت والے مجوسی آفتاب وآتش پرست ہیں جن کے یہاں

ماؤں اور بہنوں اور بیٹیوں سے نکاح درست ہے یا جو کوئی مذہب ان کے مانند لغو ہو جسے عقل برا جانے اور جس سے طبعیت نفرت کرے اور دور بھاگے ؟ سو تجھ پر اور نیز ہر دانشمند پر ظاہر ہے کہ ان کو خدا کی پوری پہچان حاصل نہیں ہے کیونکہ وہ خدا کو ایک نہیں جانتے بلکہ اپنے معبود شیطان یعنی اہرمن کو خدا پاک کے ساتھ شریک کرتے ہیں ۔ پس جبکہ مجوسی کو وہ ہدایت نہیں ملی ہے تو یہ بتا کہ آیا وہ لوگ یہود ہیں جن سے تیرے حضرت نے بریت چاہی اور جن کی نسبت تیری کتاب میں لکھا ہے کہ ان پر خدا کا غصہ ہے اور لوگوں میں وہ حقیر ہیں اور ذلت ومحتاجی ان پر ڈالی گئی ہے اور بعض ان میں بنی ورسول کی بددعا سے پھٹکارے ہوئے بندر اور سور ہوگئے ؟ پس جبکہ یہود کو وہ ہدایت نہیں عطا ہوئی جس کی تو آرزو رکھتا ہے اور انکی راہ سیدھی نہیں قرار پائی تو اب اگر تو یہ کہے کہ لات اور عزی اور یغوث اور یعوق اور کشری اور شمش اور جہر اور ہبل اور نسر اور سواع اور ودا اور اساف اور نائلہ اور ذی الکفین اور مناۃ اور سعد اور ذی الخلصہ اور تمام بت جنہیں تمام عرب مکہ او تہامہ میں پوجتے تھے اور اگر ان بتوں سے پوجنے والوں سے مراد ہے تو تیری کتاب تیرے ہی قول کے خلاف کہتی ہے اور جس نے یہ کہا کہ " پایا تجھ کو گمراہ پس ہدایت دی " وہ تیری دلیل کو باطل کرتا ہے اور یہاں پر گمراہوں سے وہی لوگ مراد ہیں جو بت پرست تھے کیونکہ تیرے حضرت نہ یہودی تھے نہ عیسائی نہ مجوسی بلکہ حنفی یعنی بت پرست تھے جو دو بتوں اساف اور نائلہ کو جو قریش

واحا بیش کے معبود تھے پوجا کرتے تھے۔ پس جب خدا نے اس سبب سے جو ہم پہلے بیان کرچکے ہیں ان پر یہ احسان کیا کہ توحید کی پہچان عطا فرمائی تو انہوں نے نے خدا سے یہ دعا کی کہ بت پرست گمراہوں کی راہ سے بچا۔ پھر اگر تو یہ دعویٰ کرے اور کہے کہ دہریہ اور جرہانی اور سماتیہ اور برہمن اور ان کے سوا جو کوئی ان کی مانند مذہب و عقیدہ رکھتا ہو ان کی راہ سے مراد سیدھی راہ ہے اور ان پر خدا کا فضل ہے تو ہم کہینگے کہ تو اور ہر دانشمند ان باتوں کو جانتا ہے کہ تیرے حضرت نے کبھی ان لوگوں کی باتیں نہیں سنیں نہ انہیں پہنچانتے تھے اور نہ حضرت کی مجلسوں میں کوئی ایسا موجود ہوا جس نے ان مذاہب والوں کا حال بتایا ہو کہ بلکہ ان سے اور ان کی راہ سے پناہ مانگتا ہے اور جبکہ تو نے مجوسیوں کی راہ سے اور یہود جن پر خدا کا غصہ ہے ان کی راہ سے اور بت پرست جو گمراہوں ہیں ان کی راہ سے پناہ مانگی اور دہریہ اور جرہانیہ اور سماتیہ اور برہمنوں کی راہ کا خیال کبھی تیرے دل میں گذرا نہیں تھا تو اب کوئی اور راہ ان لوگوں کی راہ سے سوا باقی نہ رہی جن پر خدا کا فضل ہے اور وہ عیسائی ہیں اور انہیں کی راہ سیدھی ہے اور وہی پروردگار عالم کی ہدایت ہے جس سے خدا کی اور اس کے کلمہ کی اور روح کی اور نیک طریقوں اور روحانی شریعتوں کی پوری پہچان حاصل ہوتی ہے اور یہ میں نے کوئی ایسی بات نہیں کہی جو تو نہ سمجھتا ہو اور نہ ایسا بیان کیا جو تو نہ جانتا ہو اور نہ تجھ میں یہ قدرت کہاں کہ ہمارے حق سے جو ہمارے پاس اور ہمارے واسطے ہے انکار کرے اور

اس نعمت سے جو ہمیں ملی ہے منکر ہو یعنی انجیل کی روشنی اور ہدایات جس کا اقرار تیرے حضرت نے اپنی کتاب میں کیاہے اور جسے سب دینوں اور گروہوں کے لوگ ہمارے واسطے جانتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں جس کا دفع کرنا ان کی طاقت سے باہر ہے اور باطل کرنا ان کے امکان سے خارج ہے ۔پس خدا تجھ پر رحم کرے تو ہمارے رسالہ کے اس حصہ کو ذرا غور سے دیکھ اور اپنی فکر کو اس طرف پھیر جیسا کہ ان لوگوں کا دستور ہے جو آپ کو سنبھالنا چاہتے ہیں نہ جیسا کہ وہ لوگ کرتے ہیں جو آپ کا بگاڑنا چاہتے ہیں کیونکہ نصیحت سب آدمیوں پر واجب ہے اور علیٰ الخصوص ہر متنفس پر اس کا حق ہے اور حق بات کا یہی حق ہے کہ اس کی پیروی کی جائے ۔ یہ مناسب نہیں ہے کہ حق کو اس کے حق سے بازرکھیں ۔ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے نیکی کی ہدایت کرے اور سیدھی راہ پر چلادے اور خدا تجھ پر رحم کرے تیرا یہ کہنا کہ جو تیرے دین کی باتیں ہیں اور جو کچھ تجھے اس میں بہتر معلوم ہوتا ہے اطمینان سے لکھ تاکہ میں اس پر غور کروں اور اپنے دین کی باتوں سے ملاؤں سو حال یہ ہے کہ ہمارے دین کی باتیں ایسی نہیں ہیں اور نہ تو ایسا کرسکتا ہے کیونکہ تجھ پر اور تیرے سوا اوروں پر حجت قائم ہو چکی اور تجھے خدا نے عقل وتمیز دی ہے اور تو کتابوں کا جانتا اور پڑھتا ہے اور ان باتوں سے واقف ہے اور حق کا مرتبہ اس سے برتر ہے کہ عقلمندوں کی عقل اس کی سب باتوں پر پہنچ جاوے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کی پاک ترازو اور قاعدہ ہے اور ہم خدا تعالیٰ سے یہ چاہتے

ہیں کہ تیرے قلب کو قبول کرے اور تیری عقل کو روشن کرے اور تیرے نفس کی آنکھ کو کھول دے تا کہ تو روح القدس کی اس نعمت کو جو ہمیں ملی ہے ایسی نظر سے دیکھے جس سے خدا تجھے دنیا وآخرت میں فائدہ پہنچادے اور ایسے ہی ہم یہ بھی خدا سے دعا کرتے ہیں کہ جو لوگ ہمارے اس رسالہ کو دیکھیں ان سب کو اپنے فضل و کرم سے ایسی ہی نظر عنایت کرے۔ اب چاہیئے کہ ہم اپنے دلوں اور کانوں کو صاف اور زبانوں کو پاک کرکے خوشخبری کے اسباب کو بیان کریں اور چند گواہیاں ان نبیوں کی لاویں جنہیں خدا نے اپنا بھید سونپا تھا اور وحی سے کلام کیا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ جو کچھ میرے علم غیب میں آئندہ کو ہونے والا ہے لوگوں کو اس کی خبر دیں یعنی میں اپنے پیارے بیٹے کو جو کلمہ متولد ہے ان کے پاس بھیج کر اپنی نعمت وفضل کو ان پر پورا کرونگا۔ پس وہ جسم انسانی اختیار کریگا اور آدمی بنیگا باوجود اس کے کہ فرشتوں اور شیطانوں پر اس کی بزرگی کرنی اور اس کے سامنے سر جھکانا اور اطاعت کرنا لازم ہوگا اور یہ جان کر کہ وہ سردار کاہن بھی ہے اور الوہیت بھی اس میں پائی جاتی ہے اس کی فرمانبرداری بھی واجب ہوگی او چاہیئے کہ لوگ اس اصلیت کو بخوبی جان لیں کہ وہ خدای واحد تین اقنوموں والا ہے۔ باپ اور بیٹا اور روح القدس تینوں خدایِ واحد ہیں اور یہ پہچان حاصل کرکے اس کی بخشش کی تکمیل کے خواستگار ہوں اور خدا عزوجل اپنا راز مخفی انہیں بتا کے اپنی بخشش اور احسان کو ان پر پورا کرتا رہے تا کہ اس کا ثبوت

ان تک پہنچ جاوے اور کسی طرح کا شک وشبہ باقی نہ رہے اور کوئی نہ کہہ سکے کہ ہم اس سے واقف نہ تھے اور وہ بات ہم سے پوشیدہ اور ہماری سمجھ سے باہر تھی۔ پس اس وقت میں کسی منکر حق کو کچھ عذر اور کسی راستی کے دشمن کو کوئی بہانہ نہیں ہوسکتا ہے جیسا کہ مسیح کے رسول پولوس نے فرمایا ہے "تا کہ سب کا منہ بند ہوجاوے اور ساری دنیا کے خدا کے سامنے گنہگار ٹھہرے۔" (انجیل شریف خطِ اہل رومیوں 3 باب 19 آیت) اور خدا تعالیٰ نے موسیٰ نبی کی زبان سے توریت کے سفر اول یعنی کتاب ِپیدائش میں فرمایا ہے کہ یعقوب جو اسرائیل اللہ نام سے مشہور تھا جب اس کی موت کا زمانہ قریب آپہنچا تو اس نے اپنے سب بیٹوں کو پاس بلایا اور برکت دے کر جو کچھ اخیر زمانے تک گذرنے والا تھا اس کی خبردی اور یہ بھید انہیں سونپار اس نے ان سب کو ایک ایک کرکے باری باری برکت دی اور جب یہوواہ تک پہنچا جس کی نسل سے جہاں کے منجی مسیح کی ماں مریم محمودہ پیدا ہوئی تو یہ کہا اے یہوداہ تیرے بھائی تیری مدح کرینگے۔ تیرا ہاتھ تیرے بیریوں کی گردن میں ہوگا۔ تیرے باپ کی اولاد تیرے حضور جھکیگی۔ یہوادہ شیر کا بچہ ہے۔ اے میرے بیٹے تو شکار پر سے اٹھ چلا ہے۔ وہ شیر ببر ہے بلکہ پرانے شیر ببر کی طرح جھکتا اور بیٹھتا ہے۔ کون اس کو چھیڑیگا ؟ یہوداہ سے ریاست کا عصا جدا نہ ہوگا اور نہ حاکم اس کی نسل کے درمیان سے جاتا رہیگا جب تک سیلا نہ آوے اور قومیں اس کے پاس اکھٹی ہونگی۔" (توریت شریف کتابِ پیدائش باب 49 آیت 8تا 10)۔

پس خدا تجھے عزت دے اس کلام کو نگاہِ باطن سے عدل وانصاف کے ساتھ دیکھ اور سمجھ کیونکہ جو اسے نہیں سمجھیگا اس کو اس کلام سے فائدہ نہیں پہنچیگا۔ اور آیا اس بڑی برکت دینے والے اسرائیل اللہ اور خدا کے برگزیدہ کی اس نبوت کو توسوائِ جہان کے منجی مسیح کے اور کسی کے حق میں کہہ سکتا ہے کیونکہ یہوادہ کی ذاتِ خاص میں بالکل انسان ہونے کے اعتبار یہ اوصاف کہاں تھے اور جب بنی اسرائیل اس دین میں داخل ہوئے تو اس کی مدح کی اور بنی اسرائیل میں جنہوں نے اس سے سرتابی اور دشمنی کی اور اس کے کاہن ہونے سے انکار کیا اور اس سے کافر ہوئے ان پر روم والوں نے جو بمنزلہ اس کے ہاتھ کے تھے غلبہ کیا اور بڑی خونریزی کی اور ہر طرح کی مصیبت اور پریشانی میں ڈال رکھا اور ریاست ان کے ہاتھ سے چھن گئی اور اب ہمیشہ قیامت تک ذلیل وخوار رہینگے۔ پھر صلیب پانے سے تین دن کے بعد مردوں میں سے جی اٹھا اور اسی کے ہاتھ سے بنی اسرائیل نے معجزے اور نشانیاں دیکھ کر اسے سجدہ کیا اور وہی شیر ببر کا بچہ ہے کیونکہ وہ خدای بزرگ اور توانا اور زبردست کا بیٹا ہے۔ انبیاء بنی اسرائیل میں نوبت بہ نوبت ہوتے رہے یہاں تک کہ بنی آدم کی امید یعنی مسیح آیا جس سے سب نبوتیں اس لئے نکلی تھیں کہ اس کی آمد کو بتادیں اور اس کے ظاہر ہونے کی گواہی اور اس کے نکلنے کی خوشخبری دیں۔ پس جب ہمارے سیدنا مسیح آئے تو یہوداہ سے اور تمام بنی اسرائیل سے پیشن گوئیاں

منقطع ہو گئیں اور اس کے آنے کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اور سب قومیں اسی کی منتظر ہیں اور سب گروہ اس کے امیدوار ہیں اور جس طرح یہ بات ہے کہ جب بادشاہ قاصدوں کے سامنے خود ظاہر ہوجاوے تو پھر قاصدوں کی نسبت نہیں کہہ سکتے کہ اس کے پاس آئے اسی طرح خداوند مسیح کے ظہور کے بعد جو در حقیقت ہمارا بادشاہ ہے اور جسے پہلے سے نبیوں نے بادشاہ کہا ہے اور زکریاہ نبی نے روح القدس کی آواز میں فرشتہ غیب سے خدا تعالیٰ کے کلمہ کی خبر پا کر یہ پیشن گوئی کی ہے کہ " اے صیحون کی بیٹی تو نہایت خوشی کر۔ اے یروشلم کی بیٹی توخوب للکار کہ دیکھ تیرا بادشاہ تجھ پاس آتا ہے۔ وہ صادق ہے اور نجات دینا اس کے ذمہ میں ہے وہ فروتن ہے اور گدھے پر بلکہ جوان گدھے پر ہاں گدھی کے بچے پر سوار ہے۔ اور میں افرائیم کی گاڑیاں اور یروشلم کے گھوڑے کاٹ ڈالونگا اور جنگی کمان توڑ ڈالی جائیگی اور وہ قوموں کو صلح کا مژدہ دیگا(زکریاہ 9 باب 9آیت)۔ پس خدا تجھے نیک توفیق دے یہ بتا کہ سوای مسیح کے کسی دوسرے پر یہ نبوت صادق آتی ہے کہ وہ صداقت اور نجات اور فروتنی سے آیا؟ پھر یہ اس کی آمد کی ابتدا بیت المقدس اوریروشلم سے ہوئی جسے صیحون کہتے ہیں اور جس میں سب جنگی گاڑیاں وغیرہ سامان حرب رہتا تھا اور وہ کمان جو خونریزی کا ہتھیار اور نشان ہے ٹوٹ گئی اور وہ فروتنی کی راہ سے گدھے پر سوار ہو کر آیا اور قوموں کو صلح وامن کی خوشخبری

دی اور اپنے دین کا وارث کرکے اس آسمانی سلطنت کے فرزند بنایا جس کا خدا نے ہمارے واسطے وعدہ کیا ہے چنانچہ خدا تعالیٰ داؤد کی زبان سے صاف صاف فرماتاہے " تو میرا بیٹا ہے ۔" میں آج کے دن تیرا باپ ہوا۔ مجھ سے مانگ کہ میں تجھے قوموں کا وارث کرونگا اور زمین سراسر تیرے قبضہ میں کردونگا(زبور شریف 2آیت 7تا 8) یعنی لوگ اس کے دین میں داخل ہونگے اور فرمانبرداری بجا لادینگے اور اس کی حکومت تمام روی زمین پر پھیل جاویگی اور یہ بھی فرمایاہے " اے بادشاہو ہوشیار ہو۔ اے زمین کے عدالت کرنے والو تربیت لو !ڈرتے ہوئے خداوند کی بند گی کرو اور کانپتے ہوئے خوشی کرو۔ بیٹے کو چومو تا نہ ہو کہ وہ بیزار ہو اور اس کا قہر یکایک بھڑکے ۔ مبارک ہیں وہ سب جن کا توکل اس پر ہے (زبور شریف 2آیت 10تا 12)۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ جو کچھ وہ بیٹا یعنی مسیح تمہارے پاس لاوے اور جو کچھ وہ تم سے کہے اسے دل سے مانو کیونکہ اگر تم نے اس کو نہ مانا تو اسکا قہر تم پر بھڑکیگا جس سے تم برباد ہوجاؤ گے کیونکہ جن یہودیوں نے اس کے کہے سے انکار کیا اور اس کا کہنا نہ مانا اس پر تھوڑی سی مدت کے بعد اس کا قہر بھڑکا جس سے وہ سب برباد ہوگئے اور ان کی ساری جمعیت پراگندہ ہوگئی اور جو لوگ اس پر بھروسا رکھتے تھے اور رکھتے ہیں یعنی جو اس پر ایمان لائے ہیں اور اس کی بات کو سچا جانتے ہیں وہ مبارک ہیں۔ پھر یہ بھی فرمایاہے کہ " خداوند نے میرے خداوند سے فرمایا تو میرے داہنے ہاتھ بیٹھ جب تک کہ

میں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں تلے کی چوکی نہ بناؤں۔ خداوند تیرا زور کا عصا صیحون سے بھیجیگا۔ تو اپنے دشمنوں کے درمیان حکمرانی کر (زبور 110 آیت 1 تا 2)۔ پس خدا تجھے ہر نیک بات کی سمجھ دے داؤد نبی کے اس قول کو سمجھ کیونکہ اس میں ایک بھید ہے جس کا جاننا ہمارے اس رسالہ کے دیکھنے والے کو ضرور ہے تا کہ بات کی اصلیت معلوم ہوجاوے۔ پس میں کہتا ہوں کہ خدا کے برگزیدہ موسیٰ کے عہد سے عبرانیوں کی یہ عادت تھی جن حرفوں سے خدا کا نام لکھتے تھے وہ حرف الگ الگ تھے (کوئی کلمہ نہ تھا) اور سوا خدا کے نام کے اور کوئی بات اس طرح پر ان حروف سے نہیں لکھا کرتے تھے اور خدا تعالیٰ نے موسیٰ نبی کو جو دو تختیاں دی تھیں ان میں بھی خدا کا نام انہیں حرفوں سے اور اسی طرح لکھا تھا۔ پس داؤد نبی نے خدا عزوجل کا قول جو ذکر کیا ہے کہ خداوند نے میرے خداوند سے کہا اس میں دونوں نام انہیں حروف منفردہ سے لکھے ہیں جن سے خدا کے نام کے سوا اور کسی دوسری بات کو نہیں لکھ سکتے ہیں۔ پس یہ بات یہود اور عیسائی دونوں کے نزدیک یکساں ہے حالانکہ وہ دونوں مختلف المذہب ہیں لیکن اس امر میں ان کے درمیان کچھ اختلاف اور رشک نہیں۔ سب اس کو برابر مانتے چلے آئے ہیں۔ پس یہ بھید جو خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کو سونپا تھا خوب سمجھ کیونکہ جب تو اس میں سوچیگا تو اس قول کی کہ خداوند نے میرے خداوند سے فرمایا دوسری

جگہ صاف شرح پاویگا یعنی خداوند نے اپنے بلند اور مقدس مکان پر سے نگاہ کی۔ خداوند نے آسمان پر سے زمین پر نظر کی تا کہ قیدی کا کراہنا سنے اور کہ انہیں جن پر قتل کا فتویٰ ہوا ہے چھڑادے (زبور شریف 102 آیت 19تا 20)اور قتل کے فتویٰ سے مراد گناہ اور بت پرستی کی موت اور اس حیات ابدی سے امید کا منقطع ہونا ہے جس کی خوشخبری ہمارے منجی مسیح نے دی ہے کہ قیامت کے روز لوگوں کو بخشیگا اور اس لئے کہ جب وہ گروہ اور بادشاہ خداوند کی بندگی کے واسطے جمع ہوتے ہیں اس وقت صیحون میں خداوند کا نام لیں اور یروشلم میں اس کی یاد کریں۔ پس داؤد نبی کی نبوت پوری ہوئی۔ اور اسی یروشلم میں جمع ہو کر مختلف زبانوں اور عجیب عجیب محاروں میں طرح طرح کی بزرگی اور پاکی سے رات دن خدائے غیب کی یاد کرتے ہیں اور جو کچھ حق بندگی کا ہے بجالاتے ہیں۔ اس میں کسی طرح سے کمی یا فتور نہیں کرتے ہیں اور دوردراز شہروں سے اور روئے زمین کے اطراف بعید سے وہاں آتے ہیں۔ کیا اے میرے دوست حق پسند وں کے نزدیک بجز اس شخص کے جو کافر اور منکر ہو اور جہالت نے اسے اندھا کیا ہو اور حسد نے اس کے دل کو بگاڑا ہو اور کون اس کے خلاف کہیگا ؟ پھر یسعیاہ نبی نے بھی پیشن گوئی کی اور خوب پکار کے کہتا ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ " کمزور ہاتھوں کو زور دو اور ناتوان گھٹنوں کو پایداری بخشو۔ ان کو جو کچ دئے ہیں کہو ہمت باندھو۔ مت ڈرو دیکھو تمہارا خدا سزا

وحجزا ساتھ لئے ہوئے آتا ہے۔ ہاں خدا آئیگا اور تمہیں بچائیگا۔ اس وقت اندھوں کی آنکھیں کھولی جائینگی اور بہروں کے کان کھولے جائینگے۔ تب لنگڑے ہرن کی مانند چوکڑیاں بھرینگے اور گونگے کی زبان گائیگی۔" (بائبل مقدس صحیفہ حضرت یسعیاہ 35 باب)اور خدا تجھے حق کی طرف ہدایت کرے توجانتاہے کہ تیری کتاب بھی اس بات پر گواہی دیتی ہے کہ یہ سب کام مسیح نے کئے اور 38 برس کے اپاہج کو اچھا کیا اور کہا کہ اپنی چارپائی اٹھالے اور اپنے گھر کو جا۔ چنانچہ وہ اسی وقت کھڑا ہو کر چل دیا۔ اس نے کوڑھیوں کو شفادی اور مادر زاد گونگوں کو گویائی دی جس کی خبر انجیل میں خوب شرح وبسط کے ساتھ موجود ہے اور اس کے علاوہ جو طرح طرح کی پیچید گیاں منکر اور فریبی یہود ڈالتے تھے ان سب سے سلامت نکل جانا اور ان کے دلائل کو معقول طرح سے قطع کرنا یہ سب اسی سے ظہور میں آیا۔ پھر یسعیاہ نبی نے بھی دوسری جگہ مسیح کے مولد کی طرف اشارہ کرکے کہا ہے" اے داؤد کے خاندان اب تم سنو خداوند آپ تم کو ایک نشان دیگا۔ دیکھو کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اس کا نام عمانوئیل رکھے گی" (یسعیاہ 7 باب 13تا14آیت) پس اس سے زیادہ صاف بات اور کیا ہوگی اور جتنی پیشن گوئیاں جہاں کے زندہ کرنے والے مسیح کے آنے کی نسبت نبیوں نے کی ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں جو ہم نے بیان کیں اور ہم چاہتے تو اور بھی ثبوت

دیتے لیکن اس رسالہ کو طول دینا پسند نہیں کیونکہ وہ پڑھنے والے کو گراں گذریگا اور جو شخص حق کا مخالف نہیں اور اپنے نفس کے ساتھ نا انصافی نہیں کرتا ہے اس کےواسطے ہمارا اسی قدر بیان کافی ہے ۔اور خدا تجھے نیکی دے گویا میں تیرے پاس ہوں اور تونے اس جگہ تحریف کا کچھ ذکر کیا اور یہ اعتراض کیا ہے کہ ہم نے عبارت میں تحریف کی اور کتاب کو بدل ڈالاہے اور گویا تونے اس قول کو اپنے واسطے پناہ گردانا ہے اور اس میں چھپا ہے سو میں سچی خبر دیتا ہوں ۔ تو اسے سن اور قبول کر کیونکہ میری تحریر سرکش اور حاسد اور دشمن کی سی نہیں ہے بلکہ میں دوستانہ بطور نصیحت کے کہتا ہوں کیونکہ ہمارے دین میں ہر شخص کو نصیحت دینا واجب ہے ۔ سو میں ازراہ دوستی تجھے اس نادانی اور بیوقوفی پر آگاہ کرنا چاہتا ہوں اور تحریف و تبدیل کی بات میں جو کچھ تمہارے دلائل ہیں ان سے زیادہ پوچ اور لچرا اور بے بنیاد دلیلیں میں نے کبھی نہیں سنیں اور مجھے تجھ پر اور تیرے ہمجنسوں پر جنہوں نے حق باتوں کی کتابوں کو تحقیق کیا اور جو ذہن درست رکھتے ہیں جن سے حق و باطل کی تمیز ہوسکے بڑا تعجب آتا ہے اور کیونکر ایسا امر ہوسکتا ہے حالانکہ توجانتا ہے کہ ہمارے ساتھ یہود بھی جو ہمارے خداوند اور منجی اور جہان کے نور اور دنیا کی روشنی کے سخت دشمن ہیں اور جو مسیح لایا ہے اس سے کافر اور منکر ہیں اس کتاب کی صحت کے قائل ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ وہ خدا کی طرف نازل ہوئی ہے ۔ نہ اس میں

تحریف نہ تبدیل ۔ نہ زیادتی ہے نہ کمی۔ اور ہم تجھ سے ایک بات کہتے ہیں جو ہمارے اور تیرے دونوں کے نزدیک بڑے انصاف کی بات ہے اور وہ یہ ہے کہ تو جو ہم پر تحریف اور تبدیل کا دعویٰ کرتا ہے اگر تو سچا ہے تو تو ہی ایسی کتاب لا جس میں تحریف و تبدیل نہ ہو۔ جو تیری عجیب نشانیوں پر گواہی دے جس طرح پر کہ معجزوں سے نبیوں اور حواریوں کی اور جو کتاب وہ لائے تھے اس کی تصدیق ہوئی اور ہم نے اسے قبول کیا اور وہ آج تک بغیر کمی اور بیشی کے ہمارے اور یہودیوں کے پاس موجود ہے مگر مجھے خوب معلوم ہے کہ تجھ سے یہ امر کبھی نہ ہوسکیگا اور کیونکر ہو درحالیکہ خود تیری کتاب ہماری کتاب کی صحت پر گواہی دیتی ہے یعنی اس میں لکھا ہے " سو اگر تو ہے شک میں اس چیز سے جو اتاری ہم نے تیری طرف تو پوچھ ان سے جو پڑھتے ہیں کتاب تجھ سے آگے ۔ بیشک تجھ کو آیا ہے حق تیرے رب کی طرف سے ۔ سو تو مت ہو شبہ لانے والا (یونس 94)۔ پھر اس قول کی تفسیر اور تاکید میں اور جو کتاب ہمیں ملی ہے اس کی فضیلت کے اقرار میں یہ لکھا ہے کہ " جن کو ہم نے دی کتاب وہ اس کو پڑھتے ہیں جو حق ہے پڑھنے کا ۔ وہ اس پر یقین لاتے ہیں اور جو منکر ہوگا اس سے سوا نہیں کو نقصان ہے (بقر 115)۔ پس اسے شخص خدا تجھ پر رحم کرے اس بات کو سمجھ کہ تیری کتاب کیا کہتی ہے اور ہمارے پڑھنے کی نسبت کیا گواہی دیتی ہے کہ

جیسا حق پڑھنے کا ہے اسی طرح پڑھتے ہیں اور کم دیتی ہے کہ

لوگ ہم سے پوچھیں اور جو کچھ ہم کہیں اسے مانیں۔ پھر بھلا تو کیونکر یہ دعویٰ کرتا ہے اور کہتاہے کہ ہم نے عبارت کو بدل ڈالاہے اور تحریف وتبدیل کی ہے ؟ کیا یہ دونوں حکم ایک دوسرے کے خلاف نہیں ہیں؟ کیونکہ توہی یہ گواہی دیتا ہے کہ جیسا کہ حق پڑھنے کا ہے اس طرح سے پڑھتے ہیں اور خودہی اس کے خلاف اپنے آپ کو جھوٹا ٹھہراتاہے اور کہتاہے کہ تحریف وتبدیل ہوئی ہے۔ سو یہ نہایت محال ہے اور نہایت بیجا تہمت ہے اور جبکہ نہ تو اور نہ تیرے سوا کوئی اور یہ قدرت رکھتاہے کہ اس کتاب کو جو ہمارے پاس ہے غلط ٹھہرا سکے اور تیرے امکان ہے یہ امر بالکل باہر ہے پھر بھلا تو کیوں یہ جھوٹ ہم پر جوڑتاہے اور ایسی بات کہتاہے جو تیری عادت اور اخلاق سے بعید ہے یعنی یہ کہ ہم نے کتاب میں تحریف کی ہے اور خدا کے کلام میں تغیر وتبدیل کیاہے حالانکہ تیرے حضرت خود گواہی دیتے ہیں کہ جیسا حق پڑھنے کا ہے اس طرح ہم اس کو پڑھتے ہیں؟ پس تجھ کو لازم ہے کہ انصاف کرے اور اپنے پروردگار کی رضامندی ڈھونڈے جیسا کہ ہر دانشمند پر واجب ہے اور محرف ومبدل کو خوب دیکھے۔ آیا ہم ان لوگوں میں ہیں جنہوں نے اس کتاب کو ایسے گروہ سے حاصل کیا ہے جنہوں نے اس کتاب کی تصدیق کے واسطے خدا کی طرف سے ایسی نشانیاں اور معجزے دکھائے جو آدمیوں کی طاقت سے باہر ہیں

اور جس کتاب کو مختلف زبانوں اور خواہشوں اور دینوں کے لوگوں نے اور دور دراز ملکوں اور شہروں کے رہنے والوں نے جن کے درمیان کسی طرح کا حیلہ اور دھوکا چل نہیں سکتا بالاتفاق قبول کیا یا ہم ان لوگوں میں ہیں جنہوں نے بغیر ثبوت اور دلیل کےاور بغیر کسی نبی کی گواہی کے اور بغیر کسی نشانی اور معجزے کے ایسے شخص سے جس نے فقط کچھ بیان کردیا اور پھر ان محاورات کو اس کی صحت کا ثبوت گردانا اور گمان کیا کہ اس کتاب کا حال اور قصہ بھی ویسا ہی ہے اور اسی نے یہ کتاب دی ہے جس نے سمندر کو پھاڑ اور مردوں کو زندہ کیا اور مادر زاداندھوں کو بینائی دی اور اپاہجوں اور لنگڑوں کو چلنے کی طاقت دی اور اس کتاب کے لئے ایسی قوم سے اسے اخذ کیا جن کے درمیان دشمنی اور عداوت تھی اور اس میں جو جس کے دل میں آیا بڑھایا گھٹایا اور تبدیل و تصرف کرکے اسے خدا کی طرف منسوب کیا اور گمان کیا کہ خدا کے نبی کی نبوت کی دلیل اور پختہ ثبوت اس بات کا ہے کہ وہ خدا رب العزت کا رسول ہے ؟ پھر اس پر بھی راضی نہیں ہوا بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہا کہ جو کوئی میری اس کتاب کو قبول نہ کرے اور اسے خدا کی طرف سے نہ جانے اور میری رسالت کا اقرار نہ کرے میں اسے قتل کرونگا اور اسکا مال واسباب لوٹونگا اور اسکی اولاد کو لونڈی غلام بناؤنگا- پس لوگوں نے بغیر کسی ثبوت اور دلیل

کے اپنی جان بچانے کو اور مصیبت سے دور رہنے کو بہ مجبوری قبول کرلیا پس اپنی عقل سے اس بات کو ذرا سوچ سمجھ اور جو حق معلوم ہو اسے اختیار اور قبول کر کیونکہ مجھے امید ہے کہ تیری عقل تجھے فریب سے باز رکھیگی کیونکہ خدا تعالیٰ نے عقل کو انصاف کی ترازو بنایا ہے ۔ پس جو کچھ خدا نے تجھے اپنے فضل سے عطا کیا ہے اسے کام میں لا کیونکہ اگر تو دریافت کریگا تو خدا کی مدد سے تجھ پر حقائق منکشف ہوجائینگے ۔
اب مناسب ہے کہ پاک خوشخبریوں کا بیان جو ہم کرتے تھے اس کی طرف رجوع کریں اور یہ کہیں کہ جو دانشمند تحقیق والے ہیں انہوں نے ان بشارتوں کو درست جانا اور اجماع وقیاس سے برابر مانتے چلے آئے ہیں کہ جو پیشن گوئیاں نبیوں نے کی ہیں وہ خدا عزوجل کی طرف سے ہیں اور مسیح موعود کے آنے پر سب پوری ہوئیں اور تکمیل کو پہنچیں پس چاہیئے کہ ان نشانیوں کو جو خداوند مسیح لایا تھا اور جو اس کی الوہیت اور کہانت پر دلالت کرتی ہیں دیکھیں اور یہ کہیں کہ سب سے اول خدا تعالیٰ نے جو اپنے مخلوق پر مہربان اور فضل کرنے والا ہے آدم کی جنس سے جسے اس نے پیدا کیا تھا اور اپنی صورت پر بنایا تھا اپنے فضل سے کل مخلوق میں سے ایک کنواری لڑکی کو جو پاک وصاف اور نقیہ تھی نہ اس میں نہ اس کی ذات میں نہ اس کے بدن میں کچھ عیب تھا پسند کیا کہ اس کا کلمہ اور اس کی روح اس میں حلول کرے اور جسم انسانی اختیار کرکے اور پورا انسان بن کے ہم سے خطاب

کرے اور اس کی خوشخبری دینے کے واسطے فرشتوں کے سردار جبرائیل کو مامور کیا اور آسمان کے سب گروہوں پر اسے فضیلت بخشی اور نہایت بڑا مرتبہ اس کو عطا کیا کہ تمام جہاں کی عورتوں کی سردار اور یوا کیم کی بیٹی اور ہمارے خداوند اور منجی مسیح کی ماں مریم کی طرف اسے بھیجا۔ پس وہ فرشتہ یہ عزت اور بزرگی پا کر خدا کی طرف سے خوشخبری لایا اور اس کے پاس آکر کہا کہ " اے پسندیدہ سلام ہمارا خداوند تیرے ساتھ ہے "میرا خداوند نہیں کہا بلکہ ہمارا خداوند یعنی تمام فرشتوں کا سردار بتایا۔ پس سوائے خدا کے ازلی کلمہ کے جس نے آسمان وزمین کو پیدا کیا جیسا کہ داؤد نے کہا تھا اور کون ہے جو آدمیوں اور فرشتوں کا سردار ہو؟ پس خدا تجھ پر رحم کرے اور راز مخفی کو جو خدا کی کتابوں میں مندرج ہے سمجھ اور جہالت کی تاریکی اور تعصب کو چھوڑ کر خدا تیری عقل کو روشن کرے اور گمراہی کی تاریکیوں سے نجات دے۔آمین۔ پھر جبرائیل نے کہا کہ تو حاملہ ہوگی اور بیٹا جنیگی اور اس کا نام یسوع رکھیگی (یسوع کے معنی منجی کے ہیں) ۔وہ بزرگ ہوگا اور خدا

کا بیٹا کہلائیگا اور خداوند خدا اس کے باپ داؤد کا تخت اسے دیگا اور وہ سدا یعقوب کے گھرانے کی بادشاہی کریگا اور اس کی بادشاہی آخر نہ ہو گی۔ جس وقت جبرائیل نے یہ خبر دی تو مریم بہت متعجب ہو کر کہنے لگی " یہ کیونکر ہوگا جس حال میں کہ میں مرد کو نہیں جانتی "؟ فرشتے نے جواب میں اس سے کہا کہ روح القدس تجھ پر اتریگی اور خدا تعالیٰ کی قدرت کا سایہ تجھ پر ہوگا۔ اس سبب سے وہ قدوس بھی جو پیدا ہوگا خدا کا بیٹا کہلائیگا۔ پھر یہ کہہ کر دلیل دی تاکہ یقین بڑھ جائے اور کسی طرح شک وشبہ کی اس کو گنجائش نہ رہے۔" دیکھ تیری رشتہ دار الیشبع کے بھی بڑھاپے میں بیٹا ہونے والا ہے اور یہ اس کا جو بانجھ کہلاتی ہے چھٹا مہینہ ہے۔" (انجیل شریف بہ مطابق حضرت لوقا 1 باب) پس یہ ایک عجیب خوشخبری ہے جو ہمارے خداوند و منجی کے سوا کسی دوسرے پر صادق نہیں آتی۔ اب مخالفت کی شہادت جو ہماری تاکید وتائید میں ہے اس کو بھی سن لے یعنی تیرے حضرت نے بھی خوشی سے یہ اقرار کیا کہ " جب فرشتے بولے اے مریم اللہ نے تجھ کو پسند کیا اور ستھرا بنایا اور پسند کیا تجھ جو کو جہاں کی عورت سے۔ اے مریم بندگی کر اپنے رب کی اور سجدہ کر اور رکوع کر ساتھ رکوع کرنے والوں کے اے مریم اللہ تجھ کو بشارت دیتا ہے ایک اپنے حکم کی جس کا نام مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا مرتبہ والا دنیا میں اور آخرت میں اور نزدیک والوں میں۔ اور باتیں کریگا لوگوں سے جب ماں کی گود میں ہوگا اور جب پوری عمر کا ہوگا اور نیک بختوں میں ہے۔ بولی اے رب کہاں سے ہوہوگا مجھ کو لڑکا اور مجھ کو ہاتھ نہیں لگا یا کسی آدمی نے ؟کہا اسی طرح پیدا کرتا ہے اللہ جو چاہے۔ جب حکم کرتا ہے ایک کام کو یہی کہتا ہے کہ اس کو کہ ہو پس ہو ہوتا ہے اور سکھا دیگا اس کو کتاب اور کام کی باتیں اور توریت اور انجیل اور رسول ہوگا بنی اسرائیل کی طرف کہ میں آیا ہوں تم پاس نشان لے کر تمہارے رب کے بنادیتا ہوں تم کو مٹی سے جانور کی صورت پھر

اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ ہوجاتا ہے اڑتا جا نور اللہ کے حکم سے اور چنگا کرتاہوں جو اندھا پیدا ہوا اور کوڑھی کو۔ زندہ کرتا ہوں مردے اللہ کے حکم سے اور بتادیتا ہوں تم کو جو کھا کرآؤ اورجو رکھ آؤ اپنے گھر میں۔ اس میں نشانی پوری ہے تم کو اگر تم یقین رکھتے ہو سچ بتاتاہوں توریت کو جو مجھ سے پہلے کی ہے اور اس واسطے کہ حلال کردوں تم کو بعض چیز جو حرام تھی تم پر اور آیا ہوں تمہارے پاس نشانی لے کر تمہارے رب کی سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو(آل عمران 37تا44) پس تیرے حضرت نے بھی ایسا کچھ کہا اور گواہی دی اور حق کا اقرار کیا اور اس کو تسلیم کیا اور سچا ٹھہرایا ہے۔ اب یہ بتا کہ غیر مہذب والوں کی کتابوں میں تونے کسی کی نسبت ایسی خوشخبری دیکھی جیسی ہم نے انجیل شریف سے خدا عزوجل کی طرف سے اور نیز تیری کتاب سے جس کی صحت کا تجھے دعویٰ اور جس کے انصاف اور گواہی پر تجھے اقرار ہے تجھے بتائی۔ پھر جب یحییٰ کے والدین جو بڑے پاکباز اور پرہیزگار تھے ان کے مکان پر پاک اور مبارک مریم تشریف لے گئی اور دستور کے موافق دروازہ کھٹکھٹا کر سلام کیا اور تو جنین خوشی کے مارے پیٹ میں اچھلا اور اس کی ماں بلند آواز سے پکار کرکہنے لگی کہ یہ امر میرے واسطے کہاں سے ہوا کہ میرے مولا کی ماں میرے پاس آئی جس وقت تیرے سلام کی آواز میرے کان میں پڑی اسی وقت میرے پیٹ میں بچہ سجدہ کرکے اور خوش ہوکے کلبلایا۔ پھر تیرے حضرت نے جو زکریاہ کی نسبت کہاہے کہ وہاں دعا کی زکریاہ

نے اپنے رب سے کہا اے رب عطا کر مجھ کو اپنے پاس سے اولاد پاکیزہ بے عیب تو سننے والا ہے دعا پھر اس کو آواز دی فرشتے نے جب وہ کھڑا تھا نماز میں حجرے کے اندر کہ اللہ تجھ کو خوشخبری دیتا ہے یحییٰ کی گواہی دیگا اللہ کے ایک حکم کی اور سردار ہوگا اور عورت پاس نہ جاویگا اور نبی ہوگا نیکوں میں (آل عمران 33،34)۔ پس اس سے مسیح کلمتہ اللہ (اللہ کا ایک حکم) اور آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار مراد ہے۔ کیونکہ جو گواہی دیگا یوحنا کی صفت ہے لیکن اللہ کا ایک حکم (کلمتہ اللہ) اور سردار یوحنا صفت نہیں ہے کیونکہ حضرت کا یہ عقیدہ نہ تھا کہ یوحنا اللہ کا ایک حکم اور سردار ہے بلکہ اسکی یہ صفت تھی کہ عورت پاس نہ جاویگا اور نبی ہوگا نیکوں میں۔ پس خدا تجھے نیک توفیق دے اگر تو بات کو حق سے نہ پھیرے تو صاف معلوم ہوگا کہ اس عبارت کے یہی معنی ہیں۔ دوسرے یہ کہ جب وہ بڑا بادشاہ پیدا ہوا جس کی سلطنت کو کبھی زوال نہیں اور درحقیقت جس کا مالک ہے تو مجوسیوں نے ملک فارس میں ایک ستارہ دیکھا اور مجوسی عالموں نے پہلے سے اپنی کتابوں میں خبر دیدی تھی اور لوگوں کو اس کے ظہور کا وقت بتادیا تھا۔ اور یہ کہہ دیا تھا کہ کہ ایک ستارہ ظاہر ہوگا اور لوگوں کے ساتھ چلیگا اور وہ لوگ سجدہ کرکے اس بادشاہ کی بندگی بجالاوینگے۔ سو مجوسی ہمیشہ اس کے منتظر اور امیدوار رہے یہاں تک کہ وہ وقت بھی آیا اور وہ ستارہ جو بڑے بادشاہ کی پیدائش

کا نشان بتایا تھا دکھائی دیا تو وہ لوگ ستارہ کی ہدایت سے (یعنی وہ ان کے ساتھ چلتا تھا) ملک فارس سے چل کر یہودیہ کی سرزمین میں بیت المقدس پر آئے تاکہ وہ ستارہ بیت لحم پر ٹھہر گیا تو انہوں نے مطلب پورا کیا اور بند گی بجالائے اور جس کے منتظر تھے اسے دیکھا اور جس کے متوقع تھے اسے پایا اور ایمان لاکے بہت خوش وخرم اپنے گھر کو لوٹے اس کے سوا جب مسیح پیدا ہوا تو ایک فرشتے نے جنگل میں چرواہوں سے جو اس وقت بھیڑ بکریاں چرارہے تھے کہا کہ میں تمہیں ایک بہت بڑی خوشی کی خبر دیتا ہوں کہ تمہارے لئے اور آدم کی تمام اولاد کے لئے ایک نجات دہندہ پیدا ہوا ہے اور وہ عیسیٰ مسیح ہے اور اسکا نشان یہ ہے کہ جب تم اس گاؤں میں جاؤگے تو ایک لڑکا کپڑے میں لپٹا ہوا اور چرنی میں رکھا ہوا پاؤگے ہنوز یہ فرشتہ باتیں کرہی رہا تھا کہ ان لوگوں نے دیکھا کہ اس فرشتہ کے ساتھ بہت سے فرشتوں کا لشکر آسمان وزمین کے درمیان خداوند کی تعریف میں گیت گاتا ہوا اڑا جاتا ہے اور سب کے سب پکار پکار کے اس کی تعریف کرتے اور یہ کہتے ہیں کہ "آسمان پر خدا کی تعریف اور زمین پر سلامتی اور آدمیوں کی خوشی اور چین ہے اور تمام مخلوق کی امید برآئی۔" غرض یہ کیفیت دیکھ کر چرواہے گاؤں کو دوڑے گئے اور جس طرح فرشتے نے خبر دی تھی لڑکے کو کپڑے میں لپٹا اور چرنی میں رکھا پایا تو انہوں نے تصدیق کی اور ایمان لائے اور

جو کچھ خبر پائی تھی اور ان فرشتوں کا لشکر جو دیکھا تھا اور جو کچھ ان فرشتوں کو گاتے سنا تھا اور اپنے آنے کا سارا حال بیان کیا تو جس نے سنا نہایت متعجب ہوا۔ اب میں تجھ کو تفصیل دار بتاؤں کہ اس دعوت کی ابتدا کس طرح ہوئی۔ حال یہ ہے کہ جب سیدنا مسیح تیس برس کے ہوئے اور زکریاہ کا بیٹا یحییٰ توبہ کا بپتسمہ دینے کو دریائے یردن کے کنارے گیا تو مسیح اس کے پاس بپتسمہ پانے کو گئے۔ یحییٰ انہیں دیکھ کر بولا کہ خدا کا برہ جہاں کے گناہ اٹھا لے جاتا ہے یہی ہے۔ اور پھر کہا کہ میں تجھ سے بپتسمہ پانے کا محتاج ہوں اور تیرے میرے پاس آیا ہے۔ مسیح نے جواب میں اس سے کہا اب ہونے دے کیونکہ ہمیں مناسب ہے کہ یوں ہی سب راستبازی پوری کریں۔ تب اس نے ہونے دیا اور جونہی مسیح پانی سے اوپر سے آئے آسمان کے دروازے کھل گئے اور جو لوگ وہاں موجود تھے انہوں نے دیکھا کہ روح القدوس کبوتر کی مانند اس پر اتری اور یکایک ایک آواز غیبی یہ کہتی ہوئی آئی کہ یہ میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں۔ یہ حال دیکھ کر زکریاہ کا بیٹا یوحنا اور جتنے لوگ وہاں موجود تھے سب متعجب ہوئے۔ پھر مسیح نے ان لوگوں میں اس بات کی منادی کرنی شروع کردی کہ آسمان کی بادشاہی نزدیک ہے۔ توبہ کرو اور دنیاداری کو چھوڑو اور پرہیزگاری اختیار کرو اور جورو بیٹوں اور مال متاع میں دل مت لگاؤ۔ نیک کاموں کی طرف راغب ہو اور گناہ سے بچو اور ہر کسی کے ساتھ احسان کرو اور کینہ اور حسد سے بچو جو کوئی برائی کرے

اس سے بدلہ مت چاہو بلکہ ہر شخص کے ساتھ احسان کرو۔ پھر فرمایا کہ یہی کام تم کو خدا کے پاس پہنچادینگے اور ان کاموں پر آمادہ کیا تا کہ خدا کے یہاں اس گھر میں جہاں کہ ابدی زندگی اور ہمیشہ رہنا ہے اچھا بدلہ اور بڑا ثواب پانے کے مستحق ہوں اور اس بات سے ڈرایا کہ قیامت ہوگی اور حساب دینے اور سزاوجزا پانے کے واسطے مرنے کے بعد پھر اٹھینگے۔ جس نے نیک کام کئے اس کو بہشت ملیگی اور جس نے برے کام کئے اسے دوزخ میں عذاب ہوگا اور ہمیشہ تک اس میں رہیگا۔ اس کے عجیب کاموں اور معجزوں سے اور ظاہر نشانیوں اور کھلی علامتوں اور روشن دلیلوں سے جو ہر مخلوق کے امکان سے باہر ہیں ہم نے جانا کہ جو کچھ وہ کہتا ہے حق ہے اور جو کچھ وعدہ وعید کرتا ہے سب سچے ہیں اور یہ سب کام اس نے بڑی نرمی اور فروتنی کے ساتھ کئے۔ شیخی وغرور جو شیطان کا اور اس کے ہم جنسوں کا کام ہے کبھی نہیں کیا اور تمام آدمیوں پر مہربانی اور محبت اور رحمت ظاہر کی اور جو کچھ لوگوں نے اس سے مانگا اور طلب کیا انہیں دیا اور کسی سے اس کا بدلہ اور احسان نہ چاہا بجز اس کے کہ خدا عزوجل کی بزرگی اور تعریف کریں اور اس بات کو سچا جانیں کہ جو وعدہ خدا نے اپنے نبیوں کی زبان سے فرمایا تھا اس کو پورا کیا اور آدم زاد پر فضل وبخشش کی کہ اس کا کلمہ انسان بن کر ان کے پاس آیا اور شیطان کی گمراہی اور

موت کے غضب سے انہیں بچایا اور بتایا کہ میں خدا ئِ واحد ہوں جس میں باپ اور بیٹا اور روح القدس تین اقنوم ہیں۔ پس پہلے پہل اس نےلوگوں میں یہ منادی کہ اے لوگو توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک ہے۔" پس توبہ اور قیامت کا ذکر جس سے وہ لوگ بالکل ناواقف تھے انہیں سنایا اورآسمانی بادشاہی کی رغبت دلائی تاکہ ایسے کام کریں جن سے اس بادشاہی میں داخل ہونے کے مستحق ہوں اور برے کاموں سے جن میں وہ لوگ مبتلاتھے بچا کر ایسے کاموں کی طرف پھیر دیا جن سے ان کے گناہ معاف ہوجاویں۔ اور چالیس دن رات روزہ رکھا اور فرشتے ان دنوں میں اس کی خدمت اور بند گی کرتے تھے اور وہ شیطان کے مکر پر غالب آنے کی کوشش میں مصروف تھا اور اس سے اس نے لوگوں کو یہ تعلیم دی کہ خدا تعالیٰ کو یہ قدرت ہے کہ انسان کو بغیر کھانے اور پینے کے زندہ رکھ سکتاہے اور یہ کہ مرنے کے بعد جب پھر جلائے جائینگے تو ایسے ہی بغیر کھانے اور پینے کے زندہ رہ سکینگے اور وہی اس وقت میں ہماری سب حاجتیں رفع کرتا ہے اور بغیر کھانے اور پینے کے زندہ رکھتاہے پھر اس نے روحانی طریقے اور خدا کی باتیں جو اس کی الوہیت کے لائق تھیں بتائیں اور جسمانی خواہشات سے نفرت دلائی اور خون کے باب میں اس طرح فرمایا: تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ تو خون مت کر اور جو کوئی خون کرے عدالت میں سزا کے قابل ہوگا میں تمہیں کہتاہوں کہ جو

کوئی اپنے بھائی پر بے سبب غصہ ہو عدالت میں سزا کےلائق ہوگا اور جو کوئی اپنے بھائی کو باؤلا کہے صدرِ مجلس میں سزا کے لائق ہوگا اور جو اس کو احمق کہے جہنم کی آگ کا سزاوار ہوگا۔ ایسا نہ ہو کہ سورج ڈوبے اور تم خفا کے خفا رہو۔" پھر فرمایا ہے کہ اگر تو قربان گاہ میں اپنی نذر لیجائے اور وہاں تجھے یاد آئے کہ تیرا بھائی تجھ سے کچھ مخالفت رکھتا ہے تو وہاں اپنی نذر قربانگاہ کے سامنے چھوڑ کر کے چلا جا۔ پہلے اپنے بھائی سے میل کر تب آکر اپنی نذر گذران۔ پس اس حکم سے دشمنی کی جڑ اور غصہ کے اسباب جو خونریزی کا باعث ہوتے ہیں سب منقطع ہوگئے۔ پھر فرمایا کہ تم سن چکے ہو اگلوں سے کہا گیا تھا تو زنا نہ کر" پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ جو کوئی شہوت سے کسی عورت پر نگاہ کرے وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کرچکا۔ اس حکم سے ہمیں بتادیا کہ خدا تعالیٰ ظاہر و باطن سب جانتا ہے۔ کوئی پوشیدہ بات اس سے پوشیدہ نہیں۔ ہر پوشیدہ گناہ پر بھی وہ علی الاعلان بدلہ دیگا۔ پھر یوں کہا کہ لکھا ہے کہ جو کوئی اپنی جورو کو چھوڑ دے اس سے زنا کرواتا ہے اور جو کوئی اس چھوڑی ہوئی سے بیاہ کرتا ہے زنا کرتا ہے۔ پھر فرماتا ہے کہ تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا کہ جھوٹی قسم نہ کھانا لیکن میں کہتا ہوں کہ قسم بالکل نہ کھانا نہ توآسمان کی کیونکہ وہ خدا کا تخت ہے۔ نہ زمین کی کیونکہ وہ اس کے پاؤں کی چوکی اور نہ یروشلم کی کیونکہ وہ بزرگ بادشاہ کا شہر ہے۔

اور نہ اپنے سر کی قسم کھا کیونکہ تو ایک بال کو سفید یا کالا نہیں کرسکتا ہے پر تمہاری گفتگو میں ہاں کی ہاں اور نہیں کہ نہیں ہو کیونکہ جو اس سے زیادہ ہے سو برائی سے ہوتا ہے۔" پھر ظلم کی مذمت اور محبت کی رغبت اور بدلہ لینے کی ممانعت میں فرمایا ہے کہ تم سن چکے ہو کہ "آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت۔ پر میں تمہیں کہتا ہوں کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو تیرے دہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اسکی طرف پھیر دے اور اگر کوئی چاہے کہ تجھ پر نالش کر کے تیری قبا لے تو کرتے کو بھی اسے لینے دے اور جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار لیجاوے اس کے ساتھ دو کوس چلا جا۔ جو کوئی تجھ سے مانگے اسے دے اور جو تجھ سے قرض مانگے اس سے منہ نہ موڑ۔" پس اس حکم سے دشمنی کی سب صورتیں دور ہوتی ہیں اور عداوت کی آگ ٹھنڈی ہوجاتی ہے اور برائی جو آدمیوں میں جدائی پیدا کرتی ہے بالکل اٹھ جاتی ہے اور ایک دوسرے کا دوست اور رفیق بن جاتا ہے اور سخت دلی گھٹ جاتی ہے اور نفاق جاتا رہتا ہے اور برادرانہ الفت و محبت لوگوں میں پیدا ہوجاتی ہے۔ پھر بخشش واحسان کی بابت فرمایا ہے" تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا اپنے پڑوسی سے دوستی رکھ اور اپنے دشمنوں سے دشمنی لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں کو پیار کرو اور جو تم پر لعنت کریں ان کے لئے برکت چاہو۔ جو تم سے کینہ رکھیں ان کا بھلا چاہو اور جو تمہیں دکھ دیں اور ستائیں ان کے لئے دعا مانگو تا کہ تم اپنے پروردگار کے جو آسمان پر ہے فرزند ہو کیونکہ وہ

اپنے سورج کو بدوں اور نیکوں پر چمکاتا ہے اور راستوں و ناراستوں پر مینہ برساتا ہے ۔ پھر اس حکم کی تائید میں فرماتا ہے کہ اگر تم انہیں کو پیار کرو جو تمہیں پیار کرتے ہیں تو تمہارے لئے کیا اجر ہے ؟ کیا محصول لینے والے بھی ایسا نہیں کرتے ؟ پس تم کامل ہو جیسا تمہارا پروردگار جو آسمان پر ہے کامل ہے ۔ پھر نیک کاموں کے باب میں فرمایا ہے کہ لوگوں کو دکھلانے کے لئے نہ کرو نہیں تو تمہارا پروردگار جو آسمان پر ہے اجر نہیں ملیگا۔ پر جب تو خیرات کرے تو چاہیئے کہ تیرا بایاں ہاتھ نہ جانے جو تیرا دہنا ہاتھ کرتا ہے تاکہ تیری خیرات پوشیدہ رہے اور تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے خود ظاہر میں تجھے بدلہ دے اور جب تو دعا مانگے تو منافقوں کی مانند مت ہو کیونکہ وہ عبادت خانوں اور راستوں کے کونوں پر کھڑے ہو کر دعا مانگنے کو دوست رکھتے ہیں تاکہ لوگ انہیں دیکھیں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا بدلہ پا چکے۔ پھر کہتا ہوں جب تو دعا مانگے تو اپنی کوٹھڑی میں جا اور اپنا دروازہ بند کرکے اپنے باپ سے جو پوشیدگی میں ہے دعا مانگ اور تیرا پروردگار جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے ظاہر میں بدلہ دیگا۔ پھر فرمایا ہے کہ جب تم روزہ رکھو تو منافقوں کی مانند اپنا چہرہ اداس نہ بناؤ کیونکہ وہ اپنا منہ بگاڑتے ہیں تاکہ لوگوں کے نزدیک روزہ دار ظاہر ہوں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا بدلہ پا چکے۔ پر جب تو روزہ رکھے تو اپنے سر پر تیل لگا اور منہ دھو تاکہ آدمی پر روزہ دار ظاہر نہ ہو اور تیرا پروردگار جس کے

لئے تو نے روزہ رکھا ہے تجھے اس کا بدلہ دے ۔ پھر حرص و بخل کی مذمت میں فرمایا ہے کہ مال اپنے واسطے زمین پر جمع نہ کرو جہاں چور نقب لگاتا ہے اور کیڑا خراب کرتا ہے بلکہ اپنے لئے آسمان پر جمع کرو جہاں نہ کیڑا نہ مورچہ خراب کرتے اور نہ چور وہاں سیندھ دیتے اور نہ چراتے ہیں کیونکہ جہاں تمہارا خزانہ ہے وہاں تمہارا دل بھی لگا رہیگا ۔ پھر فرماتا ہے کہ کوئی آدمی دو مالکوں کی نوکری نہیں کرسکتا کیونکہ ایک کے ساتھ ملا رہیگا اور دوسرے سے عداوت رکھے گا ۔ تم خدا اور دولت دونوں کی خدمت نہیں کرسکتے ۔ پھر فرمایا ہے کہ کھانے اور پینے کی فکر مت کرو۔ روح کو گناہوں اور خطاؤں سے بچانے کی فکر بدن کی فکر سے بڑھ کر اور زیادہ ضروری ہے ۔ کیونکہ روح کا مرتبہ بدن سے زیادہ ہے ۔ بدن بغیر روح کے نہیں رہ سکتا ہے بلکہ ہوا کے پرندوں کے مانند ہو جو کہ نہ بوتے اور نہ جمع کرتے بلکہ ہر روز بے فکری سے بسر کرتے ہیں کیونکہ تمہارا آسمانی باپ انہیں پالتا ہے اور میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم پیدائش خدا کے نزدیک ان سے بڑھ کر ہو۔ پس تم تن پروری کی فکر مت کرو بلکہ اپنی نعمت کو خدا کی رضامندی میں صرف کرو اور آج کے دن کل کی فکر مت کرو کیونکہ آج کی فکر کو آج ہی کا دن کافی ہے ۔ پس کل کے کھانے کی فکر نہ کرو کیونکہ تم نے کچھ کل کو ہیں پیدا کیا ہے ۔ جس نے کل کا دن بنایا ہے وہ اس دن کا رزق بھی آپ مہیا کرئے گا۔

جب جاڑا آئے تو کوئی تم میں نہ کہے کہ ہم کیا کھائینگے اور کیا پہنیں گے اور جب گرمی آئے تو کوئی نہ کہے کہ کہاں سے کھائینگے اور کہاں سے پئیے گئے کیونکہ تمہارا پروردگار جانتاہے کہ کس چیز کی تمہیں حاجت ہے اور وہی تمہاری حاجت برلاویگا۔ پھر غیبت اور عیب جوئی کی مذمت میں فرمایاہے کہ عیب نہ لگاؤ تاکہ تم پر عیب نہ لگایا جائے کیونکہ جس طرح تم عیب لگاتے ہو اسی طرح تم پر بھی عیب لگایا جائے گا۔ اور جس پیمانہ سے تم ناپتے ہو اسی سے تمہارے واسطے ناپا جائیگا اور تو کیوں اس تنکے کو جو تیرے بھائی کی آنکھ میں ہے دیکھتاہے پر اس کا نڑھی پر جو تیری آنکھ میں ہے نظر نہیں کرتا ؟ یا کیونکر تو اپنے بھائی کو کہتا ہے کہ لا اس تنکے کو جو تیری آنکھ میں ہے نکال دو اور دیکھ خود تیری آنکھ میں کا نڑھی ہے ۔ پہلے کا نڑھی کو اپنی آنکھ میں سے نکال تب اس تنکے کو اپنے بھائی کی آنکھ سے اچھی طرح دیکھ کے نکال سکیگا۔ پھر خدای عزوجل سے مانگنے اور مقبول ہونے کی نسبت فرمایاہے اور وعدہ کیا ہے "مانگو کہ تمہیں دیا جاویگا۔ ڈھونڈو کہ تم پاؤگے کھٹکھٹاؤ کہ تمہارے واسطے کھولا جائیگا کیونکہ جو کوئی مانگتاہے اسے ملتاہے اور جو کوئی ڈھونڈتاہے سو پاتاہے اور جو کوئی کھٹکھٹاتاہے اس کے لئے کھولا جاتاہے۔ تم میں سے کون آدمی ہے کہ اگر اس کا بیٹا اس سے روٹی مانگے تو وہ اسے پتھر دے یا اگر مچھلی مانگے تو اسے سانپ دے ؟

پس جبکہ تم برے ہو کر اپنے لڑکوں کو اچھی چیزیں دینی چاہتے ہو تو کتنا زیادہ تمہارا پروردگار جو آسمان پر ہے انہیں جو اس سے مانگتے ہیں اچھی چیزیں دیگا؟ پس جو کچھ تم چاہتے ہو کہ لوگ تمہارے ساتھ کریں ویسا ہی تم ان کے ساتھ کرو۔ کیونکہ توریت اور نبیوں کا خلاصہ یہی ہے۔

اور شائد کوئی عیب جوئی اور نفاق اور بداعتقادی کی راہ سے انجیل کی عبارت اور اس بات پر کہ ہمارے سیدنا مسیح نے خدا تعالیٰ کو ہمارا باپ کہا ہے کہ کوئی اعتراض کرے تو ہم اس کا جواب شافی یہ دینگے کہ جہان کے خداوند اور سردار نے یہ چاہا کہ لوگ خدا کی بندگی کو عزیز جانیں اور دل سے اس کے متلاشی ہوں تاکہ ان کی بندگی خدا کے واسطے محبت اور دوستی سے ہو زبردستی اور زور سے نہ ہو اور یہ کہ لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا ہو اور دشمنی دور ہو اور نسب وذات کا غرور جاتا رہے جو شیطان نے ان کے دلوں میں ڈال دیا ہے اور جس طرح کہ ایک ماں اور ایک باپ سے بھائی ہوتے ہیں اسی طرح آپس میں ایک دوسرے کو سمجھے۔ نہ جیسا کہ تیرے حضرت کا حال ہے کہ انہوں نے اس کہنے سے لوگوں میں عداوت ڈال دی کہ " اے ایمان والو بعض تمہاری جوروئیں اور اولاد دشمن ہیں تمہارے سو ان سے بچتے رہو اور اگر معاف کرو اور درگذر دو اور بخشو تو اللہ ہے بخشنے والا مہربان۔" سورہ تغابن 14) اور مسیح لوگوں سے اس طرح فرماتے اور

خطاب کرتے ہیں کہ تمہارے باپ نے جو آسمان پر ہے تمہارے ساتھ ایسا اور ایسا کیا اور اس کا فضل واحسان تمہارے حال پر کس قدر ہے ؟ یہ سب باتیں اس لئے تھیں کہ لوگوں کے دلوں میں محبت باہمی پیدا ہو اور دشمنی جاتی رہے اور شیخی وغرور اٹھ جائے اور مجھے اپنی زندگی کی قسم ہے کہ خدائے بزرگ وبرتر رحیم اور مہربان اور غم خوار اور نیکوکار باپ ہے کیونکہ یہ اس کا بڑا فضل واحسان ہے کہ ہم کو پیدا کیا اور ہمارے وجود سے قبل اس کا فضل ہمارے حال پرشامل تھا۔ وہی ہمیں اپنی نعمت سے قوت دیتا ہے اور پالتا ہے اور اپنی بخشش سے ہمیں سنبھالتا ہے اور گناہوں سے در گذرتا اور ہماری خطاؤں کو معاف کرتا اور اپنے کرم عمیم اور رحمت وسیع سے ہماری نادانی پر برداشت کرتا ہے اور جس طرح مہربان باپ اپنے بیٹے کے ساتھ ہوتا ہے اسی طرح وہ بھی ہم سے مواخذہ کرنے میں جلدی نہیں کرتا۔ پھر جب اس نے ہمیں تعلیم دی تو اس تعلیم میں دانائی اور رحمت شامل تھی اور (انجیل شریف خط عبرانیوں 6 باب) اور اپنی بداعمالیوں اور گناہوں کے سبب سے جس سزا کے لائق ہم ہیں اس سے در گذرتا ہے۔ پھر بھلا خدا تعالیٰ سے زیادہ اور کون باپ کہلانے کا مستحق ہوسکتا ہے ؟ پس ایسی صورت میں اگر کوئی شخص ہمارے مولا سیدنا مسیح پر یہ اعتراض کرے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کو ہمارا باپ کہا ہے تو اسے ہم کیا کہیں ؟ پھر فرضوں کے پورا کرنے کے باب میں اس

نے فرمایا ہے کہ روزہ رکھو اور نماز پڑھو اور خدا کے فرائض کو پورا کرو۔ اسی طرح تم بھی جیسا سب کچھ تمہارے لئے فرمایا کرچکے تو کھو کہ ہم نکمے بندے ہیں کیونکہ جو ہم پر کرنا واجب تھا وہی کیا اور جو کچھ اس کے چلن اور رویہ سے ظاہر ہوتا ہے تھا اس سے ہم نے جانا کہ جو کچھ اس نے فرمایا اور نصیحتیں کیں وہ سب سچ تھیں۔ وہ روزہ رکھتا تھا اور نماز پڑھتا تھا۔ نہ اس کا کوئی گھر تھا نہ کوئی ٹھکانہ تھا اور بدن چھپانے کو دو کپڑوں سے زیادہ نہیں رکھتا تھا اور جب بعض لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تیرا گھر کہاں ہے جو ہم تیرے پاس جاویں تو جواب دیا کہ لومڑیوں کے واسطے بھٹ اور ہوا کے پرندوں کے واسطے گھونسلے ہیں لیکن میرے لئے نہ کوئی گھر ہے نہ کچھ ٹھکانہ ہے۔ جہاں میں ٹھہروں وہی میرا گھر ہے اور جب تم مجھے ڈھونڈوگے تب ہی پاؤ گے۔ اس نے کوئی بری بات زبان سے کبھی نہیں نکالی نہ کوئی خطا کی اور نہ گناہ اس سے صادر ہوا اور نہ جرم سرزد ہوا۔ نہ کسی کی عیب جوئی کی نہ کسی کو آزار دیا نہ طالب کو منع اور نہ سائل کو رد کیا نہ کسی فریادی اور دردمند سے منہ موڑا جیسا کہ یسعیاہ نبی کے قول ماسبق سے ظاہر ہے (یسعیاہ 53 باب دیکھو) پھر ایسا ہی کرتا رہا اور جو نشانیاں اور معجزے اس نے دکھائے ان سے اس کی باتوں کی تصدیق ہوئی اور بہترے بیماروں کو جن کا علاج خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا تھا اپنے حکم سے شفا دیتا تھا اور ان کے دکھوں کو دور کرتا اور ان کے درد کو کھولتا اور آرام اور چین بخشتا تھا۔

کوڑھ کو پاک صاف کرتا اور شیطانوں کو نکالتا تھا۔ سوکھے ہاتھ والوں کو درست کرتا اور مدت کے مردوں کو جلاتا تھا جیسا کہ مریم ورمار تھا کے بھائی لعزر کو اور جائیرس سردار کاہن کی بیٹی اوررومی سردار کے نوکر کو اور ایک بیوہ کے لڑکے کو زندہ کیا تھا اور غیب کی باتوں کی خبر دیتا تھا اور جو کچھ لوگوں کے دلوں میں ہوتا بتادیتا تھا اور اپنے ہاتھ سے فالج کے مارے کو شفا بخشی اور 38 برس کے اپاہج کو حکم دیا کہ اپنی چارپائی کندھے پرر کھ کے چلاجائے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور شیطانوں کو پکارا اور انہوں نے اس کا حکم بجا لاکے اور خوشی سے اس کی الوہیت کا اقرار کرکے کہا کہ وہ زندہ خدا کا کلمہ ہے حالانکہ وہ ان کے غلبہ اور زور کو باطل کرتا تھا اور وہ اس سے یہ درخواست کرتے تھے کہ ہمیں جانے دے۔ اور بزرگ اور متولد کلمہ روح القدس سے جو اس میں موجود تھی خطائیں بخشتا اور گناہ کو دور کرتا تھا اور مدت کے اندھوں کی آنکھیں کھولتا تھا اور بعضوں کی آنکھیں مٹی اور تھوک لگا کر ازسر نو بنادیں تا کہ معلوم ہو کہ اسے پیدا کرنے کی قدرت ہے۔ اور پانچ روٹیوں اور دو مچھلیوں سے پانچ ہزار آدمیوں کے سواعورتوں اور لڑکوں کے پیٹ بھر کر کھلادیا اور بارہ ٹوکریاں روٹی کے ٹکڑوں کی بچ رہیں اور گلیل کے عرس میں چھ مٹکوں کے پانی کو مے بنادیا۔ اس نے لڑکوں کو برکت اور بچوں کو بلایا۔ انجیر کے درخت کو لعنت کی سو وہ اسی وقت سوکھ گیا اور سمندر کی لہروں کو جوزور مارتی تھیں جھڑک کے تھما دیا اور پانی پر چلااور پہاڑ پر موسیٰ اور

الیاس کے ساتھ اپنے شاگردوں کو دکھائی دیا اور سامری عورت کو اس کے خاوندوں کی خبردی اور جس عورت کا بارہ برس سے خون جاری تھا اسے شفا دی ۔ اس عورت نے صرف مسیح کا دامن چھوا تھا اور جانتی تھی کہ اسے کچھ خبر نہیں ہوئی لیکن مسیح نے اس طاقت کے سبب سے جو اس سے نکلتی تھی جان لیا۔ جماعت سے پوچھا کہ کس نے میرے کپڑے کو ہاتھ لگایا تو اس عورت نے خود مسیح کے پاس آکر سجدہ کیا اور اقرار کیا کہ میں نے ہاتھ لگایا تھا۔ مسیح نے اس سے فرمایا کہ تیرے ایمان نے تجھے بچایا تو سلامت جا۔ تیری بیماری دور ہوئی ۔ بدروحوں کو حکم دیا کہ سوروں میں چلے جائیں اور دریا میں ڈوب مریں۔چنانچہ وہ سب اس کا حکم بجالائے اور بہت سے اور کام کئے کہ اگر ان سب کاموں کو رسول لکھتے تو ایک دفتر ہوجاتا اور ہم نے بھی اسی خیال سے کہ رسالہ طویل نہ ہوجاوے بہت سی باتیں چھوڑدیں اور چونکہ تونے انجیل شریف کو پڑھاہے اس لئے تو بھی خوب جانتا ہے کہ جو کچھ شاگردوں نے انجیل میں لکھاہے وہ سب دیکھ کر اور ثابت کرکے لکھاہے اور نیز تیرے حضرت کے قول اور گواہی سے بھی ثابت ہے چنانچہ مرقوم ہے اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو نشانیاں دیں اور روح پاک سے اس کو مدد دی پس خدا تجھے صلاحیت دے کوئی کیونکر تجھ سے یہ حیلہ کرسکتاہے کہ یہ کام خدا کے نہ تھے ؟اور بجز اس شخص کے جس نے عداوت سے عقل کے ساتھ ناانصافی کی اور دشمنی سے اپنی آنکھ کو اندھا کرلیا اور جس کو دنیا کی محبت نے اپنی روح کی ہلاکت پر برانگیختہ کیاہے یا جو کوئی کہ ایسے شخص کی پیروی کرے اور کوئی اس امر میں کچھ حیلہ نہ کریگا اور عقلمند اپنے نفس کی بھلائی چاہتا ہے ۔ جس وقت وہ ہمارے اس رسالہ کو دیکھے اور سچائی

اور انصاف کی نگاہ سے ان کاموں پر غور کرے اور تیرے حضرت کے کاموں کو قیاس کرے تو اس پر سچ اور جھوٹ سب ظاہر ہوجاویگا اور اگر کوئی ایسا کرے تو مسیح کی کسی بات کو فریب اور جھوٹ اور دعویٰ باطل پر محمول نہ کریگا اور ہم اور تو سب جانتے ہیں کہ مسیح کے کام آدمیوں کے سے نہیں تھے اور تیرے حضرت کے کام جو ایک گروہ کے واسطے کئے گئے البتہ ایسے ہی تھے جیسا کہ ہم ہر زمانہ کے اگلے بادشاہوں کو دیکھتے اور سنتے چلے آئے ہیں کہ وہ بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ اگر تو یہ کہے کہ نبی ایسے عجیب کام کیا کرتے تھے جیسا کہ ہم ہر زمانہ کے اگلے بادشاہوں کو دیکھتے اور سنتے چلے آئے ہیں کہ وہ بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ اگر تو یہ کہے کہ نبی ایسے عجیب کام کیا کرتے تھے جو تمام جہان کے لوگوں سے نہیں ہوسکتے تھے جیسے موسیٰ وغیرہ نے کئے تو کہینگے کہ البتہ ہم جانتے ہیں کہ وہ بھی ایسے کام کیا کرتے تھے۔ کچھ اپنی طاقت وحکم سے جس طرح ہمارے مسیح نے کیا نہیں کرسکے تھے کیونکہ جب وہ معجزہ دکھاتے تھے تو ایسے ہی دکھاتے تھے جیسے کوئی تابعدار غلام اپنے آقا کے حکم سے کوئی کام کرتا ہے تاکہ وہ کام جس کے لئے آئے ہیں پورا ہو اور رسالت کی تبلیغ ہو اور تو جانتا ہے کہ موسیٰ بنی اسرائیل کے واسطے سمندر کے پھاڑنے سے پہلے ہمیشہ خدا کے سامنے دعا اور رکوع اور سجدہ اور درخواست کرتا رہا یہاں تک کہ خدا نے اسے حکم دیا کہ کیوں دعا کرتا ہے اٹھ اور اپنی لاٹھی کو سمندر پر مار کہ وہ پھٹ جاویگا۔ چنانچہ ایسے ہی توریت میں لکھا ہے اور ایسے ہی نون کے بیٹے یشوع اور الیاس اور الیشع نہایت عاجزی سے دعا مانگتے اور درخواست کرتے تھے تو اس وقت انہیں کوئی نشانی اور معجزہ دکھانے کی اجازت دی جاتی تھی۔ اور اس پر بھی باوجود ایسی دعا ونماز اور منت کے بعض دفعہ دعا مقبول

نہیں ہوئی تھی جیسا کہ برگزیدہ موسیٰ کی نسبت ہوا کہ اس سے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تجھے وعدہ کے سرزمین میں مراد اس سے شام کا ملک ہے نہیں داخل کرونگا کیونکہ تونے مجھے سچا نہ جانا اور بنی اسرائیل کے سامنے میرے نام کی تقدیس نہ کی اور یہ معاملہ اس جگہ ہوا جو مریباہ کے پانی کے نام سے مشہور ہے جہاں موسیٰ نے چٹان پر دولاٹھیاں ماری تھیں پس اسے وعدہ کی زمین میں جانے سے محروم رکھا اور اسی طرح یرمیاہ نے جو بڑا نبی تھا خداعزوجل سے دعا مانگی تو بعض دفعہ خدا نے یہ کہا کہ میں تیری دعا نہیں سنونگا اور تیری منت کو قبول نہیں کرونگا لیکن ہمارا خداوند یسوع مسیح وہی پیارا بیٹا ہے جس کی نسبت اس کے باپ نے یہ کہہ کر گواہی دی ہے کہ " یہ وہی میرا پیارا بیٹا ہے جس سے میں خوش ہوں اس واسطے کہ اس نے ان کاموں کو اس غالب قدرت سے کیا جسے آسمان وزمین کا متولد کلمہ کہتے ہیں اور جو اس میں موجود ہے۔ پس اس کے سوا جو حق کا دشمن اور حاسد ہو اور خدا باپ اور اس کے کلمہ روح القدس پر ایسا جھوٹ جوڑتا ہو جیسے کوئی کہے کہ آفتاب تاریک ہے اور آگ جلانے والی چیز نہیں ہے اور کون مخالف اس بات کو باطل کریگا؟ ایسے شخص کے شرمندہ کرنے کو یہ بیان کافی ہے۔ جب ہم اپنے خداوند مسیح کی بعض باتیں بیان کرچکیں اور چند معجزات بتاچکے تو اب یہ ذکر کرینگے کہ اس نے شاگرد حواریوں کو کس طرح قبول کیا اور کیونکر تمام جہان کے لوگوں میں دین کی منادی کے واسطے بھیجا۔ پس ہم یہ کہتے ہیں کہ اس نے بے پڑھے لوگوں کو لیا جن میں نہ کچھ علم تھا نہ کچھ واقفیت تھی نہ شرافت

نہ حسب نہ نسب نہ فراغت تھی۔ ماہی گیراور محصل تھے۔ ان کے دلوں کو کھول کر نور اور دانائی سے بھر دیا جس سےوہ تمام عقلمندوں اور حکیموں پر غالب آئے اور ہر طبیب ہوشیار پر فوقیت لے گئے اور بڑے بڑے بادشاہ اور سخت حاکم اور سرکش دشمن ان کے سامنے جھک گئے اور ہر شریف اور حسب والے نے ان کی فرمانبرداری اختیار کی اور ہرامیر ان کا حاجتمند ہوا یہاں تک کہ بڑے بڑے رتبہ والے ان کے آگے پست ہوگئے اور ہر ذی علم وفہم نے ان کی گواہی دی اور بڑے بڑے خوش بیان ان کی دلیلوں سے قائل ومطیع ہوگئے اور خوشی سے ان کے مقبول ہونے کا اقرار اور اس بزرگی کا جوانہیں عطا ہوئی تھی اقبال کیا اور اس بخشش کا جوان پر ظاہر ہوئی تھی اعتراف کیا اور اس قدرت پر جوانہیں ملی تھی اور ان نشانیوں اور معجزوں پر جو ان سے ظاہر ہوئے تھے ایمان لائے جیسا کہ مسیح نے ان سے کہا تھا کہ جاؤ لوگوں کو ہمیشہ کی زندگی کی طرف بلاؤ اور بعث ونشر اور جسموں کے روحوں سمیت اٹھنے کی اور موت کی قید سے جس میں وہ پڑے ہیں آزاد ہونے کی انہیں خوشخبری دو اور جو کچھ تم ان لوگوں کے پاس لیجاؤ گے اس کے ثبوت کے واسطے میں تمہیں نشانیاں اور معجزے دکھانے کی قدرت دیتا ہوں۔ میں نے تم کو مفت دیا ہے تم بھی مفت دو۔ سونا چاندی کسی سے مت لو اور جب تم میرے نام سے اپنے ہاتھ بیماروں پر رکھو گے تو وہ شفا پائینگے اور مردوں پر اپنے ہاتھ رکھو گے تو وہ جی اٹھینگے۔ جہاں تم سے متعجب ہو گا اور میرے لئے

لوگوں پر گواہی ہوگی۔ غرضیکہ انہوں نے اس سے تعلیم پا کر اور کمال حاصل کرکے لوگوں کو رحمت اور بخشش کی خوشخبری دی اور بڑی کوشش اور راستی سے دنیا کے لالچ سے دور ہوکر لوگوں کو حق کی طرف بلایا اور ایسے لوگ شمار میں 70 تھے جنہیں مسیح نے آسمان پر جانے سے پہلے یہ شرف عطا کیا تھا اور بارہ آدمی چنے تھے جو اس کے ساتھ رہتے تھے اور اس کے حواری اور شاگرد چنے کہلاتے تھے جو ہر حال میں اس کے کاموں کو دیکھتے تھے اور راستی اور صداقت سے لوگوں میں اس کی خبریں پہنچاتے تھے اور مسیح نے ان سے یہ کہہ کر خطاب کیا اور یہ عہد نامہ باندھا کہ جو ان باتوں پر عمل کرتا اور ان کو جانتا ہے اس کا نام آسمان کی بادشاہی میں بہت بڑا ہوگا اور جب تم کچھ مانگو تو یہ مت کرو کہ بہت کچھ کہو اور تھوڑا کرو اور روزی کی فکر سے اپنے دلوں کو فارغ رکھو کیونکہ تمہارا باپ (پروردگار) جو آسمان پر ہے آپ تمہاری حاجتوں کو اور جو کچھ تمہارے لئے بہتر ہے اسے جانتا ہے بلکہ تم میں جو کوئی دعا مانگے تو اس طرح مانگنا چاہئے " اے ہمارے پروردگار جو آسمان پر ہے تیرے نام کی تقدیس ہو۔ تیری بادشاہی آئے۔ تیری مرضی جیسی آسمان پر ہے زمین پر بھی ہو۔ ہمارے روزینہ کی روٹی آج ہم کو بخشش اور جس طرح ہم اپنے تقصیرداروں کو معاف کرتے ہیں تو ہماری تقصیریں معاف کر۔ اور ہمیں آزمائش میں نہ ڈال بلکہ برائی سے بچا کیونکہ بادشاہی اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں۔آمین۔"

پھر ان سے یہ فرمایا کہ میں تمہیں بھیڑوں کی مانند بھیڑیوں کے درمیان بھیجتا ہوں۔ پس تم سانپوں کی طرح ہوشیار اور کبوتر کی طرح بھولے

اور جب تم بادشاہوں اور حاکموں اور قاضیوں کے روبرو پیش کئے جاؤ تو کچھ فکر نہ کرنا کہ کیا کہو گے کیونکہ جو کچھ کہنا ہوگا اسی وقت تم کو بتا دیا جائیگا اس لئے بولنے والے تم نہیں ہو بلکہ تمہارے باپ کی روح جو تم میں ہے۔ ان سے مت ڈرو جو جسم کو ہلاک کرسکتے ہیں اور روح کی ہلاکت پر قادر نہیں ہیں بلکہ اس سے ڈرو جو جسم اور روح دونوں کو جہنم میں ڈال سکتا ہے اور جان لو کہ جس نے میری دعوت سے انکار کیا اور میرے نام کی خوشخبری سے منہ پھیرا میں قیامت کے دن جب وہ لوگوں کے ساتھ میرے سامنے انصاف کے لئے کھڑا ہوگا اس کا انکار کرونگا اور جو شخص میری دعوت کا اور میرے نام کی خوشخبری کا لوگوں کے درمیان اقرار کرے اور اس سے منکر نہ ہو اور نہ چھپاوے تو میں بھی اس دن جب وہ لوگوں کے ساتھ میرے سامنے کھڑا ہوگا اقرار کرونگا کہ یہ میرا دوست ہے۔ پھر ان سے یہ فرمایا کہ فروتنی کو لازم جانو۔ مبارک ہیں وہ جو فروتن ہیں۔ مبارک ہیں وہ جو دل کے پاک ہیں ۔ مبارک وہ جو رحم دل ہیں کیونکہ وہی اپنے پروردگار سے رحمت کے مستحق ہیں۔ پھر فرمایا کہ اپنے دشمنوں کو پیار کرو اور جو تمہارے ساتھ برائی کریں انہیں پیار کرو اور جو تم پر لعنت کریں ان کے لئے برکت چاہو اور جو تم سے کینہ رکھیں ان کا بھلا کرو اور جو تمہیں دکھ دیں اور ستائیں ان کے لئے دعا مانگو اور بخشش چاہو جیسے خدا تمہارا مالک تمہیں بخشتا ہے کیونکہ اگر تمہارے درمیان سے رحم وسلوک جاتا رہے تو خدا تم پر کیونکر رحم کریگا اور اگر تم لوگوں کے ساتھ نیکی نہ کرو گے تو خدا تمہارے ساتھ کیونکر نیکی کریگا؟ تم بخشش کرو تاکہ خدا تم پر بخشش کرے۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں جیسا تم

کروگے ویسا ہی وہ تمہارے ساتھ کریگا۔ پھر یہ فرمایا کہ بدن کا چراغ آنکھ ہے۔ پس اگر تیری آنکھ صاف ہو تو تیرا سارا بدن روشن ہوگا پر اگر تیری آنکھ صاف نہیں تو تیرا سارا بدن اندھیرا ہوگا۔ اسی طرح جب بندہ اپنے پروردگار کو جانتا ہے تو اپنے گناہوں کو دیکھتا ہے اور جو اپنے پروردگار کو نہیں جانتا اسے اپنے گناہ بھی معلوم نہ ہونگے اور جس طرح بدن کو بغیر جان کے کچھ پایداری نہیں اسی طرح دین بغیر نیک نیتی اور صدق عقیدت کے درست نہیں اور لوگوں کی عیب جوئی سے بچو اگرچہ ان کے درست کرنے میں کیسی ہی مشکل پیش آوے بلکہ پہلے اپنے دلوں کو عیوب کی اصلاح کرو اور اپنے کاموں سے انہیں نیکی کی رغبت دلاؤ۔ پاک چیز کتوں کے سامنے مت ڈالو اور موتیوں کو سوروں کے روبرو مت پھینکو۔ بے وقوفوں کے سامنے دانائی کی باتیں مت بیان کرو اور تاریک دلوں کے روبرو ایسی باتیں نہ کھو۔ کیسی آسان اور چوڑی وہ راہ ہے جو ہلاکت کو پہنچاتی ہے اور بہت لوگ اس راہ پر چلتے ہیں اور کیسی دشوار وہ راہ ہے جو زندگی کی طرف پہنچاتی ہے اور لوگ اس راہ میں کیسی سستی اور تامل سے چلتے ہیں اور تھوڑے اس میں سے گذرتے ہیں۔ جھوٹوں سے بچو اور ریاکاروں سے باز رہو جو تمہارے پاس بھیڑوں کے بھیس میں آتے ہیں لیکن درحقیقت پھاڑنے والے بھیڑئیے ہیں تم ان کے کاموں سے انہیں پہچانوگے۔ کیا کانٹوں سے انگور اور اونٹ کٹاروں سے انجیر توڑتے ہیں؟ اسی طرح ان لوگوں کی بات اور نصیحت کچھ کام کی نہیں ہوتی۔ جھوٹے نبیوں سے جو میرے بعد بغیر نشانی اور دلیل کے بلکہ تلوار اور زور ظلم کے ساتھ

آوینگے پرہیز کرو۔ جاؤ لوگوں کو ہمیشہ کی زندگی کی طرف بلاؤ اور جو روحانی دانائی میں نہیں تمہیں بتائی ہے تم انہیں بتاؤ اور جو کچھ تم نے مجھ سے دیکھا ہے اس کی انہیں خبر دو اور اس فانی اور مغرور دنیا سے انہیں بچاؤ اور وہ دوسرے جہان کی رغبت دلاؤ اور یہ بتاؤ کہ خدا تعالیٰ قبروں سے مردوں کو اٹھانے والا اور ان کا جلانے والا اور مخلوق کا نگہبان ہے۔ جس نے نیک کام کئے آسمان کی بادشاہی میں ہمیشہ کی زندگی کا جس میں موت کا کچھ خطرہ نہیں وارث ہوا اور بہشت میں جو نہ دور اور منقضی ہوتی ہے چین اور آرام سے پروردگار عالم کے پاس رہنے والا ہوا جس سے افضل کوئی چیز نہیں ہے جس نے تمہاری بات نہ مانی اور نہ سنی اور میری خوشخبری کو جھٹلایا اور میری دعوت سے انکار کیا اور مخالفت اور نقیض اور دشمنی پر آمادہ ہوا اس کا بدلہ دوزخ کی آگ ہے جو کبھی بجھتی نہیں۔ جس میں ہمیشہ اس کو رہنا ہے اور جس میں دائمی عذاب ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا اور خدا کا قہر و غضب ہے جس کے بعد پھر وہ رضامند نہ ہوگا۔ سو جس نے میری دعوت کو رد کیا اس نے خدا کے خلاف کیا اور اس کے حکم کو ٹال دیا۔ اور میں نے تم کو یہ اختیار اور غلبہ اور طاقت اور قدرت دی ہے تا کہ تمہاری دعوت کی تصدیق ہو اور لوگوں پر پوری دستاویز ہو۔ میرے نام سے تم لاعلاج بیماروں پر ہاتھ رکھو گے اور وہ شفا یاب ہوجائنگے اور مردوں کو پکاروگے تو وہ جی اٹھینگے اور بدروحوں کو لوگوں سے نکالوگے اور اندھوں کو بینائی دوگے اور کوڑھیوں کو پاک کروگے۔ پس کوئی چیز تم سے مخالفت اور برابری نہ کرسکیگی۔ اور جو چیز تم زمین پر بند کروگے وہ

آسمان میں بند ہوجائیگی اور جس چیز کو تم کھولوگے وہ کھولی جائیگی یہاں تک کہ میری دعوت تمام رویٔ زمین پر روشن ہو گی اور آدمیوں کے گروہوں میں کوئی جگہ اس سے خالی نہ رہیگی کیونکہ یہ بخشش تمام آدمزاد کے واسطے ہے جو اس میں داخل ہوا اس نے اپنی جان کو راحت پہنچائی اور نفع اٹھایا اور امن پایا اور سلامت رہا اور مراد کو پہنچا اور غنیمت حاصل کی اور جو اس راہ سے بھٹکا وہ نامراد رہا اور اس نے نقصان اٹھایا۔

خبردار ! میں تمہارے درمیان کوڑا اور لاٹھی او ر تلوار اور ہتھیار اور ملک ولشکر اور زور وظلم اور جہاد ومقابلہ اور جنگ وجدل کے واسطے نہیں آیا ہوں۔ نہ ملک کی رغبت نہ دنیا کی لذتوں اور شہوتوں کا لالچ دیتا ہوں نہ راہوں کو آسان کرتا ہوں۔ تم لوگوں میں منادی کرو اور انہیں بتاؤ کہ توبہ کریں اور اہل عیال اور مال ومتاع کو چھوڑیں اور دنیا سے منہ موڑیں اور فروتنی اور عاجزی اختیار کریں اور نشانیاں اور معجزے جن کے دکھانیکی طاقت میں نے تمہیں بخشی ہے ان سے اپنی بات کی صحت اور آسمانی بادشاہی کی ضمانت کی تصدیق کرو اور قیامت دوعید کی خبر دو۔ ثواب کی رغبت دلاؤ اور عذاب سے ڈراؤ۔ سونا چاندی مت لو اور نہ کسی سے بدلہ اور احسان چاہو۔ اپنے ہاتھوں کی کمائی سے کھاؤ اور جو کچھ تمہارے کھانے سے بچ رہے محتاجوں کو بانٹ دو۔ کل کے واسطے جمع نہ کرو اور بغیر دھوکہ اور فریب کے لوگوں کو نیکی کی تعلیم دو اور اسے ان میں مفت بانٹو جس طرح میں نے تم کو مفت دیا ہے۔ طالب کو منع نہ کرو۔ وسائل کو نہ پھیرو۔ سب کو دوست کرو اور دل وجان سے ان کے لئے کوشش کرو۔ خوشخبری پھیلاؤ ۔ جھوٹ مت جوڑو کیونکہ آسمان کی بادشاہی نزدیک ہے اور میں ہمیشہ تک ہر زمانہ میں تمہارے ساتھ اور نیز جو کوئی مجھے پکارے اس کے ساتھ ہوں۔ پھر اس

نے چاہا کہ تواضع اور فروتنی کو حدِ کمال تک پہنچائے چنانچہ کافروں کے ہاتھ سے جو کچھ ایذا ئیں پہنچائیں تھیں برداشت کیں یہاں تک کہ صلیب پر لٹکایا گیا اور پھر بھی یہی کہتا تھا کہ اے باپ تو انہیں بخشدے کیونکہ یہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں۔ پھر اس کا جسم مردہ ہوا او رجمعہ کی شام تک صلیب پر لٹکارہا۔ پھر اسے اتار کر دفن کیا اور اتوار کی صبح تک قبر میں رہا۔ پھر اپنی قدرت سے جی اٹھا اور جو عورتیں اس کی قبر پر زیارت کرنے گئی تھیں انہوں نے دیکھا۔ اس کے بعد اپنے شاگردوں کو ایک دفعہ گلیل میں اور دو مرتبہ اس گھر میں جہاں وہ ٹھہرے تھے اور ایک مرتبہ راستہ پر جبکہ بعض شاگرد عماؤس گاؤں کو جارہے تھے اور ایک دفعہ سمندر کے کنارے پر جبکہ مچھلی کا شکار کررہے تھے دکھائی دیا اور کئی مرتبہ اپنے شاگردوں کے ساتھ کھانا کھایا اور یہ سب معاملہ چالیس دن کے اندر واقع ہوا اور از سر نو انہیں نصیحت دیتا جو عہد ان سے باندھے تھے ان کی یاد دلاتا تھا اور خبر دیتا تھا کہ میں تمہارے پاس مدد کو فارقلیط یعنی روح القدس بھیجونگا پس یوں ہی ہوتا رہا یہاں تک کہ سب کے سامنے جو اس وقت موجود تھے۔ برملا آسمان پر چڑھ گیا اور لوگوں نے دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھل گئے اور فرشتے اترے اور اسکی تعریت کرتے اور گیت گاتے اور یاد کرتے ہوئے اسے چڑھالے گئے اور آدمیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہتے تھے کہ جو کچھ تم دیکھتے ہو اس سے کیوں متعجب وحیران ہو؟ یہ خدا کا اکلوتا بیٹا یسوع مسیح ہے جو بزرگی پاکر آسمان کو جاتا ہے اور زمانہ کے اخیر میں دوسری بار پھر آئیگا اور جیسے اس وقت چڑھتے دیکھتے ہو ویسے ہی اس وقت اترتے دیکھو گے تاکہ مردے جی اٹھیں اور عدالت قائم ہو۔ پھر وہ فرشتوں سمیت لوگوں کی نظر سے غائب ہو گیا اور جس پہاڑ سے وہ آسمان کو چڑھا تھا اسے زیتون کا پہاڑ کہتے ہیں جو شام کے ملک میں آج تک اس صفت سے

مشہور ہے ۔ اب مناسب ہے کہ اس کے بعد مخالف کی گواہی بھی بیان کریں کیونکہ وہ بھی صاف کہتا ہے کہ جس وقت کہا اللہ نے اے عیسیٰ میں تجھ کو پھیر لونگا اور اٹھالونگا اپنی طرف اور پاک کردونگا کافروں سے اور رکھونگا تیرے تابعین کو منکروں سے اوپر قیامت کے دن تک پھر میری طرف ہے تم کو پھر آنا ۔ پھر فیصلہ کرونگا سخت عذاب دنیا میں اور آخرت میں اور کوئی نہیں ان کا مددگار اور وہ جو یقین لائے اور عمل نیک کئے سو ان کو پورا دیگا ان کا حق اور اللہ کو خوش نہیں آتے بے انصاف پھر پڑھ سناتے ہیں ہم تجھ کو آیتیں اور مذکور تحقیق (آل عمران 48تا51آیت) پس خدا تیری عقل کو راستی کی طرف کھول دے یہ تیرے حضرت کا قول اور اقرار اور گواہی ہے جسے وہ اور تو خدا کی طرف سے بتاتے ہو پس اس بات کو سوچ اور جیسا کہ چاہئے اپنے نفس کو نصیحت دے اور غیر حق کی طرف مائل نہ ہو کیونکہ اگر تو انصاف کریگا تو تجھ پر نور کی سپیدی اور حق کی روشنی ظاہر ہوجائیگی ۔ پھر آسمان پر صعود کے دس دن بعد شاگرد ایک مکان میں جہاں کہ ٹھہرا کرتے تھے جمع ہوئے کہ ناگاہ بڑی اور سخت آواز آئی اور فارقلیط یعنی روح القدس کی ان پر تجلی ہوئی اور ہر شخص پر آتشین زبان نازل ہوئی ۔ اور وہ اس ملک کی زبان میں کلام کرنے لگا جس میں مسیحیت کی تبلیغ کے لئے وہ مامور ہوا تھا تا کہ اسی زبان میں جہان کے منجی مسیح کی خوشخبری دے اور لوگوں کو دین عیسوی کی طرف بلادے اور ان کی زبان میں بات چیت کرے اور انہیں نشانیاں دکھائے۔ پس اسی وقت سے سب شاگرد الگ الگ ہو کر ان ملکوں کو روانہ ہوئے جہاں مامور ہوئے تھے اور جس ملک کی زبان کی واقفیت انہیں عطا ہوئی تھی اور انہوں نے انجیل شریف کو اور مسیح کی کل

خبروں اور حالات کو روح القد کی ہدایت سے اس زبان میں قلمبند کیا۔

پس لوگوں کے گروہ ان کے سامنے جھک گئے اور ان کی باتوں کو قبول کیا اور اس دنیا سے پھر گئے اور امر واضح کی طرف مائل ہوئے اور اپنے مذہب کو چھوڑ کر دین عیسوی میں داخل ہوئے جب ان پر حق کا نور چمکا اور بشارت کی روشنی ظاہر ہوئی اور صدق دل سے بغیر شک وشبہ کے یقین وایمان لائے اس سبب سے کہ انہوں نے حق و باطل کو کفر وایمان کو ہدایت اور گمراہی کو اور بیراہی کو پہچانا اور معجزے اور روشن نشانیاں اور واضح دلیلیں اور وہ نیک طریق دیکھے جو مسیح کے اس طریق کی مانند ہیں جس کے آثار آج کے دن تک اور اس گھڑی تک قائم ہیں۔ پس ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس طریق کو شاگردوں سے سیکھا نہ اس میں کچھ بڑھایااور نہ گھٹایا اور اسی پر جیتے ہیں اور اسی پر مرینگے اور اٹھینگے اور اپنے خدواند مسیح کے سامنے جس روز وہ مخلوق کا انصاف کریگا اسی پر قائم ہونگے نہ جیسا کہ تیرے حضرت کا اور ان کے اصحاب کا طریق ہے کہ ہمیشہ خونریزی اور غارتگری کی اور تلوار چلائی اور ملکوں پر چڑھ جانے اور مال واسباب لوٹنے اور عورتوں کی بے آبروئی کرنے اور آزاد لوگوں کو غلام بنانے میں میں مصروف رہتے تھے بلکہ وہ اسحال میں اب تک اسی عادت کے موافق لوگوں کو ان کاموں کی طرف برانگیختہ کرتے ہیں جیسا کہ تم جانتے ہو اور اس امر میں انہوں نے وہ کہا ہے جو تم نے کبھی نہیں کیا جیسا کہ خطاب کے بیٹے عمر کا قول ہے " خبردار جس شخص کا پڑوسی محتاج ہو اور اپنی قیمت کا حاجتمند ہو تو چاہیئے کہ آپ کو بیچڈالے۔" اور اسی طرح کے بہت سے قول وفعل ہیں اور یہ سب کام خلاف ان کاموں کے ہیں جو شمعون اور پولوس کیا کرتے تھے کہ بیماروں کو اپنے

حکم وارادہ سے شفا بخشتے اور مردوں کو مسیح کے نام سے زندہ کرتے تھے۔

اب اگر تو یہ کہے کہ جیسے حواریوں کا حال تھا کہ جب وہ شہروں میں جایا کرتے تھے تو نشانیاں اور معجزے اور اچنبھے دکھایا کرتے تھے ویسے ہی آج کل عیسائی دوریش کیوں نہیں کرتے ؟ تو ہم یہ جواب دینگے اور کہینگے کہ جب وہ شہروں میں دین عیسوی کی دعوت کو جاتے تھے اور لوگوں کو مسیح کی الوہیت کے اقرار کی طرف بلاتے تھے تو انہیں بہت سی نشانیوں اور متواتر اچنبھوں کے دکھانیکی ضرورت پڑتی تھی تاکہ ان کی دعوت کی تصدیق ہو اور لوگ جانیں کہ ان کا دعویٰ درست ہے لیکن عیسائی درویش آج کل دعوت نہیں کرتے اگرچہ اکثر ان میں درپردہ ایسے کام بھی کیا کرتے ہیں تاکہ لوگ جان لیں کہ یہ نعمت ان میں اب تک ثابت اور قائم ہے۔ پھر جب انہیں حکم ہوا تو عوام میں اپنی قدرت کے اظہار کی حاجت پڑتی تھی تاکہ پورب اور پچھم میں تمام لوگ ان کے کاموں کو جان لیں اور اگر عیسائی درویش ہر مردہ کو جلاتے اور ہر بیمار کو ہمیشہ شفادیتے تو کوئی نہ مرتا نہ قیامت کی امید ہوتی نہ دنیا کو زوال آتا اور خدا تعالیٰ نے جو وعدہ اور وعید آخرت کی نسبت کئے ہیں ان کی تکذیب ہوتی اور جو کچھ عیسائی درویش کرتے ہیں اور جو کچھ ان کے ہاتھوں سے یکے بعد دیگرے ظہور میں آتا ہے اس سے یہ مطلب ہے کہ جو تکلیفیں اور صعوبتیں وہ اٹھارہے ہیں ان سے ان کے دین کا اعتبار بڑھے اور لوگ جانیں کہ ان کی رات دن کی بند گی سے خدا کے نزدیک ان کا مرتبہ کتنا بڑاہے اور نیز جس کسی نے خوش اعتقادی اور درست نیت سے انکا ارادہ کیا اور ان کے پاس فریاد لے گیا تو انکی نمازوں اور دعاؤں کی برکت سے مراد کو پہنچا۔ پھر اگر نشانیاں اور معجزات اگلے لوگوں کی طرح آج کل بھی ہوا کرتے اور جیسا کہ تاریکی اور بے علمی کے زمانہ میں حال تھا ایسا ہی آج کل بھی ہوتا تو لوگوں کے

ایمان اور فرمانبرداری کی کیا تعریف ہوتی؟ جانوروں کا ساحال ہوتا کہ آئندہ کی نسبت وہ کچھ غور وفکر نہیں کرسکتے اور بغیر لاٹھی اور مارپیٹ کے کچھ کام ان سے نہیں چل سکتا۔ لیکن چونکہ خدا تعالیٰ نے انسان کی ذات کوجانوروں پر شرف دیا ہے اور عقل اور سمجھ بخشی ہے اور اپنے دین کے سچے ثبوت سے پوشیدہ باتوں کے جاننے کے واسطے اپنی عقل کو کام میں لانے کی ہدایت فرمائی ہے اس لئے اب اس زمانہ میں انسان کی ذات کو بجز اس کے جو عقل کو کام میں نہیں لانا چاہتا اور نادانی اور کم عقلی میں جانورں کا شریک ہے اور کسی کو اس دین کے ثبوت کے واسطے نشانیاں دیکھنے کی حاجت نہیں ہے۔

غرضیکہ میں نے نہایت مختصر طور پر اپنے خداوند مسیح کے حالات اور اس کے بعض شاگردوں کے حالات بیان کئے ہیں اور وہی ہمارا دین ہے جسے ہم نے مضبوط پکڑا اور جس پر ہم چلتے ہیں۔ پس اب تو اپنے دین سے ملا کر دیکھ اور انصاف وراستی کو کام میں لا اور اپنے نفس کو فریب مت دے۔ اگر تو میری بات کو مانے تو میں تجھے دوستانہ نصیحت کرتا ہوں۔ میری اس بات پر خدا اور فرشتے گواہی دیتے ہیں۔ اگر تو بدکار جاہلوں کی شرکت چھوڑدے اور انجیل کے نور اور مسیح کی خوشخبری کی روشنی کو قبول کرلے تو اسکے دوستوں میں شامل ہو کر آسمانی بادشاہی کا اور حیاتِ ابدی کا جو کبھی منقطع نہ ہوگی اور بہشت کا جس کی تعریف سے جاہلوں کی زبان عاجز ہے وارث ہوگا پس جس کو تیری روح اور بدن دونوں پر اختیار ہے اس سے ڈر اسی میں یہ قدرت ہے کہ جیسے باپ نادم بیٹے کو قبول کرتا ہے تجھ پر رحم فرمائے اور تجھے قبول کرے اور تجھ پر اسکی مدد ہو کیونکہ خدا تعالیٰ کی حجت تجھ پر ظاہر ہے۔ اس سبب سے خدا نے تجھے عقل کی خصوصیت دی اور تیری تمیز سے تجھے شرف عطا کیا ہے پس اس دنیا

پر غافل اور بے فکر مت ہو اور اس کے سامان پر دل مت لگا اور اس کی خواہشوں میں گرفتار مت ہو کیونکہ جو لوگ اس پر دل لگاتے ہیں ان کے ساتھ آخر کو فریب کرتی اور ہلاکت کو پہنچاتی ہے۔ فوت ہونے سے پہلے اپنی حالت کو دیکھ اور جو کچھ میں نے تجھے لکھا ہے اور جن باتوں کی میں نے اپنے اس رسالہ میں شرح کی ہے ان کو سوچ اور بعض کو بعض سے قیاس کر اور انصاف کے قانون اور حق کی ترازو کو کام میں لا اور اسی پر چل اور اسی طرف مائل ہو اور جھوٹ سے پرہیز کر اور دور رہ اور برے کاموں سے بھاگ کیونکہ وہ جاہل اور کند ذہن قوم کی حرکات ہیں جن میں نہ کچھ علم ہے نہ معرفت نہ ادب ہے نہ دانائی۔ نہ فکر ہے نہ شریعت پس یہ کام ایسا نہیں ہے کہ اس میں غفلت جائز ہو یا اسکی طرف التفات نہ کی جائے کیونکہ یہ ایک ایسا امر ہے جس پر دو زمانوں کا فائدہ موقوف ہے۔ ایک تو اس دنیا کا اور دوسرے آخرت کا جس وقت نہ تیرا کوئی عذر سنا جائیگا اور نہ کوئی دلیل نفع دیگی اور یقین جان کہ جو شخص گمراہی سے باز آیا اور خدا پر ایمان لایا اور اس مضبوط رسی کو جس کی طلب سے کوئی نامراد نہیں رہتا ہے چست پکڑا اس نے خدا کو راضی رکھا اور جو کچھ کتابوں سے فرض تھا اس کے موافق خدا کا قرب ڈھونڈنے میں کمال کوشش کی لیکن میں نے حتی الامکان تیرے لئے اور نیز جو کوئی اس رسالہ کو دیکھے اس کے لئے نصیحت کو حد پر پہنچا دیا اور کوئی دقیقہ اپنے نزدیک اس امر میں فرد گذاشت نہیں کیا اور خدا سے آرزو کرتا ہوں کہ تجھے توفیق خیر دے اور اپنی اطاعت سے نیک کام پر قائم رکھے اور گناہوں سے بچاوے اور ان دوستوں کے ساتھ جن سے وہ راضی ہے اپنے فضل و کرم سے آسمان کی بادشاہی میں داخل کرے اور تجھ پر سلام اور خدا کی رحمت اور برکت ہو۔ آمین۔

مہتم کہتا ہے کہ اس کتاب کی تصحیح کے واسطے وہ نسخے میرے ہاتھ لگے تھے جن میں سے ایک تو قسطنطنیہ کے کسی مدرسہ کے نسخہ کی نقل بتاتے ہیں اور دوسرا مصر کے کسی مدرسہ کے نسخہ کی نقل ہے نہ اس میں لکھنے والے کا نام ہے نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کس وقت میں لکھا گیا۔ دونوں نسخوں میں نہایت تحریف اور اکثر جگہوں میں بڑا اختلاف ہے ۔ پس میں نے اپنے مقدور بھر دونوں کی تالیف میں بڑی کوشش کی ہے ۔ اگر اس پر بھی کسی طرح کوتاہی ہو گئی ہو تو میں بری الذمہ ہوں اخیر نسخہ مصری میں کچھ زیادہ ہے " جب خلیفہ ماموں کو دونوں رسالوں کی خبر پہنچی تو حاضر کرنے کا حکم کیا اور دونوں اس کے روبرو پڑھے گئے اور وہ انہیں بغور سنا کرتا یہاں تک کہ جب آخر تک پہنچا تو کہا کہ اگر اس نے ایسی چیز پر جو اسکے عمل میں نہیں ہے کسی طرح تعرض کیا تو وہ اپنے بار سے سبکدوش ہوا لیکن عیسائی پر ہمارے واسطے کچھ حاجت نہیں ہے کیونکہ وہ اپنے دین پر قائم تھا اور دین دراصل دوہی ہی۔ ایک دنیا کا دین اور ایک آخرت کا دین ہے ۔ لیکن دنیا کا دین مجوسی ہے (اور دنیا کے اعتبار سے شاید زردشت نے اچھا دین بنایا) لیکن آخرت کا دین عیسائیوں کا دین ہے اور جو کچھ مسیح لایا ہے لیکن صحیح توحید تو ہمارے حضرت لائے کیونکہ اس میں دنیا وآخرت دونوں ہیں۔" اور مشہور عالم ابوریحان محمد بن البیرونی نے اپنی کتاب مسمی الاثار الباقیہ عن القرون الخالتہ میں جہانکہ عبد المسیح کے کلام سے اس امر پر استدلال کیا ہے کہ صائیبن چاند کے واسطے آدمیوں کی قربانی کیا کرتے تھے ان دونوں سالوں کا ذکر کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ ایسے ہی عبد المسیح اسحاق کندی عیسائی نے صائیبن کی نسبت اپنی کتاب میں جو بجواب رسالہ عبداللہ ہاشمی کے لکھی ہے کہا ہے کہ لوگ جانتے ہیں کہ صائبہ آدمیوں کی قربانی کرتے ہیں اس زمانہ میں ایسا امر علیٰ الاعلان غیر ممکن ہے لیکن عبد المسیح کی نسبت سوائے اس کے جو بیرونی سے اس جگہ نقل کیا ہے اور کچھ ذکر تاریخ اسلامی سے نہیں لیا ہے۔ اور خدا جانے کہ یعقوب بن اسحاق کندی جو یونانی کتابوں کا مشہور مترجم اور فیلسوف اسلام کے لقب معروف ہے اس کو عبدالمسیح سے کیا نسبت ہے۔

تمام شد۔